www.deenekhalis.com

اتبعوا ما انزل اليكم من ربكم ولا تتبعوا من دونه اولياء

جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے اتارا گیا ہے اس کی پیروی کرو
اس کے سوا کسی بڑے چھوٹے کی تابعداری نہ کرو۔

الحمد للہ کہ اس مفید کتاب میں

حنفی مذہب کی اعلیٰ کتاب ہدایہ کی پوری چھان بین کی گئی ہے اور یہ دکھایا گیا ہے کہ ہدایہ میں امام ابو حنیفہؒ۔ امام محمدؒ۔ امام ابو یوسفؒ۔ امام شافعیؒ۔ امام مالکؒ وغیرہ کے مذاہب بیان کرنے' تاریخی واقعات' موقوف اور مرفوع حدیث کی تمیز' خلفاءؓ اور صحابہؓ کے مسائل اور راویوں کے ناموں میں مصنف ہدایہ نے فاش غلطیاں کی ہیں۔ ہدایہ میں بہت سی ایسی احادیث ہیں جو بالکل لاپتہ اور بے اصل ہیں۔ اکثر صحیح احادیث کا انکار ہے۔ اور احادیث میں کمی و زیادتی بھی ہے۔

اغلاط ہدایہ

یعنی

درایتِ محمدی

جس کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں کی احادیث ناقابل اعتبار ہیں۔ فقہ کی کتابوں کے تمام مسائل امام ابو حنیفہؒ کے نہیں۔ ہدایہ کے ایک سو خلافِ عقل و نقل مسائل۔ ہدایہ کے امام صاحب اور ان کے شاگردوں کے ایک سو اختلافی مسائل۔ ہدایہ میں خود امام صاحب کے اقوال میں حلال و حرام کا اختلاف وغیرہ درج ہے۔

مصنف

مولانا محمد صاحب جونا گڑھیؒ

ناشر

مکتبہ محمدیہ چک R-7/109 چیچہ وطنی (ساہیوال)

www.deenekhalis.com

نام کتاب	———	درایت محمدی
مصنف	———	مولانا محمد صاحب جوناؔ
طابع	———	عبدالرحمٰن عابد
مطبع	———	پرنٹ یارڈ پرنٹرز
طبع اول	———	فروری 1999ء
کمپوزنگ	———	یونیک گرافکس
		فسٹ فلور کمرہ نمبر17، الفضـ
تعداد	———	1100
ناشر	———	مکتبہ محمدیہ
قیمت	———	36 روپے

ملنے کے پتے

فاروقی کتب خانہ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

دارالکتب السلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور

نعمانی کتب خانہ، حق سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

سبحانی اکیڈمی، حسن مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

فیض اللہ اکیڈمی، الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

فاران اکیڈمی، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور

www.deenekhalis.com

فہرست

www.deenekhalis.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ

خطبہ کتاب

اللہ تیری ذات تمام تعریفوں کے لائق ہے۔ ہم تیری ویسی ہی تعریفیں بیان کرنی چاہتے ہیں جو تیری اعلیٰ ذات کے قابل ہوں اور جن سے تو خوش ہوتا ہو۔ تیری بے شمار ان مول نعمتوں میں سے اگر ایک نعمت پر بھی ہمارا ہر ایک رواں لاکھوں کروڑوں زبانیں لے کر ازل سے ابد تک بھی تیری بڑائیوں کے بیان میں مشغول رہے تو بھی حق یہ ہے کہ حق ادا نہیں ہو سکتا۔ ہم تیری بے شمار پاکیزگیاں بیان کرتے ہیں کہ تو نے ہمارا ہاتھ اپنے پسندیدہ رسول ﷺ کے ہاتھ میں دے کر دنیا کی تمام ہستیوں سے بے پرواہ کر دیا۔ تو نے ہمیں قرآن و حدیث جیسی لطیف روحانی غذا عطا فرما کر اقیوں کے اقوال و آرا کی بھیک کے ٹکڑوں سے غنی کر دیا۔ تو نے اپنے پسندیدہ دین کی عمارت کو اپنے نبی ﷺ کے ہاتھوں کامل پہنچا کر غیر نبی کے ٹوٹے پھوٹے بے پناہ چھپروں سے بے نیاز بنا دیا، ہم تیرا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتے ہیں کہ تو نے اپنے برگزیدہ رسول ﷺ کی زبان پر اپنا نورانی کلام جاری فرما کر دنیا کے لوگوں کے ظلماتی کلام سے ہمیں قطعاً بے احتیاج کر دیا۔

کیا ہم تیرے اس زبردست احسان کو بھول جائیں ؟ کہ تو نے اپنے اور اپنے نبی کے سچے تابعداروں کی جماعت صحابہؓ اور تابعینؒ کو نمونہ بنا کر ہمیں دکھا دیا کہ تیرا دین تقلید ائمہ سے بری اور لوگوں کے قیاسات اور ان کی رائے کی تابعداری سے بیزار ہے۔ ہم تیرا مکرر شکر بجا لاتے ہیں کہ تو نے شاہِ عرب و عجم، فخرِ اُمم، رسولِ اُمّی فِدَاہُ اَبِی وَ اُمّی ؐ کو ہمارا حاکم بنا کر ہمیں تضاد اور مختلف کئی کئی حکومتوں کی کشمکش سے نجات دے دی۔

ہم تیرے غلام ہیں' تیری ہی حکم برداری کریں گے، ہم رسول مکی مدنی ﷺ کی امت ہیں، انہی کی تابعداری کریں گے۔ ہمیں تیری کتاب اور تیرے پیغمبر ﷺ کی سنت کافی وافی ہے۔ اے نہ بھول کر دین کو پورا کرنے والے اور اے امانت دار نبی ﷺ کی معرفت اس پورے دین کو اپنے بندوں تک پہنچانے والے اللہ ہماری اس شکر گذاری کو قبول فرما۔ ہم تیری غلطیوں سے مبرا کتاب اور تیرے رسول ﷺ کی صحیح حدیثوں کی کتابوں کو تیری اعلیٰ نعمت ور حمت سمجھ کر انھیں اپنی ہدایت اور دینی ودنیوی امور کی بہترین رہنمائی کے لیے کافی وافی ہونے کا اقرار کر کے، ان کی حفاظت و اظہار سے خوش ہو کر، تیرے بہت بہت شکر گذار ہیں اور اے حمد و ثنا کے مالک ہم پھر ایک مرتبہ اور تیری تعریفیں بیان کرتے ہیں۔

اے بہترین اور بیشمار حقیقی احسان والے اللہ تو اپنے برگزیدہ رسول ﷺ' رسولوں کے سردار، دنیا کے رہبر' مصلح اعظم' پیشوائے حقیقی' سید الامم' پر اپنی خاص الخاص ان گنت رحمتیں نازل فرما۔ اور حضور ﷺ کو آپ کی ساری امت کی طرف سے احسن ترین نیک بدلہ عنایت فرما۔ اور آپ کے اصحاب، آل واز واج اور تابعین' تبع تابعین پر بھی اپنی رضا مندی نازل فرما اوران سب کو ہماری طرف سے عاجزانہ اور پر اشتیاق سلام پہنچا۔ اے ہر توفیق کے دھنی ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم ان بزرگوں کی طرح تیری اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب کو بس جائیں۔ اسی کو لائق عمل جان کر اسی پر براہ راست عمل پیرا ہو جائیں جس طرح یہ بزرگ تھے۔ آمین اِلٰہَ الْحَقِّ آمین!!!

وجہ تصنیف

زمانہ رسالت میں اسلام نام تھا فقط فرمان الٰہی واحادیث نبوی کی تسلیم و تعمیل کا، جوں جوں زمانہ گذرتا گیا اس پر حواشی چڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ آج متن و حواشی اس قدر خلط ملط ہو گئے کہ تمیز مشکل ہو پڑی۔ وہ صفائی۔ سادگی' آسانی اور سہولیت جو اصل اسلام میں تھی سچ تو یہ ہے کہ مسلمانوں نے اس کی کچھ قدر نہ کی۔ ہم اگرچہ اگلے لوگوں کی نیتوں پر حملہ نہ کریں لیکن نتیجہ کے ظاہر ہونے کے بعد ہم بڑے افسوس کے ساتھ ان کی روش کے غلط ہونے کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ سینکڑوں ہستیوں کے صحیح اور غلط اقوال کو دین خدا میں داخل کر لینے سے اسلام کا کون سا حسن بڑھ گیا؟ اس میں کون سی ایسی خوبی پیدا ہو گئی جو اس سے پہلے نہ تھی۔

قرآن وحدیث میں تو کسی کو انگلی ٹکانے کی جگہ نہ تھی مگر اقوال فقہا میں یہ بات کہاں؟ امتی اور نبی میں جتنا فرق ہے بس اتنا ہی فرق ان کے اقوال میں ہے۔ جب تک اسلام اپنی حدود کے اندر رہا، بہت اچھا رہا۔ پھلتا پھولتا اور خوش منظر رہا۔ لیکن جب سے مسلمانوں نے حدود اسلام توڑ دیں۔ وہ خوبی باقی نہ رہی۔ قرآن کی خوبیوں کا زمانہ قائل ہو گیا، نہ صرف مسلمان بلکہ کفار تک اس کے عاشق زار بن گئے۔ حدیث رسول کو ہر دانا شخص نے اپنی زندگی کا نظام عمل بنالیا لیکن ان کے بعد کوئی تیسری چیز کسی شخص کو اس وضع کی نظر نہ آئی۔ جو دلفریبی، نمکینی، خوش ادائی، دلربائی ان دو چیزوں میں تھی وہ باوجود صدہا کوشش کے کسی تیسری چیز میں پیدا نہ ہو سکی۔

لیکن باوجود اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ اس تیسری چیز یعنی اقوال فقہا کی دلدادہ بھی ایک جماعت ہمیں مسلمانوں میں موجود ہے۔ انھیں اگر فتویٰ دینا ہے تو بزرگوں کے اقوال ٹٹولتے ہیں۔ اگر عمل کرنا ہے تو مجتہدوں کے قیاسات کی طرف دوڑتے ہیں۔ اگر فیصلہ کرنا ہے تو اماموں کی رائے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ عبادت ہے تو ان کے احکام کے ماتحت۔ ریاضت ہے تو ان کے فرمان کے مطابق۔ درس ہے تو ان کتابوں کا۔ تلاوت ہے تو ان مجموعوں کی۔ غرض دینی دینوی امور میں اپنا پیشوا اور رہبر اگر وہ کسی کو جانتے ہیں تو حنفی

www.deenekhalis.com

مذہب کی فقہ کی کتابوں کو، نہ صرف اتناہی کہ وہ بزرگوں کے اقوال کو کتاب و سنت کا ہمسر مانتے ہوں بلکہ اس قدر بڑھ گئے کہ عملی رنگ میں انہی رائے قیاس کو اصل اور کتاب و سنت کو فرع جاننے لگے۔اسے متبوع اور اسے تابع، اسے حاکم اور اسے محکوم جاننے لگے۔ایسے وقت ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے ناواقف بھائیوں کو سمجھادے کہ غلطی سے مبرا، آنکھیں بند کر کے عمل کے قابل، صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کلام ہے۔انہوں کے اقوال ہر طرح کے ہوتے ہیں۔ صحیح بھی غلط بھی۔اچھے بھی برے بھی۔ سچے بھی جھوٹے بھی۔ قابل قبول بھی اور لائق ترک بھی۔اس لیے میرا ارادہ ہے کہ اپنی اس تصنیف میں فقہ حنفی کی سب سے اعلیٰ اور عمدہ کتاب ہدایہ کی حقیقت آپ پر واضح کر دوں۔ میں تعصب سے ہٹ کر، طرفداری سے بچ کر، جھوٹ کو موجب لعنت جان کر۔ بہتان کو سبب خسران سمجھ کر، صحیح اور سچی حقیقت آپ حضرات کے سامنے رکھ دوں گا۔ پھر آپ کو اختیار ہو گا کہ حق و باطل میں تمیز کریں یا نہ کریں حق کو قبول فرمائیں یا نہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ میری زبان و بیان کو اپنی حفاظت میں رکھے۔اس کی توفیق میری رفیق رہے۔اس سے دعا ہے کہ وہ اس ناچیز تصنیف کو قبول فرمائے۔اور اپنے بندوں کے لیے ہدایت کا سبب بنائے۔

محمد للہ آج میرا قلم ایک بالکل نئے نرالے اور اچھوتے مضمون پر اٹھتا ہے اور اس کتاب کی خدمت کرنے کو میں کھڑا ہوتا ہوں۔ جسے کل حنفی دنیا مثل قرآن مانتی ہے جس کا حنفی مذہب میں وہی مرتبہ ہے جو منہ میں زبان کو اور جسم میں جان کو، میں جانتا ہوں کہ میری اس خدمت کو بعض لوگ نیکی پر مبنی کریں گے اور بعض بدی پر، لیکن اس سے میری سچی خوشی میں کوئی زیادتی کی نہیں ہو سکتی۔اس لیے کہ نہ تو مجھے کسی کو خوش کرنا منظور ہے اور نہ کسی کو ناراض کرنا مقصود بلکہ میرا مطلوب تو صرف رضائے رب اور مرضی مولا ہے۔ میں نے حقائق اور واقعات ظلمات کے پردے سے نکال کر روشنی اور اجالے میں رکھ دیئے ہیں۔ اگر کسی چیز کی حقیقت کو بے نقاب کرنا بھی کسی کی نگاہ میں جرم ہے تو وہ اس کی اپنی نگاہ ہے لیکن سمجھدار دنیا جانتی ہے کہ دراصل یہ ایک خدمت اور سچی خدمت ہے۔برادران ممکن ہے کہ آپ ایک چیز کو نراگودا جانتے ہوں اور حقیقتاً وہ نرا چھلکا ہو،ایک چیز کو آپ نفع بخش خیال کرتے ہوں اور ہو وہ مضرت رساں ہو،ایک چیز کو آپ بھلی سمجھتے ہوں اور فی الواقع ہو وہ

بری،ایسی صورتوں میں ہمارا فرض ہو گا کہ برائی اور ضرر کے ظاہر ہو جانے کے بعد اپنے اگلے خیال سے ہٹ جائیں اور حقیقت کی طرف رجوع کر لیں، مبارک ہیں وہ لوگ جو ہر اچھائی کے سمیٹنے والے اور ہر برائی سے بچنے والے ہیں۔جس چیز کو آپ تمام عیوب سے مبرا۔ تمام خطاؤں سے پاک، تمام برائیوں سے دور، تمام بھلائیوں کا مجموعہ جانتے ہیں اگر آپ کی دانست اور علم کے خلاف میری اس کتاب میں آپ کوئی بات پائیں تو نہ تو اسے حملہ پر محمول کریں، نہ اس سے ترش رو اور چیں بجبیں ہوں، نہ اس سے کسی کی حقارت اور بے ادبی سمجھیں۔بلکہ حقیقت پر نظر ڈالیں اور سچ کو قبول فرمائیں، کسی کی محبت و عقیدت آپ کو اتنا بے دست و پا بے سمع و بصر نہ کر دے کہ خطا کو ثواب اور غلطی کو حق اور جھوٹ کو سچ کہنے پر آپ مجبور ہو جائیں۔ بلکہ صحیح رہبری کرنے والے پر آپ بے طرح برس پڑیں۔ اللہ گواہ ہے۔مجھے نہ تو کسی کی حقارت مد نظر ہے، نہ کسی کی بے ادبی، نہ مجھے اپنی علمیت پر ناز ہے نہ اپنی سمجھ پر غرہ۔ہاں جو بات میں سچ پاتا ہوں وہ آپ کو بھی جتا دیتا ہوں۔اور آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ مسلمان ہو کر تیری میری باتوں کی تابعداری اور وہ بھی آنکھیں بند کر کے آپ کو زیب نہیں دیتی۔ جن کتابوں کی جتنی توقیر آپ نے اپنے دلوں میں بٹھا رکھی ہے، میرا ارادہ ہے کہ اس اپنی تصنیف میں ثابت کر دوں کہ وہ کتابیں اس قدر توقیر کے قابل نہیں۔اب میں خدا کے بھروسہ پر شروع کرتا ہوں—

حَسْبِيَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ—

محمد بن ابراہیم - میمن جونا گڑھی

تمہید

اسلام کے دور اول میں مسلمانوں کے ہاتھ میں صرف کلام اللہ اور کلام الرسول تھا۔ دین و دنیا کے چھوٹے بڑے چھپے کھلے تمام امور اسی سے طے ہوتے تھے۔ مسلمانوں کی زبان پر ان کے دل پر اسی کا قابو تھا، کوئی کلام ان کے نزدیک نہ ایسی خوبیوں والا تھا، نہ اس عزت والا۔ ان کی نگاہیں اس کی طرف ادب سے اٹھتی تھیں۔ ان کے دل اس کی طرف عزت سے جھکتے تھے 'جو دلفریبی انھیں اس میں نظر آتی تھی جو راحت و لذت اس میں پاتے تھے، نہ وہ دلفریبی کسی اور کلام میں تھی نہ وہ راحت و لذت کسی اور کلام میں وہ پاتے تھے لیکن جب ایک زمانہ گذر گیا اور مسلمانوں کا وہ پاک نشہ اتر گیا یا کم سے کم ہلکا ہو گیا، اس وقت ان کی نگاہیں ادھر اُدھر بدکنے لگیں اور پھر بعض بعض جگہ جم بھی گئیں، نہ صرف یہی کہ ایک تیسری چیز ان دو کے مقابلہ کی انہوں نے ڈھونڈ نکالی ہو بلکہ اس تیسری چیز کی عزت و وقعت بوجہ اس کے نئی ہونے کے ان کے دل میں ان دونوں چیزوں سے بھی زیادہ بیٹھ گئی۔ اس سے میری مراد فقہ ہے۔ فقہ کے لفظی معنی سمجھ بوجھ، درایت و عقل کے ہیں۔ شرعی معنی قرآن و حدیث کی باریکیوں تک پہنچ جانے۔ مسائل شرعیہ کو اپنی اپنی جگہ رکھنے اور صحیح مطلب و حکم کو پالینے کے ہیں۔ لیکن آجکل لوگوں کے اقوال ان کی رایوں اور ان کے اجتہادات و استنباط کے مجموعہ کا نام لوگوں نے فقہ رکھ چھوڑا ہے۔ جتنی کتابیں آجکل فقہ کی کہلاتی ہیں وہ سب اسی معنی میں فقہ کی ہیں کہ ان میں سیکڑوں ہزاروں بزرگوں کے مختلف اقوال جمع ہیں۔ ان کتابوں کی عزت و عظمت جو آج کل ہے، فقہ کے ماننے والوں کے دلوں میں ہے اس کا اندازہ آپ کو مندرجہ ذیل عبارتوں سے ہو سکتا ہے۔

حنفی مذہب کی معتبر کتاب در مختار جلد اول مطبوعہ مصر ۲۹ میں ہے۔ اَلنَّظَرُ فِی کُتُبِ اَصْحَابِنَا مِنْ غَیْرِ سِمَاعٍ اَفْضَلُ مِنْ قِیَامِ اللَّیْلِ۔ یعنی ہمارے حنفی مذہب کے علماء نے جو فقہ کی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں ان کا صرف دیکھ لینا رات بھر تہجد کی نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

آگے چل کر لکھتے ہیں۔ تَعَلُّمُ الْفِقْهِ اَفْضَلُ مِنْ تَعَلُّمِ بَاقِی الْقُرْاٰنِ۔ یعنی کچھ قرآن پڑھ لیا ہو تو اس شخص کو باقی قرآن سیکھنے سے بھی افضل فقہ کا سیکھنا ہے۔ اسی صفحہ میں اس سے آگے چل کر لکھتے ہیں:

جَمِیْعُ الْفِقْهِ لَا بُدَّ مِنْهُ (یعنی قرآن حدیث کا کل کا جاننا ضروری نہیں۔ لیکن فقہ کا کل جاننا نہایت ضروری ہے۔) اسی کتاب کی شرح ردالمختار کے اسی صفحہ میں لکھتے ہیں:

تَعَلَّمَ بَعْضَ الْقُرْاٰنِ وَوَجَدَ فَرَاغاً فَالْاَ فْضَلُ الْاِشْتِغَالُ بِالْفِقْهِ.

یعنی ایک شخص نے تھوڑا سا قرآن سیکھ لیا۔ اب اگر اسے فرصت ہو تو افضل یہ ہے کہ وہ وقت فقہ کے سیکھنے میں خرچ کرے (نہ کہ قرآن کریم کے سیکھنے میں) افضل یہی ہے۔

اے حنفی دوستو خدارا غور کرو۔ یہ کیا اندھیر ہو رہا ہے کہ سارے قرآن کا علم ضروری نہیں لیکن ساری فقہ کا علم اشد ضروری ہے۔ ایک شخص رات بھر تہجد پڑھے اور دوسرا شخص فقہ کی کتابوں پر خالی نظر ڈال جائے تو یہ اس سے افضل ہو۔ قرآن کی تلاوت سے فقہ کا پڑھنا افضل ہو۔ ناظرین اب تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں اس تیسری چیز کی وقعت فقہ کے ماننے والوں کے دلوں میں قرآن حدیث سے زیادہ ہے یا نہیں؟ اب یہ بھی ظاہر ہے کہ جس کی آنکھوں میں جس کی وقعت زیادہ ہو گی اسی کا وہ تابع ہو گا۔ اسی کا مطیع ہو گا۔ اسی کا دلدادہ ہو گا۔ اس لحاظ سے ان لوگوں کو نہ قرآن سے وہ الفت رہی، نہ حدیث سے۔ قرآن کریم بخاری، مسلم، ترمذی وغیرہ۔ حدیث رسول ﷺ کی کتابیں اہلحدیث کے حصے میں آئیں اور ہدایہ، شرح وقایہ، کنز قدوری وغیرہ فقہ کی کتابیں ہیں، احناف کے حصہ میں۔ آج تقریباً ایک ہزار سال اس تقسیم کو گذر گئے۔ مزہ تو یہ ہے کہ برادران احناف اس تقسیم پر خوش ہیں اور وہ راضی ہو کر بیٹھ گئے ہیں۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ جس چیز کو ان حضرات نے کلام اللہ اور کلام رسول کے بدلے پسند فرمایا ہے۔ اس کے نقصان ظاہر کروں گی۔ کیا عجب کہ اللہ کسی کو ہدایت دے۔ میں اپنی اس تصنیف میں حنفی مذہب کی سب سے بڑی معتبر کتاب ہدایہ کی نسبت آپ کو چند مفید معلومات بہم پہنچاتا ہوں۔ غور سے سنئے۔ تعصب کو دل و دماغ سے نکال دیجئے اور کھلے دل سے نیک و بد کو سوچئے۔ یہ ظاہر ہے کہ انسان خواہ کتنے ہی بڑے درجہ کا اور کیسا ہی زبردست عالم و فاضل کیوں نہ ہو لیکن وہ غلطی، خطا بھول چوک سے پاک نہیں ہوتا۔ نبی ﷺ اور غیر نبی ﷺ میں یہی فرق ہوتا ہے۔ نبی ﷺ صاحب وحی ہوتا ہے اور غیر نبی پر نہ تو وحی آتی ہے نہ جبرئیل علیہ السلام نازل ہوتے ہیں۔ نبی معصوم ہوتا ہے اس سے احکام شرع میں کوئی ایسی

غلطی نہیں ہوتی جو باقی رہ جائے لیکن غیر نبی نہ تو معصوم ہوتا ہے کہ اس سے کوئی غلطی ہی نہ ہو۔ نہ یہ کہ اس کی غلطی کا ازالہ لازمی طور پر خداوند تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ہو ہی جاتا ہے۔ اس لیے اس میں شک نہیں کہ جو لوگ غیر نبی کی رائے قیاس کے مجموعے کی کتابوں کو شرعی کتابیں اور مذہبی مجموعے سمجھ بیٹھے ہیں۔ ان بزرگوں کے کلام کو احکام شرع کا مرتبہ دے رہے ہیں وہ یقیناً فاش غلطی کر رہے ہیں یہ مشاہدہ ہے کہ آج ایسی جماعت ہم میں موجود ہے جن کے پاس فتوے دینے، احکام شرع بیان کرنے، دینی باتوں کا علم حاصل کرنے کے لیے ادھر ادھر کی وہ مُصنّفات ہیں جو غیر نبی کی رایوں، ان کے قیاسات اور ان کے اقوال کا مجموعہ ہیں۔ کبھی وہ ہدایہ والے کا علم و فضل دیکھ کر اس کے سامنے دم مارنا حرام سمجھ بیٹھتے ہیں۔ کبھی وہ شرح وقایہ والے کا فہم و فقہ دیکھ کر ان کی لکیر کے فقیر بن جاتے ہیں۔ کبھی عالمگیری بغل میں دبا کر اپنی دینداری کو کامل بناتے ہیں۔ کبھی کنز قدوری پر ناز کرتے نظر آتے ہیں۔ کبھی منیہ اور قینہ پر دین کی بنیادیں رکھ دیتے ہیں۔ حالانکہ سچ تو یہ ہے کہ سوا قرآن و حدیث کے، سوا کلام اللہ و کلام رسول ﷺ کے، تیسری چیز تیسرے کا کلام، نہ غلطی سے خالی نہ واجب الاتباع۔ اور اسے ہمارے حنفی بھائی بھی مانتے ہیں، چنانچہ ردالمختار مطبوعہ دارالکتب مصر ۳۶ جزاول میں ہے المجتهد يُخطئ ويُصيبُ یعنی اصولاً یہ بات طے شدہ ہے مجتہد سے غلطی نہیں بھی ہوتی اور ہوتی بھی ہے۔ اس بات کے تسلیم کر لینے کے بعد نہ صرف مجتہد بلکہ غیر مجتہد کی بھی باتوں کو سراسر حق و صواب سمجھ کر، آنکھیں بند کر کے، واجب التعمیل خیال کر کے، مانتے چلے جانا یہ کس قدر دیانتداری کا خون کرنا ہے۔ اس مختصر سی تمہید کے بعد اب میں اپنے اصلی مضمون پر آتا ہوں اور آپ کو دکھاتا ہوں کہ ہدایہ جیسی حنفی مذہب کے فقہ کی اعلیٰ درجہ کی کتاب کا کیا حال ہے اور کس قدر اغلاط اس میں ہیں اور وہ کس پایہ کے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ حق کے واضح ہونے کے بعد آپ کو اس کی قبولیت سے کوئی چیز مانع نہ ہوگی اور یہ اصول پوری طرح آپ کی سمجھ میں آجائے گا کہ کلام اللہ و کلام الرسول ہی غلطی سے پاک ہیں، صرف خدا کے کلام کی کتاب قرآن کریم اور صرف رسول اللہ ﷺ کے کلام کی کتاب احادیث صحیحہ کا مجموعہ خواہ وہ بخاری مسلم کے نام سے نامزد ہو یا کسی اور نام سے یہی دو چیزیں قابل عمل ہیں۔ اَللّٰهُ الْهَادِي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ۔

مصنف ہدایہ کی سوانح عمری

ان کا نام علی بن ابوبکر ہے۔ کنیت ابوالحسن ہے۔ لقب برہان الدین ہے۔ مرغینان کے رہنے والے ہیں۔ ۵۱۱ ہجری بتاریخ ۸/ ماہ رجب پیر کے دن بعد از عصر تولد ہوئے اور ۵۹۳ ہجری ۱۴/ ذی الحجہ کو منگل کی رات فوت ہوئے۔ بعض نے کہا ہے کہ ان کا انتقال ۵۹۶ ہجری میں ہوا ہے۔ سمرقند میں ایک قبرستان ہے جسے تربۃ المحمدین کہتے ہیں جس میں بڑے بڑے علماء فضلاء مدفون ہیں۔ انہیں بھی وہیں دفن کرنا چاہا۔ لیکن لوگوں نے وہاں دفن نہ ہونے دیا۔ اس وجہ سے مجبوراً اس کے پاس ہی ان کی قبر بنائی گئی۔

ہدایہ کی تصنیف

مصنف ممدوح نے اس کی تالیف ۵۷۳ھ ماہ ذیقعدہ میں بدھ کے دن ظہر کے وقت سے شروع کی۔ باوجودیکہ کتاب خود مصنف کی کتاب بدایہ کی مطول شرح کفایہ کا مختصر ہے جسے خود انہوں نے خطبہ کتاب میں بیان بھی کر دیا ہے لیکن پھر بھی اسے پورا کرنے میں علامہ ممدوح کو تیرہ ۱۳ سال خرچ کرنے پڑے، سب سے پہلے مصنف کے سامنے ان کی اس تصنیف کو کردری نے پڑھا۔ شافعی مذہب کے علماء کہا کرتے ہیں کہ صاحب ہدایہ نے احادیث کے وارد کرنے میں بہت بے پرواہی برتی ہے۔ وہ تو حدیث نقل کر دینے سے غرض رکھتے ہیں (صحیح ہو تو اور ضعیف ہو تو بلکہ ہو تو بھی اور نہ ہو تو بھی)

حنفیوں کے نزدیک

ہدایہ کی تعریف میں بڑے بڑے لوگ رطب اللسان و عذب البیان ہیں اور اس کی تعریفوں کے پل باندھتے ہیں۔ میں اس وقت صرف دو شہادتیں پیش کرتا ہوں جن سے آپ کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ کس قدر بڑھی چڑھی تعریفیں اس کی ہوتی ہیں اور ان کے دلوں میں کتنی عظمت اس کتاب کی ہے، اس مرتبہ کے معلوم کرنے کے بعد پھر آپ اس کتاب کی غلطیوں پر نظر ڈالیں گے تو آپ کو اس عقیدے کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ ہدایہ کی

www.deenekhalis.com

تعریف میں مقدمہ ہدایہ جلد ۳ فاروقی ص ۳ میں ہے۔

كِتَابُ الْهِدَايَةِ يَهْدِي الْهُدٰى اِلٰى حَافِظِيْهِ وَيَجْلُوا لَعمٰى
فَلَازِمْهُ وَاحْفَظْهُ يَاذَا الْحِجٰى فَمَنْ نَالَهٗ نَالَ اَقْصَى الْمُنٰى

یعنی ہدایہ اپنے جاننے والوں کو ہدایت کی راہ دکھاتی ہے اور آنکھوں کو بینا بنا دیتی ہے۔ اے عقلمند اسے چپٹ جا اور حفظ کر لے، اس کو پالیا تو تمام مرادیں پوری ہو گئیں گو اس میں بھی مبالغہ کی چاشنی بہت تیز دی گئی ہے مگر اس سے بھی بڑھ کر سنئے۔

اِنَّ الْهِدَايَةَ كَالْقُرانِ قَدْنَسَخَتْ مَاصَنَّفُوْا قَبْلَهَا فِى الشَّرْعِ مِنْ كُتُبٍ

یعنی حقیقتاً ہدایہ مثل قرآن کے ہے۔ جس نے اس سے پہلے کی شریعت کی کل مصنفہ کتابوں کو منسوخ کر دیا۔ اے میرے دیندار بھائیو غیرت ایمانی کیا ہوئی؟ تو قیر قرآنی کہاں گئی؟ قرآن پاک کی مثلیت پیش کرنے سے تمام کفار تو عاجز آ گئے۔ چودہ برس میں وہ قرآن کے مثل پیش کرنے سے قاصر رہے۔ مگر آہ افسوس تم نے مسلمان ہو کر قرآن کریم کو خدا کا کلام مان کر اس کے مثل بھی بنالیا اور صاف کہہ دیا کہ اِنَّ الْهِدَايَةَ كَالْقُرانِ۔ یعنی ہدایہ قرآن کے مثل ہے۔ حنفی دوستو غور کرو۔ اپنی جانوں پر رحم کرو۔ اللہ کے بندوں کے کلام کو خدا کے کلام کے برابر نہ مانو۔ مقدمہ ہدایہ جلد سوم فاروقی کے ص ۲ میں ہی شعر موجود ہے۔ اس سے ناظرین سمجھ گئے ہوں گے کہ ہدایہ کا مرتبہ حنفیوں کے نزدیک کیسا کچھ ہے۔ گویا ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ حنفیوں کا قرآن ہدایہ ہے۔ یہ تو تھا تصویر کا ایک رخ اب دوسرا رخ بھی ملاحظہ ہو۔

ہدایہ میں تحریف لفظی

کسی مصنف کی تصنیف میں جو کچھ کمال و نقص اچھائی برائی ہو وہ تو ہے ہی۔ لیکن بعد والوں کا اپنی جانب سے اس میں تصرف کرنا۔ ردوبدل کرنا، کمی بیشی کرنا، یہ وہ داغ ہے جو کتاب کے حسین چہرہ کو بالکل بد نما بنا دیتا ہے۔ اس ردوبدل کو کتاب کے حق میں ایسا ہی سمجھا جاتا ہے۔ جیسے کھیر میں نون اور شہد میں ایلوا۔ بڑی سے بڑی معتبر کتاب کو یہ ایک بات پایہ

اعتبار سے گرانے کے لیے کافی وافی ہے کہ اس میں کوئی کمی زیادتی ردوبدل ثابت ہو جائے۔ محدثین کی کتابوں کو دیکھ جائیے۔ اگر کسی جگہ املا کی غلطی بھی اصل نسخہ میں رہ گئی ہے تو بعد والوں نے کتاب میں اس کی اصلاح نہیں کی، کتاب میں تو وہی لکھا جو اصل میں ہے۔ ہاں حاشیہ وغیرہ میں اس پر تنبیہ کر دی۔ یہی وجہ ہے کہ آج صدیوں کے بعد بھی ان کی کتابیں تحریف و تغیر ردوبدل کمی بیشی کے ناپاک داغ سے پاک ہیں۔ برخلاف اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ ہدایہ جیسی کتاب جو حنفی مذہب کی جان ہے۔ اس تحریف سے بھی بچ نہ سکی۔ صاحب ہدایہ نے جہاں کہیں اپنی طرف نسبت کر کے کوئی بات لکھی تھی تو وہاں ان کی اپنی عبارت یہ تھی۔ قَالَ الْعَبْدُ الضَّعِيْفُ عَفَاعَنْهُ۔ لیکن ان کے لائق شاگردوں اور نیک ظن مریدوں نے ان کی وفات کے بعد اس عبارت کو بدل ڈالا اب موجودہ ہدایہ میں جائے اس کے قَالَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لکھ دیا۔ لیکن پھر بھی بعض جگہ اصل عبارت بطور شاہد عدل اور گواہ لائق کے باقی رہ گئی ہے۔ چنانچہ ہدایہ مجتبائی جلد اول ۲۲۹ سطروں میں ہے۔ قَالَ الْعَبْدُ الضَّعِيْفُ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ کوئی مصنف اپنی تصنیف میں اپنے لیے۔ قَالَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نہیں لکھ سکتا۔ علاوہ ازیں ہم تغیر پر ایک اور شاہد عدل بھی پیش کرتے ہیں۔ مدارج النبوۃ میں شیخ عبدالحق دہلوی لکھتے ہیں۔ اِنَّ صَاحِبَ الْهِدَايَةِ اِذَا خَاصَتُهٗ تَصَرُّفِهٖ يَقُوْلُ قَالَ الْعَبْدُ الضَّعِيْفُ عَفَاعَنْهُ اِلَّا اِنَّ بَعْضَ تَلَامِذَتِهٖ بَعْدَ وَفَاتِهٖ قُدِسَ سِرُّهٗ غَيَّرَ هٰذِهِ الْعِبَارَةَ اِلٰى قَالَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ یعنی ہدایہ والے جہاں کہیں خاص اپنا تصرف بیان کرتے ہیں وہاں لکھتے ہیں: قَالَ الْعَبْدُ الضَّعِيْفُ عَفَاعَنْهُ ۔ مگر ان کی وفات کے بعد ان کے بعض شاگردوں نے ان کی اس عبارت کو بدل دیا اور بجائے اس کے یہ لکھ دیا۔ قَالَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جبکہ بعض میں تبدیلی و تغیر یقینی ہوئی تو اس کا احتمال کل میں ہو گیا۔ ممکن ہے اسی طرح اور تبدیلی بھی کی گئی ہو اور اس کا علم نہ ہوا ہو۔ پس کتاب پایہ اعتبار سے ساقط ہو گئی اور یہ بات بھی نہ رہی کہ یہ کتاب اسی طرح مصنف کی لکھی ہوئی ہے بعض کی تحریف کا علم کل کی تحریف کے کم از کم ظن کو تو ضرور مستلزم ہے۔

مصنف ہدایہ کی قرآن دانی

ہمیں یہ بات کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے کہ ہدایہ جیسی کتاب جس پر حنفی مذہب کا دارومدار ہو اس میں قرآن پاک کی آیات بھی غلط منقول ہوں اور ان کی وارد کرنے میں بھی احتیاط نہ کی جاتی ہو بلکہ قرآن پاک کی جو آیت جس طرح وہ نقل کرے اس طرح وہ آیت قرآن کریم میں نہ ہو۔ ہدایہ مطبوعہ یوسفی جلد اول ص ۸۱ باب صفۃ الصلوٰۃ میں لکھتے ہیں۔

بقولہ تعالیٰ واركعو واسجدوا حالانکہ سارے قرآن کریم میں وارکعو واسجدوا نہیں ہے۔ بھلا قرآن کریم کی آیت کے ایک جملہ کے نقل کرنے میں جس شخص سے غلطی ہو یا کم از کم یوں کہہ لیجئے کہ احتیاط نہ ہو تو احادیث کے نقل کرنے میں، اقوال ائمہ کے وارد کرنے میں، مذاہب مختلفہ کے بیان میں کس قدر اغلاط کرے گا اور کس قدر بے احتیاطیاں اس سے ظہور میں آئیں گی؟ کیا اب ہم اس نتیجہ تک بآسانی نہیں پہنچ سکتے کہ ہدایہ کا مرتبہ اعتبار میں اور تسلیم و تقبیل میں وہ نہیں جو ہم اور ان احناف سمجھ بیٹھے ہیں اور جب فقہ حنفی کی اس اعلیٰ کتاب کا یہ حال ہے تو اس سے کم درجہ کی کتابوں کا کیا حال ہو گا؟ دراصل قرآن کریم میں لفظ ارکعوا سے پہلے واؤ نہیں ہے۔ سورہ حج کے آخری رکوع میں یہ آیت پوری یوں ہے:

یا ایها الذین امنوا ارکعوا واعبدوا ربکم وا فعلوا الخیر لعلکم تفلحون۔

لیکن واؤ کے ساتھ یعنی وارکعوا سجدوا جس طرح مصنف ہدایہ نے نقل کی ہے۔ یہ آیت سارے قرآن میں کہیں نہیں ہے۔

مصنف ہدایہ کی امام ابو حنیفہ کے مذہب سے بے خبری

اس بات کے دوہرانے کی تو چنداں ضرورت نہیں کہ مصنف حنفی ہیں اور امام صاحب کا مذہب بیان کرنے بیٹھے ہیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اس منصب کو بھی نبھا نہیں سکے۔ چنانچہ ہدایہ فاروقی جلد ۴ ص ۲۶۱ باب الحق فی مرض الموت میں لکھتے ہیں: فعندہ الودیعۃ اقوی یعنی امام صاحب کے نزدیک ودیعت زیادہ قوت والی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص مر گیا

اور ایک ہزار دینار ترکہ چھوڑا۔ اس کی موت کے بعد ایک شخص آکر کہتا ہے کہ میت کے ذمہ میرے ایک ہزار دینار قرض ہیں ایک اور آیا اور اس نے کہا میں نے مرنے والے کے پاس ایک ہزار دینار بطور امانت رکھے تھے۔ تو صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ ودیعت یعنی امانت زیادہ قوی ہے۔ یعنی وہ کل رقم امانت والے کو دیدی جائے قرضدار کو اس میں سے کچھ نہ دیا جائے۔ حالانکہ مصنف ہدایہ نے یہ بات بالکل خلاف واقعہ کہی ہے۔ امام صاحب کا یہ مذہب نہیں بلکہ ان کا مذہب یہ ہے کہ قرض اور امانت دونوں برابر ہیں۔ یعنی ایسی صورت میں نصف رقم قرضدار کو دی جائے اور نصف امانت دار کو دی جائے۔ فقیہ ابو اللیث سمرقندی نے کتاب مختلف الروایہ میں اور قدوری نے کتاب تقریب میں اور فخر الاسلام نے شرح جامع صغیر میں اور صدر شہید نے شرح جامع صغیر میں اور امام نجم الدین ابو جعفر عمر نسفی نے کتاب الحصر میں اور ان حضرات کے علاوہ فقہ کے ثقہ مصنفین نے اپنی کتابوں میں صاف لکھا ہے کہ عندہ هما سواء یعنی ایسی صورت میں امام صاحب کا مذہب یہی ہے کہ ودیعت اور قرض برابر ہیں۔ مسئلہ کی صحت عدم صحت سے اس وقت کوئی بحث نہیں۔ صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ مصنف ہدایہ اپنی ڈیوٹی پوری طرح انجام نہیں دے سکے، وہ امام ابو حنیفہ کا مذہب بیان کرنے میں بھی غلطی کرنے سے نہیں بچ سکے۔

مصنف ہدایہ کی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کی مذہب سے ناواقفی

آپ کو یہ بھی معلوم ہو گا کہ حنفی مذہب میں امام ابو حنیفہؒ کے بعد جو ہستیاں پیش پیش ہیں وہ یہی دو بزرگ ہیں۔ ان کا اتنا مرتبہ ہے کہ اگر یہ دونوں امام صاحب کا کسی مسئلہ میں خلاف کریں تو ان کے قول کا وزن کسی طرح امام صاحب کے قول کے وزن سے کم نہیں ہوتا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ صاحب ہدایہ ان کا مذہب بیان کرتے ہوئے بھی لڑکھڑا جاتے ہیں چنانچہ ہدایہ فاروقی جلد ۴ ص ۲۶۱ باب الحق فی مرض الموت میں لکھتے ہیں و عندھما سواء یعنی ان دونوں کے نزدیک برابر ہے۔ اوپر جو مسئلہ بیان ہوا اسی کا ذکر ہے۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں

کہ امام محمدؒ امام ابو یوسف کا مذہب یہ ہے کہ ودیعت اور قرض دونوں برابر ہیں حالانکہ یہ محض غلط ہے۔ صاحبین کا مذہب ہرگز یہ نہیں بلکہ جن کتابوں کا ہم نے اوپر نام لیا ہے ان سب میں اور علاوہ ان کے دیگر مذہب کی معتبر کتابوں میں صاف موجود ہے کہ عندھما الودیعۃ اقوی یعنی صاحبین کے نزدیک امانت زیادہ قوی اور زوردار ہے۔ یعنی کل رقم صرف امانتدار کو دے دی جائے۔ قرض دار کو اس میں سے کچھ نہ دیا جائے۔ حقیقت میں مذہب تو ان کا یہ ہے۔ لیکن صاحب ہدایہ نے معاملہ برعکس کر ڈالا۔ امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کو صاحبین کا مذہب کہہ گئے اور صاحبین کے مذہب کو امام صاحب کا مذہب بتلا گئے۔ کیا ایک ایسے شخص کے لئے جسے حنفی مذہب بیان کرنے بلکہ اسے ثابت کرنے کا لوگ ٹھیکیدار مانتے ہوں یا ایسی فاش غلطی قابل مواخذہ نہیں؟ میرے نزدیک تو یہ ایسی بھاری غلطی ہے جیسے ایک شخص کے بچوں کو دوسرے شخص کی اولاد ثابت کیا جائے۔ اور دوسرے کی اولاد کو اس کے سر تھوپا جائے۔

اور مسئلہ سنئے! ہدایہ فاروقی جلد ۴ ص ۶۱ اباب العتق فی مرض الموت فصل میں لکھتے ہیں وھو قول محمد یعنی امام محمد کا یہی قول ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ کسی مرنے والے نے وصیت کی کہ میرے مال میں سے حج ادا کرنا اور زکوٰۃ نکالنا۔ اب مالا وصیت یعنی ثلث میں دونوں وصیتوں کے پورا کرنے کی گنجائش نہیں تو صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ امام محمدؒ کا قول یہ ہے کہ حج کو زکوٰۃ پر مقدم کرے حالانکہ یہ بھی مصنف کی غلط بیانی ہے، امام محمد کا قول اس کے برعکس ہے۔ قدوری نے شرح مختصر کرخی میں شمس الائمہ بیہقی نے کفایہ میں، صاحب تحفہ اور شیخ ابو نصر نے شرح الاقطع میں صاف لکھا ہے کہ امام محمد کا قول اس صورت میں یہ ہے کہ زکوٰۃ کو حج پر مقدم کرے نہ کہ حج کو زکوٰۃ پر مگر مصنف ہدایہ نے یہاں بھی امام محمد کا مذہب بیان کرنے میں غلطی کی۔

تیسرا مسئلہ سنئے! ہدایہ فاروقی جلد ۳ ص ۱۹ میں لکھتے ہیں و ابو یوسف فی ما یروی عنہ الحق الاول بالثانی یعنی امام ابو یوسف کا مذہب یہ ہے کہ اول ثانی کے ساتھ ملحق ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ: ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے کہ تیرے مجھ پر سو روپے ہیں ایک مہینہ کی مدت کے لیے۔ لیکن حقدار کہتا ہے مدت نہیں بلکہ اب تو مدعی کا قول سچا مانا جائے گا۔ ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے کہ میں فلاں شخص کی طرف سے تیرے ایک سو روپے

کا ضامن ہوں ایک ماہ کی مدت پر۔ لیکن حق دار کہتا ہے مدت نہیں بلکہ اب تو اس صورت میں ضامن کا قول سچا مانا جائے گا۔ یہ تو ہوئی مسئلہ کی صورت۔ اب مالک ہدایہ کہتے کہ امام ابو یوسف اس مسئلہ کی پہلی صورت کو دوسری صورت سے ملاتے ہیں۔ اس بیان میں بھی مصنف ممدوح نے تحقیق سے کام نہیں لیا اور معاملہ الٹ پلٹ کر ڈالا۔ ان کا یہ قول صحیح نہیں کہ ابو یوسف نے اول کو ثانی سے ملایا بلکہ صحیح یوں ہے کہ ابو یوسف نے ثانی کو اول کے ساتھ ملایا اور یہی ثابت ہے۔ کیا اب ہم یہ کہنے کے حقدار نہیں؟ کہ صاحب ہدایہ نے یہاں صاحبین کے مذہب سے بھی ناواقفیت کا ثبوت دیا اور ان کا مذہب بیان کرنے میں بھی وہ غلطی کرنے سے نہیں بچ سکے۔

مصنف ہدایہ کی امام شافعیؒ کے مذہب سے غفلت

صاحب ہدایہ کا یہ طریقہ ہے کہ اپنے مذہب کے احقاق کے ساتھ ہی ساتھ امام شافعیؒ کے مذہب کا ابطال بھی کرتے جاتے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ ہدایہ شافعی مذہب کی جڑیں کھوکھلی کرنے اور اس سے لوگوں کو متنفر کرنے کے لئے لکھی گئی ہے۔ آپ ہدایہ کو پڑھیئے۔ جگہ جگہ موقع بے موقع مناسب اور نامناسب طریقہ سے شافعی مذہب کی دھجیاں اڑائی گئی ہیں۔ براہ راست شافعی مذہب پر ان کی زد پڑتی ہے اور جب تک ہر ہر موقعہ پر اپنے ترکش خالی نہ کر لیں آگے نہیں چلتے، ہم دیکھتے ہیں کہ اس دھن میں مصنف ممدوح بعض مواقع پر امام شافعیؒ کے ذمہ اس مسئلہ کی نسبت کرنے سے بھی نہیں چوکتے جو دراصل ان کا نہیں' چنانچہ ہدایہ مجتبائی جلد اول ص ۶۴ اباب الصلوٰۃ الکعبہ میں لکھتے ہیں

الصلوٰۃ و فی الکعبۃ جائز فرضھا و نفلھا خلافا للشافعی فیھما

یعنی کعبہ میں نماز پڑھنی جائز ہے فرض ہو یا نفل لیکن امام شافعی کے نزدیک جائز نہیں کعبہ کے اندر، ان کے مذہب کے مطابق نہ تو نوافل پڑھ سکتے ہیں نہ فرائض حالانکہ یہ صریح غلط ہے۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کعبہ کے اندر نماز کو جائز کہتے ہیں۔ فرض کو بھی اور نفل کو بھی۔ ان کے مذہب کی کتاب وجیز خلاصہ وغیرہ ملاحظہ ہوں۔ لطف تو یہ ہے کہ خود حنفی مذہب کی کتاب نہایہ میں بھی موجود ہے کہ امام شافعی فرض و نفل دونوں کو کعبہ کے کوٹھے

کے اندر پڑھنا جائز جانتے ہیں۔ عبارت یہ ہے فان الشافعی یرائے جواز الصلوٰۃ فیہا، اب آپ خواہ اسے مصنف ممدوح کی غلطی کہیے یا عدم تحقیق کہیے، اتنا تو ماننا ہی پڑے گا کہ علامہ نہایت غفلت سے کام لیتے ہیں جو یقیناً ان کے خوش عقیدہ مریدوں کے علاوہ اوروں کی نظروں میں کچھ اچھی نہیں جچ سکتی۔

ہدایہ مجتبائی جلد اول ص ۹۸ فصل فی البئر میں امام شافعیؒ کے مذہب کے رد کے جوش میں اس مسئلہ کو ثابت کرتے ہوئے کہ کتے کے جھوٹے برتن کو صرف تین مرتبہ دھونا چاہیے جو حنفیہ کا مذہب ہے اور سات مرتبہ نہ دھونا چاہیے جو شافعیؒ کا مذہب ہے بطور الزام لکھتے ہیں کہ امام شافعی کو دیکھو کتے کے پیشاب کئے ہوئے برتن کو تو تین مرتبہ دھو لینے سے پاک مانتے ہیں مگر کتے کے چاٹے ہوئے برتن کو تین مرتبہ دھونے سے پاک نہیں جانتے۔ حالانکہ محض غلط ہے امام صاحب کا ہرگز یہ مذہب نہیں کہ جس برتن پر کتا موت جائے وہ تین مرتبہ دھو لینے سے پاک ہو جاتا ہے بلکہ ان کا مذہب یہاں بھی سات مرتبہ ہی دھونے کا ہے۔ مصنف ہدایہ نے امام شافعیؒ کو ان لفظوں میں الزام دیا ہے۔

مایصیبہ بولہ یطھر بالثلث خود حنفی مذہب علماء بھی مصنف ممدوح کی اس غلطی پر ناراض ہیں۔ چنانچہ حاشیہ مولانا بذاد میں ہے۔

فیہ نظر لان بول الکلب و دمہ و سائر ماھو منہ لایطھر الا بالغسل سبعا عندالشافعی۔

صاحب ہدایہ کا اس مسئلہ میں امام شافعیؒ کا یہ مذہب بیان کرنا صحیح نہیں، امام صاحب کا مذہب تو کتے کے پیشاب، اس کے خون وغیرہ میں سات مرتبہ ہی دھونے کا ہے۔ اب کہیے کیا علامہ نے یہاں شافعی مذہب کے بیان میں غلطی نہیں کی؟ تیسری مثال۔ ہدایہ مجتبائی جلد اول ص ابابِ مایوجب القضاء والکفار میں لکھتے ہیں وھو حجتہ علی الشافعی فی قولہ یخو۔ یعنی یہ دلیل ہے امام شافعیؒ کے مذہب کو توڑنے کی جو کہتے ہیں کہ اختیار ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ احناف کا مذہب ہے کہ جو شخص روزے کی حالت میں کھا پی لے اس پر قضا بھی ہے اور کفارہ بھی۔ اس مسئلہ کو بیان کر کے علامہ ممدوح اس کے ثبوت میں ایک حدیث پیش

کرتے ہیں کہ ایک اعرابی کو جس نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کیا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ایک غلام آزاد کرو۔ اس نے اپنی مسکینی ظاہر کی تو آپ نے فرمایا دو مہینے کے پے در پے روزے رکھو، اس نے اس سے بھی اپنی ناطاقتی کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ اول تو یہ دھینگا مشتی ملاحظہ ہو کہ جماع کے بارے کا فرمان کھانے پینے پر چسپاں کیا جاتا ہے پھر حدیث کو جن لفظوں میں بیان کیا جاتا ہے ان لفظوں میں حدیث کی کسی کتاب میں اس کا پتہ نہیں چلتا۔ خیر اسے بیان کر کے فخریہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے امام شافعیؒ کا رد بھی ہو گیا، اس لئے کہ حدیث کے الفاظ ترتیب کے مقتضی ہیں یعنی اگر غلام کے آزاد کرنے کی طاقت نہ ہو تو روزے اور اس کی بھی طاقت نہ ہو تو مسکینوں کو کھلانا اور امام شافعیؒ کا مذہب ہے کہ ان باتوں میں اختیار ہے جو چاہے کر لے۔ حالانکہ یہ بھی امام صاحب کے ذمہ علامہ ممدوح کا بہتان ہے ان کا یہ مذہب نہیں بلکہ ان کا مذہب بھی ترتیب کا ہے یعنی ایک کے نہ ملنے پر ایک چنانچہ شافعی مذہب کی کتاب وجیز اور خلاصہ ملاحظہ ہو۔ بلکہ خود حنفیوں نے بھی امام شافعیؒ کا یہی مذہب بیان کیا ہے ملاحظہ ہو شیخ الاسلام کی مبسوط اور فخر الاسلام کی مبسوط وغیرہ۔ مگر صاحب ہدایہ نے خدا جانے کیوں امام شافعیؒ پر ایک ایسا بیباکانہ غلط حملہ کر دیا؟ کیا اس کھلی مثال کے بعد ہم اس کہنے میں حق جانب نہیں؟ کہ علامہ ممدوح امام شافعیؒ کے مذہب سے غافل تھے۔

اور مسئلہ لیجئے ہدایہ مجتبائی جلد اول ص ۷ اباب الاحرام میں لکھتے ہیں۔ قال الشافعی انہ رکن۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ یہ رکن ہے یعنی عرفات سے لوٹتے ہوئے مشعر الحرام میں ٹھہرنے کو امام شافعیؒ رکن حج بتلاتے ہیں۔ یہ بھی مصنف صاحب کی جودت طبع کا نتیجہ ہے ورنہ در حقیقت امام صاحب کا یہ مسلک نہیں چنانچہ خود حنفی مذہب علامہ صاحب فتح القدیر فرماتے ہیں۔ انہ سھو فان کتبھم ناطقۃ بخلافہ. یعنی مصنف ہدایہ کی یہ غلطی ہے امام شافعیؒ کا مذہب اس کے خلاف ہے۔ شافعی مذہب کی کتابیں صاف ناطق ہیں کہ امام شافعیؒ کا یہ مذہب ہرگز نہیں کیا اب بھی کسی کو شک رہ گیا کہ علامہ موصوف امام شافعیؒ کے مذہب سے کم از کم بے خبر ہیں؟ ہدایہ فاروقی جلد ۲ ص ۸)

فصل فی الضمان میں لکھتے ہیں۔ والشافعی الحق الثانی بالاول۔ یعنی امام شافعیؒ نے

www.deenekhalis.com

www.deenekhalis.com

ثانی کو اول کے ساتھ ملحق کیا ہے۔ مسئلہ وہی ہے جو ص ۱۳ میں گزرا۔ امام شافعیؒ کا مذہب امام ابو یوسفؒ کے بالکلیہ خلاف ہے۔ یعنی امام صاحب اول کو ثانی کے ساتھ ملحق کرتے ہیں یعنی کفالتہ کے اقرار کے ساتھ قرض کے اقرار کو ملاتے ہیں لیکن صاحب ہدایہ نے معاملہ برعکس کر دیا۔ اس غلطی کے بھی خود حنفیہ اقراری ہیں چنانچہ نہایہ میں ہے هٰذَا لَيْسَ بَصَحِيح عكسه۔ یعنی یہ کہنا صحیح نہیں بلکہ صحیح اس کا عکس ہے۔ اے حنفی بھائیو! اب تو کہہ دو کہ مصنف ہدایہ امام شافعیؒ کے مذہب سے بے خبر ہیں یا کم از کم اس کے بیان میں غلطی کرتے ہیں۔ یہ پانچ مثالیں بیان کر کے اب اس مضمون کو ختم کر کے آگے چلتا ہوں۔

مصنف ہدایہ کی امام مالکؒ کا مذہب بیان کرنے میں غلط بیانی

ہدایہ مجتبائی جلد اول ص ۲۰۰ اور باب مایوجب القضاء والکفارہ میں لکھتے ہیں۔ وعلى مالك فى نفى التتابع۔ یہ امام مالکؒ پر بھی حجت ہے جن کا مذہب تتابع کی نفی ہے۔ مراد یہ ہے کہ امام مالک دو مہینوں کے روزوں میں اسی صورت میں جو ص ۱۴ میں بیان ہوئی لگاتار ہونے کے قائل نہیں بلکہ اگر ایسا شخص دو مہینے کے روزے کچھ اب کچھ پھر اسی طرح مختلف طور پر رکھے تو بھی جائز بتلاتے ہیں حالانکہ یہ بھی مصنف مرحوم کی غلطی ہے۔ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کا ہرگز یہ مذہب نہیں۔ حنفی مذہب کی کتاب بنایہ بھی مذکور ہے کہ نسبته الى مالك سهو یعنی اس کی نسبت امام مالکؒ کی طرف کرنی ہدایہ والوں کی غلطی ہے۔ ہدایہ میں امام مالکؒ کے مذہب کا بیان بہت ہی کم ہے لیکن تاہم مصنف صاحب ان پر بھی غلط الزام لگانے سے بچ نہیں سکے اور ان کے مذہب سے بھی اپنی واقفیت کا ثبوت وہ دے چکے۔ ناظرین واللہ مجھے تو رہ رہ کر تعجب ہوتا ہے کہ اتنا بڑا مشہور عالم شخص اتنی موٹی غلطی کیوں کرتا ہے؟ ہدایہ میں باوجود امام مالکؒ کا مذہب بہت کم بیان کرنے کے بھی صاحب ہدایہ نے ایک جگہ تو ایک زبردست جرأت کی ہے یعنی حضرت امام مالکؒ کی نسبت لکھا ہے کہ آپ متعہ کے بھی قائل تھے۔ چنانچہ ہدایہ مجتبائی جلد ا ص ۱۸۱ میں لکھتے ہیں وقال مالك هو جائز یعنی امام مالکؒ

متعہ کو جائز کہتے ہیں۔ حالانکہ محض جھوٹ ہے۔ امام مالکؒ نکاح متعہ کو بالکل حرام کہتے ہیں۔ متعہ کے حرام ہونے کی حدیث انہوں نے اپنی کتاب مؤطا میں صحت کے ساتھ بیان کی ہے۔ مالکی مذہب کی کتابوں میں کوئی ایسا قول مذکور نہیں جس سے امام صاحب کا یہ مذہب معلوم ہوتا ہے۔

بلکہ حنفی مذہب علمانے بھی مصنف ہدایہ کی اس غلط بیانی کا صاف اقرار کیا ہے، فتح القدیر میں ہے:

نسبته الى مالك غلط ولا خلاف فيه بين الائمه و علما الا مصار الاطائفه من الشيعه.

یعنی امام مالک امام دار الہجرت کی طرف اس کی نسبت کرنا بالکل غلط ہے۔ تمام ائمہ اور کل علماء متعہ کی حرمت پر متفق ہیں صرف شیعہ کی ایک جماعت اس کی مخالف ہے۔ باوجود اس قدر صاف مسئلہ ہونے کے بھی مالکی مذہب کی تردید کی دھن میں مصنف نے لکھ دیا کہ امام مالکؒ اسے جائز بتلاتے ہیں۔ کیا اب بالوضاحت یہ ثابت نہ ہوگیا کہ مصنف ہدایہ امام مالکؒ کے مذہب کے بیان کرنے میں بھی غلط بیانی سے محفوظ نہیں رہ سکے۔

مصنف ہدایہ کی لغت دانی

کوئی نہیں جانتا کہ دارومدار شرع کا عربی لغت کے جاننے پر ہے۔ کوئی شخص ماہر شریعت کہلانے کا اس وقت تک حقدار نہیں بن سکتا جب تک لغت دانی اس میں کامل نہ ہو۔ مصنف ہدایہ کی شہرت اور ان کی مقبولیت تو ہر دل پر سکہ جماتی ہے کہ علامہ ممدوح اعلیٰ پایہ کے عالم ہیں لیکن ان کی سب سے اعلیٰ اور مایہ صد ناز کتاب ہدایہ افسوس کہ اس کی کافی شہادت پیش نہیں کر سکتی۔ ملاحظہ ہو۔ ہدایہ فاروقی جلد ۴ ص ۴۲۱ کتاب الذبائح میں لکھتے ہیں۔ والمرى مجرى النفس یعنی مری سانس کے آنے جانے کی جگہ کا نام ہے۔ علامہ ممدوح نے یہاں پر لغت کی کتابوں کا خلاف کیا ہے۔ ایضاع مغرب وغیرہ کتابوں میں تشریح موجود ہے کہ والمرى مجرى العلف الماء یعنی مری چارہ پانی گذرنے کی جگہ کا نام ہے نہ کہ سانس کے آنے جانے کی۔ لیکن مصنف صاحب نے بیان لغت میں بھی اجتہادی شان نہیں

چھوڑی۔دوسری مثال اسی صفحہ میں تحریر فرماتے ہیں :

فانه ای لحلقوم العلف والمآ

یعنی حلقوم کہتے ہیں چارہ پانی کے اترنے کی جگہ کو۔ یہاں بھی علامہ ممدوح نے اپنی لغت دانی کا کامل ثبوت پیش کیا ہے۔ عربی زبان میں تو حلقوم کہتے ہیں۔ سانس کی آمدورفت کی جگہ کو لیکن مجتہدانہ شان نے اہل لغت کی پیروی سے شاید روک دیا۔ ہدایہ فاروقی جلد ۴ کتاب الذبائح ص ۳۱۱ میں لکھتے ہیں۔ والنخاع عرق ابیض فی عظم الرقبة یعنی گردن کی ہڈی میں ایک سفید رنگ کی رگ ہوتی ہے۔ اسے عربی میں نخاع کہتے ہیں۔ مصنف صاحب نے یہاں بھی غلطی کی ہے۔ خود حنفی مذہب کی کتاب نہایہ میں مذکور ہے۔

هو مخيط ابيض فی جوف عظم الرقبة يمتد الى الصلب

یعنی نخاع کہتے ہیں اس سفید دھاگے جیسے کو جو گردن کی ہڈی کے درمیان ہوتا ہے اور پیٹھ تک پہنچتا ہے۔ قاموس ربع ثالث ص ۷ ا میں بھی یہی معنی لکھے ہیں۔

والنخاع مثلث الخيط الابيض

علامہ ممدوح کی اس لغت دانی کے نمونہ کے بعد اب ان کی صرف و نحو بھی ملاحظہ فرمایئے۔ مصنف ہدایہ کی نحو دانی اور عربیت شناسا ہدایہ فاروقی کی جلد ۳ ص ۷ ۶ ۴ کتاب الدیات فصل میں لکھتے ہیں۔

قالا وزفر۔ یعنی ان دونوں نے کہا اور زفر نے۔

یہاں مضمر مستتر پر مضمر کا عطف ڈالا گیا ہے جو عربی صرف و نحو کے قاعدے کے خلاف ہے۔ عربیت کا قاعدہ یہ ہے کہ جہاں مضمر متصل پر عطف اسم ظاہر کا ہو وہاں ضمیر منفصل لائی جائے اور پھر عطف ڈالا جائے۔ صحیح عبارت عربیت کے قاعدے کے مطابق یوں ہونی چاہیئے :

وقالا هما وزفر۔

ہدایہ مجتبائی جلد اول ص ۵۱ ا کتاب الوقف میں لکھتے ہیں :

وطلحه حبس دروعه فی سبيل الله ويردی اكراعه .

یعنی طلحہ کی آہنی زرہیں اور گھوڑے وقف ہیں۔ اولاً تو یہ روایت ہی حدیث کی کسی کتاب

www.deenekhalis.com

میں نہیں۔ حضرت طلحہ کا نام مصنف صاحب کی ایجاد ہے۔ دوسرے اس میں عربیت دانی کا ماتم ہے۔ اس لیے کہ کرع کی جمع اکراع عربیت کے خلاف ہے فعال کی جمع افعال کے وزن پر عرب میں آتی ہی نہیں۔ عربیت کے قاعدے سے یہ لفظ غلط ہے۔

مصنف ہدایہ کی تاریخ دانی

ہدایہ مجتبائی جلد اول ص ۱۶۲ فصل فی الدفن میں لکھتے ہیں۔ كذاقاله رسول الله حين وضع ابا دجانة فی القبر

یعنی رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابودجانہ کو قبر میں اتارتے وقت یہی دعا پڑھی تھی۔ دراصل یہ علامہ ممدوح کا تاریخی غلط اجتہاد ہے۔ حضرت ابودجانہ کا انتقال رسول اللہ کے وصال کے دو سال بعد ہوا۔ سنہ ۱۲ھ میں حضرت صدیق اکبر کی خلافت کے زمانہ میں جنگ یمامہ میں وہ شہید ہوئے۔ معجم طبرانی کتاب الرواۃ وغیرہ ملاحظہ ہو۔ پھر جو بزرگ حضور کے وصال کے دو سال بعد انتقال فرمائیں انھیں حضور قبر میں کیسے اتارتے؟ اسی لیے علامہ عینی حنفی جیسے شخص کو بھی مصنف ہدایہ کی یہ غلطی بھاری پڑی ہے اور وہ لکھتے ہیں۔ هذاوهم فاحش۔

یعنی یہ بڑی فاش غلطی ہے۔ دراصل وہ صحابی جنہیں حضور کے دفنانے اور آپ کی دعا کی برکت حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ وہ حضرت عبداللہ ہیں جن کا لقب ذوالبجادین تھا۔ اور جو غزوہ تبوک میں انتقال فرما گئے تھے۔ لیکن علامہ ممدوح تاریخی واقعات کے نقل کرنے میں بھی غلطی سے نہیں بچ سکے۔ آپ کی تاریخ دانی کی ایک مثال لیجئے۔ ہدایہ فاروقی جلد ۴ کتاب الوصایاباب الوصیۃ للاقارب ص ۶۶۳ میں لکھتے ہیں :

ان النبی عليه السلام لما تزوج صفية اعتق كل من تلك من ذی رحم محرم منها۔

"یعنی نبی نے جب حضرت صفیہ سے نکاح کیا تو ان کے کل ذی محرم رشتہ داروں کو آزاد کر دیا" مصنف ممدوح نے یہاں بھی زبردست ٹھوکر کھائی ہے۔ جن بیوی صاحبہ کی وجہ سے ان کی قوم کے لونڈی غلام آزاد ہوئے تھے وہ حضرت جویریہ تھیں نہ کہ حضرت صفیہ۔ بنو المصطلق میں یہ قید ہو کر آئی تھیں۔

حضور کی خدمت میں امداد کے لیے حاضر ہوئیں۔ آپ نے ان سے نکاح کر لیا۔ اس خبر کو سن کر حضرت جویریہ کی قوم کے جتنے آدمی اور صحابیوں کے پاس قید تھے اور اوروں کے غلام بنے ہوئے تھے ان سب کو ان کے مالکوں نے بہ سبب حضرت جویریہ کے ام المومنین میں داخل ہونے اور ان لوگوں کے زوج الرسول کی قوم میں ہونے کے آزاد کر دیا۔ غرض اولاً تو حضرت صفیہ کا یہ واقعہ نہیں بلکہ حضرت جویریہ کا ہے اور اس میں بھی مصنف صاحب کا یہ کہنا کہ ذی محرم رشتہ دار آزاد ہوئے غلط ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ان کی قوم کے کل قیدی غلام آزاد اور رہا کر دیے گئے، اسی بنا پر حضرت صدیقہ فرمایا کرتی تھیں۔ ہم نے نہیں دیکھا کہ حضرت جویریہ سے زیادہ کسی عورت نے اپنی قوم کو نفع پہنچایا ہو۔ ان کی وجہ سے ان کی قوم بنی المصطلق کے ایک سو گھرانوں کو آزادی حاصل ہوئی (ابو داؤد)

ہدایہ مجتبائی جلد ۲ ص ۵۵۹ فصل فی التنفیل میں لکھتے ہیں:

قال علیہ السلام لحبیب بن ابی سلمۃ لیس لک من سلب قتیلک الا ما طابت بہ نفس امامک۔

"یعنی نبی نے حبیب بن ابو سلمہ سے فرمایا کہ تو نے جس کافر کو قتل کیا ہے اس کے مال میں سے تجھے صرف وہی مل سکتا ہے۔ جو تیرا امام خوشی خاطر دے۔" علامہ ممدوح نے یہاں ایک نہیں کئی ایک غلطیاں کی ہیں پہلی غلطی تو یہ کہ کہتے ہیں حبیب بن ابو سلمہ کو حضور نے فرمایا۔ حالانکہ صحابیوں میں حبیب بن ابو سلمہ کوئی نہیں ہے۔ اصل میں یہ واقعہ ہے۔ حبیب بن مسلمہ کا جو کہ قرشی النسل ہیں جن کی کنیت ابو عبدالرحمن ہے اور لقب حبیب الروم ہے جو آذربیجان آرمینیہ وغیرہ کے حضرت فاروق کے زمانہ میں گورنر تھے، جن کا انتقال ۴۲ ہجری میں ہوا ہے۔ علاوہ ازیں اس حدیث کے جو کہ نہایت ضعیف ہے۔ راوی نہ تو حبیب بن ابو سلمہ ہیں نہ حبیب مسلمہ بلکہ اس کے راوی تو حضرت معاذ بن جبل ہیں۔ اس کے ماسوا جس جنگ کا یہ واقعہ ہے اس جنگ میں تو جناب اللہ کے رسول تھے ہی نہیں۔ پھر آپ کسی کو بھی اس وقت کچھ بھی کہاں فرماتے؟ یہ فرمان دراصل حضرت معاذ کا ہے۔ جنہوں نے حضرت کو حبیب سمجھا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ وابق میں مسلمانوں کے لشکر کا پڑاؤ تھا۔ حضرت ابو عبیدہ امیر لشکر تھے، حبیب بن مسلمہ فہری کو معلوم ہوتا ہے کہ نبیہ قومی مال تجارت لے کر بحرین

سے آرمینیہ جا رہا ہے۔ یہ وہاں پہنچتے ہیں۔ لڑائی ہوتی ہے وہ کافر قتل کیا جاتا ہے۔ یہ اس کے مال کو جو ریشم یاقوت زمرد وغیرہ تھا پانچ خچروں پر لاد کر واپس آتے ہیں، امیر لشکر سے عرض کرتے ہیں کہ اس کافر کو میں نے مارا ہے۔ اسکے کل مال کا حقدار میں ہوں، مجھے یہ سارا مال دیدیا جائے لیکن حضرت ابو عبیدہ فرماتے ہیں میں امیر لشکر ہوں، مسلمانوں کی مصلحتوں اور جنگی اتار چڑھاؤ کے لحاظ سے اس کی تقسیم کا اختیار مجھے ہے۔ خواہ سب دوں خواہ تھوڑا۔ اس وقت حضرت معاذ بن جبل تشریف لاتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ ٹھیک ہے امام کی مرضی پر اس مال کی تقسیم ہے۔ اس لیے حدیث شریف میں یونہی ہے۔ یہ فرمایا کہ وہ حدیث بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت حبیب بن مسلمہ کو اس میں سے امیر لشکر پانچواں حصہ دیتے ہیں اور وہ بھی ایک ہزار دینار کی قیمت کا ہوتا ہے۔ کیا اب بھی ہمارا منہ بند کیا جائے گا؟ اور ہماری زبان روکی جائے گی؟ اگر ہم کہہ دیں کہ مصنف ہدایہ تاریخ میں بھی ماہر نہ تھے یا کم از کم اس کے بیان کرنے میں محتاط نہ تھے۔

اس سے بڑھ کر واضح تر تاریخی غلطی اور ملاحظہ فرمایئے۔ ہدایہ مجتبائی جلد اول ص ۱۶۳ باب الشہداء میں لکھتے ہیں۔

شہداء احد ماتوا عطاشا والکاس تدار فلم یقبلوا خوفا من نقصان الشہادۃ۔

یعنی احد میں جو لوگ زخموں کے مارے شہادت کے قریب پہنچ چکے تھے۔ ان پر پانی کا برتن لے کر لوگ گھومتے رہے مگر کسی نے پانی نہ پیا اور پیاسے ہی شہید ہو گئے۔ کیونکہ انہیں پانی پی لینے میں اپنے اجر کی کمی کا خوف تھا۔ صاحب ہدایہ نے اس واقعہ کے بیان میں بھی دلیری اور مسامحت سے کام لیا ہے۔ کسی حدیث کی یا تاریخ کی کتاب میں شہدائے احد کے بارے میں کوئی ایسا واقعہ مذکور نہیں البتہ دراصل یہ واقعہ جنگ یرموک کا ہے۔ جسے علامہ ممدوح اپنی مجتہدانہ شان میں احد کا بتلا رہے ہیں۔ زاں بعد پھر ایک غلطی کی ہے کہ پانی نہ پینے کی وجہ شہادت کے اجر کے کم ہو جانے کا خوف تھا حالانکہ شہداء یرموک کے اس واقعہ کی بھی غرض یہ نہ تھی بلکہ ایک کا دوسرے کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم کر کے یہ کہنا ہے کہ مجھے نہیں بلکہ فلاں کو پلاؤ پھر اس دوسرے کا بھی یہی جواب دینا ہے یہاں تک کہ پانی گھومتا ہی رہا اور ان بزرگوں نے راہ خدا میں تشنہ کام جان دے دی فرضی اللہ عنہم۔

www.deenekhalis.com

ان واقعات کے بعد اب ایک تاریخی غلطی ہی نہیں بلکہ شرمناک جسارت ملاحظہ ہو۔ ہدایہ فاروقی جلد ۴ ص ۴۰۳ باب القسامہ میں لکھتے ہیں:

واما اهل خیبر فالنبی علیه السلام اقرهم علی املا کهم

یعنی نبی نے خیبر والوں کو ان کی ملکیت پر برقرار رکھا۔ نہ جانے علامہ مصنف کو تاریخی واقعات کے الٹ پلٹ کرنے کا چسکا کیوں ہے؟ کون نہیں جانتا کہ خیبر لڑائی میں مسلمانوں نے فتح کیا۔ پھر جو چیز لڑائی میں غالب آنے کے بعد بطور غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگے وہ قبضہ کفار میں کیسے چھوڑ دی جائے گی؟ پھر کتب حدیث و سیر میں صاف صاف موجود ہے کہ خیبر کی زمین فاتحین پر تقسیم کر دی گئی۔ چنانچہ ابوداؤد میں ہے قسم رسول الله علیه خیبر یعنی حضور نے خیبر کو مسلمانوں پر تقسیم کر دیا لیکن علامہ مرحوم اس کے برعکس کہہ رہے ہیں کہ وہ زمین کفار کے قبضہ میں دے دی گئی، میں نے اس واقعہ کی نسبت اوپر لکھا ہے کہ اس میں شرمناک جسارت سے کام لیا گیا ہے، اب اسے ملاحظہ فرمایئے۔ یہ تو آپ نے دیکھ ہی لیا کہ مصنف مرحوم اس جگہ اس زمین کو "کفار کے قبضہ میں دے دی" لکھتے ہیں۔ حالانکہ اس سے پہلے اسی کتاب ہدایہ جلد دوم ص ۵۴۳ باب الغنائم میں وہ لکھ آئے ہیں۔

ان شاء قسمها بین المسلمین کمافعل رسول الله علیه السلام بخیبر۔

یعنی "حضور نے خیبر کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا تھا۔" جس چیز کی تقسیم کو خود نقل کرتے ہیں مانتے ہیں، خبر رکھتے ہیں، صحیح جانتے ہیں، اسی کی تقسیم سے تھوڑی دیر کے بعد انکار کرتے ہیں۔ نہیں مانتے، بے خبر ہو جاتے ہیں، گویا غلط جانتے ہیں۔ شاید کسی دل میں یہ سوال پیدا ہو کہ ایسا کیوں کیا جاتا ہے؟ میں چاہتا ہوں کہ کتاب اس کی جو وجہ پیش کر رہی ہے۔ میں اسے بھی بتادوں۔ دراصل بات یہ ہے کہ مصنف مرحوم کو جلد دوم میں حنفی مذہب کا یہ مسئلہ ثابت کرنا ہے کہ جب کسی شہر کو مسلمان امام فتح کرے تو وہ اسے مسلمانوں میں تقسیم کر سکتا ہے۔ اس کے ثبوت کے لیے یہ ضرورت تھی کہ خیبر کو تقسیم شدہ مانا جائے تو وہاں لکھ دیا کہ خیبر کو حضور نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ لیکن جلد چہارم میں حنفی مذہب کے اس مسئلہ کے ثابت کرنے کی ضرورت پڑی کہ اگر کوئی شخص کسی جگہ قتل کیا ہوا ملے، قاتل کا علم نہ ہو تو اس جگہ کے پچاس آدمی اس قتل کی بابت قسم کھلائے جائیں گے۔ ان میں

صاحب جائداد مالک ملکیت لوگوں پر قسم ہے۔ لیکن اس مسئلہ کے خلاف یہ واقعہ تھا کہ خیبر والوں سے قسمیں لی گئیں وہ ملکیت والے نہ تھے جیسا کہ پہلے ہدایہ میں گذر چکا ہے اس اعتراض کو دفع کرنے کے لیے یہاں لکھ دیا کہ وہ مالک املاک تھے۔ اللہ کے رسولؐ نے انہیں ان کی ملکیت پر برقرار رکھا تھا۔ غرض ایک مسئلہ اپنے مذہب کا یہ کہہ کر ثابت کیا کہ خیبر کو حضور نے خیبر والوں کی ملکیت میں برقرار رکھا تھا۔ فلا حول ولا قوۃ الا باللہ

مصنف ہدایہ کی واقعات شناسی

اس تبحر تاریخی کے بعد مصنف ممدوح کی واقعات شناسی بھی قابل داد ہے۔ واقعات کو نئے نئے قالب پہنانا بھی گویا تبحر اجتہادی کے لیے طرۂ امتیاز ہے۔ ملاحظہ ہو ہدایہ مجتبائی جلد اول ص ابواب الامامہ میں لکھتے ہیں: بقوله علیه السلام لا بنی ابی ملیکه یعنی آنحضرت نے ابو ملیکہ کے دونوں لڑکوں سے فرمایا۔ اللہ جانے مصنف صاحب یہ حدیث کہاں سے لائے؟ حدیث کی کسی کتاب میں حضور کا ابو ملیکہ کے لڑکوں سے یہ فرمانا منقول نہیں۔ ہاں حضور کا یہ فرمان صحاح ستہ میں مروی ہے۔ وہاں مالک بن حویرث اور ان کے ساتھی کا نام ہے۔ ساتھی کا نام بعض روایت میں ابن عمر آیا ہے، بعض میں ان کے چچازاد بھائی کا ذکر ہے لیکن مصنف جو نام لیتے ہیں وہ کہیں بھی مذکور نہیں۔ مزہ تو یہ ہے کہ خود مصنف نے بھی اور جگہ صاف لکھا ہے کہ یہ دو شخص مالک بن حویرث اور ابن عمر تھے چنانچہ زیلعی اور ابن ہمام وغیرہ لکھتے ہیں کہ مصنف ہدایہ نے کتاب الصرف میں اسی حدیث کو اس طرح لکھا ہے

وقال علیه السلام لمالك بن الحویرث و ابن عمر۔

لیکن [illegible] ہاتھوں میں ہے، مطبوعہ فاروقی اس میں کتاب الصرف میں یہ عبارت نہیں اگر دراصل نہ ہو تو ہمارا خیال بالکل صحیح ہے کہ مصنف صاحب واقعات کے بیان میں لاپرواہی سے کام لیتے ہیں اور اگر کتاب الصرف میں یہ عبارت ہو تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ انہیں حق و باطل میں چنداں تمیز کرنے کی اہمیت نہیں۔ کبھی کچھ لکھ دیا، کبھی اس کے خلاف اور کچھ لکھ دیا۔

ہدایہ مجتبائی جلد ۱ ص ۳۹۴ فصل فی الکفارہ میں لکھتے ہیں:

لقولہ علیہ السلام فی حدیث اوس ابن الصامت وسہل بن صخر ۔
یعنی آنحضرت علیہ السلام نے اوس بن صامت اور سہل بن صخر کی حدیث میں فرمایا ہے۔یہ بھی مصنف صاحب کی لاابالی کا ظہور ہے۔ سہل بن صخر سے کفارہ ظہار کے بارے میں کچھ بھی مروی نہیں، ہاں سلمہ بن سلیمان بن حارثہ انصاری سے ظہار کا قصہ مروی ہے، بعض روایات میں سلمان بن صخر بھی آیا ہے (تہذیب التہذیب) لیکن سہل بن صخر سے اس واقعہ کو کسی محقق نے بیان نہیں کیا-صاحب ہدایہ کی یہ ٹھوکر ہے-اسی واسطے مولانا عبدالحلیم حنفی بھی حاشیہ ہدایہ میں لکھتے ہیں : هذا من زل قلم صاحب الهدايه یہاں مصنف ہدایہ کا قلم لغزش کھا گیا ہے۔

ہدایہ مجتبائی جلد اول باب الاحرام ص ۲۲۰ میں لکھتے ہیں و کان ابن عمر یقول اذا لقی البیت بسم اللہ یعنی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت اللہ شریف کی ملاقات کے وقت بسم اللہ واللہ اکبر پڑھتے، چونکہ حنفی مذہب کا یہ مسئلہ ہے کہ بیت اللہ کو دیکھ بسم اللہ واللہ اکبر پڑھنا چاہئے، اس کی دلیل کے لئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک اس وظیفہ کو جو وہ حجر اسود کو چومتے وقت پڑھتے تھے، الٹ پلٹ کر کے اس کا کعبہ کو دیکھ کر پڑھنا لکھ دیا اور اپنی واقعات شناسی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے مذہب کو بھی ثابت کر دیا چنانچہ حنفی مذہب کی کتاب بنایہ میں علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں غریب والذی رواہ البیہقی انه کان یقوله عند استلام الحجر الاسود یعنی مصنف کا یہ قول غریب و عجیب ہے بیہقی کی روایت میں ان الفاظ کا حجر اسود کے استلام کے وقت پڑھنا ہے۔

مصنف مرحوم کی واقعات شناسی کی داد کے لئے یہ واقعہ بھی کچھ کم نہیں جو آپ نے جزو اول کتاب الصوم ص ۱۹۲ مجتبائی میں وارد کیا ہے۔لکھتے ہیں :

ولنا قوله صلی الله علیه وسلم بعد اشهد الاعرابی الخ ہدایہ صفحہ ۱۹۲ – ۱
یعنی "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب اعرابی نے چاند دیکھنے کی گواہی دی تو آپ نے فرمایا جس نے کھالیا ہے وہ اب مغرب تک نہ کھائے اور جس نے نہیں کھایا وہ روزہ رکھے" یہ روایت ہماری دلیل ہے کہ رمضان کے روزے کی رات کو نیت کرنی ضروری نہیں بلکہ دن کو بھی کر سکتا ہے حالانکہ اس واقعہ میں حدیث کی کسی کتاب میں حضور کے یہ الفاظ نہیں۔ایک تو رسول اللہ پر جھوٹ، دوسرے واقعہ کے خلاف بیان۔

مصنف ہدایہ کی حدیثوں میں زیادتی ۔

: ناظرین واقف ہوں گے کہ آنحضرت ﷺ پروہ کہنا جو آپ نے نہ کہا ہو ایک بدترین جرم ہے- یہاں تک حدیث میں آیا ہے-من قال علی مالم اقل فلیتبوا مقعده من النار "یعنی جو شخص مجھ پر وہ کہے جو میں نے نہیں کہا وہ اپنی جگہ جہنم میں مقرر کر لے-"

مصنف ہدایہ کو بعض مرتبہ اپنے مذہب کے مزید ثبوت میں کوئی حدیث بھی وارد کرنی پڑتی ہے-کہیں دوسرے مذہب کی تردید کرتے ہوئے ان کی دلیل میں کام آنے والی حدیث کا جوڑ توڑ بھی کرنا پڑتا ہے-ہم دیکھتے ہیں کہ علامہ موصوف کی اس بارے میں بھی کوئی قابل ستائش روش نہیں-کتاب ہدایہ میں حدیث بیان کرتے ہوئے وہ جملے بھی حدیث میں شامل کر دیئے گئے ہیں جو دراصل حدیث میں نہیں-اس جرم کی جو کچھ سزا ہے وہ مخفی نہیں-ابھی آپ اوپر پڑھ آئے ہیں-تاہم ہم تو یہی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مصنف مرحوم سے درگزر فرمائے اگر اس نے پکڑ لیا تو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ علامہ اپنے جواب میں کون سا طریق استدلال کام میں لائیں گے-

ہدایہ مجتبائی جلد اول باب الحج عن الغیر ص ۱۶۶ میں لکھتے ہیں-لحدیث الخثعمیة فانه علیه السلام قال فیه حجی عن ابیك و اعتمر- یعنی خثعمیہ کی حدیث میں ہے کہ حضور

ہدایہ فاروقی جلد ۳ کتاب الشہادہ ص ۱۳۸ میں لکھتے ہیں :
لقوله علیه السلام للذی شهد عنده الخ.
یعنی "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامنے شہادت دینے والے کو فرمایا" حالانکہ یہ بھی غلط ہے جس شخص سے حضور نے یہ فرمایا تھا اس نے آپ کے سامنے کوئی شہادت نہ دی تھی' قصہ یہ ہے کہ "حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کے سامنے حاضر ہو کر اپنی زناکاری کا اقرار کیا تھا جس بنا پر انہیں رجم کیا گیا، حضور کے پاس انہیں بھیجنے والے حضرت ہزالؓ تھے' آپ نے حضرت ہزالؓ کے بارے میں فرمایا تھا کہ اگر تم ان کی ستر پوشی کرتے تو اچھا تھا"لیکن حضرت علامہ نے اپنی واقعہ شناسی کا ایک نمونہ قائم کرنے کے لئے اصل واقعہ کو الٹ پلٹ کر ڈالا۔ان واقعات شناسی کی قدر دانی ناظرین پر چھوڑ کر ہم ایک اور باب منعقد کرتے ہیں-

www.deenekhalis.com

علیہ السلام نے فرمایا تو اپنے باپ کی طرف سے حج و عمرہ ادا کر - یہ حدیث صحاح ستہ میں موجود ہے - لیکن کسی کتاب میں بھی واعتمر یعنی "عمرہ کرلے" کا لفظ نہیں کوئی ہے جو حنفیت کی لاج رکھ لے اور خثعمیہ والی روایت میں یہ لفظ کسی کتاب میں نکال کر دکھادے ورنہ یہی کہہ دے کہ صاحب ہدایہ رسول اللہ ﷺ کے الفاظ میں اپنے الفاظ ملا لینا بھی اپنی شان کے خلاف نہ جانتے تھے یا کم از کم وہ اس میں احتیاط نہ کرتے تھے - علامہ عینی حنفی بھی اس زیادت کے حدیث میں نہ ہونے کے قائل ہیں لکھتے ہیں : فی روایة المصنف وهم یعنی مصنف کی اس روایت میں غلطی ہے -

ہدایہ فاروقی جلد ۲ کتاب البیوع مسائل منثورہ ص ۷۵ میں لکھتے ہیں : لقوله عليه السلام في ذالك الحديث فاعلمهم ان لهم ما للمسلمين و عليهم ماعلى المسلمين یعنی حضور علیہ السلام نے اس حدیث میں فرمایا ہے - پھر انہیں سمجھا دو کہ جو مسلمانوں کے لئے ہے وہ ان کے لئے بھی اور جو مسلمانوں پر ہے وہ ان پر بھی ہے" علامہ ممدوح کی یہ زیادتی بھی ناقابل درگزر ہے - جس حدیث کی طرف علامہ کا اشارہ ہے وہ حدیث ہدایہ میں دو جگہ مذکور ہے - کتاب الزکوۃ میں حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے اور کتاب اسیر میں حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے اور دونوں جگہ یہ الفاظ نہیں، یہ بھی مصنف صاحب کی اپنی طرف سے حدیث میں زیادتی ہے -

ہدایہ مجتبائی جلد اول کتاب الحج ص ۱) میں ہے :

لقوله عليه السلام ايما صبى حج عشر حج ثم بلغ فعليه حجة الاسلام

یعنی "جس بچہ نے دس حج بھی کرلئے ہوں اس پر بھی بلوغت کے بعد حج اسلام ہے -" یہ حدیث مستدرک میں ہے - لیکن گنتی کا لفظ اس میں نہیں، خدا جانے مصنف صاحب کو حدیث میں زیادتی کرنے میں کون سا ثواب ملتا ہے ؟

ہدایہ جلد اول کتاب الصوم باب مایوجب القضاء والكفار مطبوعہ مجتبائی ص ا میں کفارہ کی حدیث وارد کرتے ہیں جس کا آخری جملہ یہ ہے ولا یجزی احدا بعد یعنی تیرے بعد کسی کو یہ جائز نہیں - یہ ایک مشہور حدیث ہے جو غالباً حدیث کی ہر ہر کتاب میں آئی ہے لیکن مصنف کا یہ گھریلو جملہ کسی حدیث کی کتاب میں نہیں چنانچہ صاحب سعایہ بھی لکھتے ہیں

هذا لم يروفى كتاب من كتب الحديث.

یعنی "حدیث کی کتابوں میں سے کسی کتاب میں یہ جملہ مروی نہیں" الغرض مصنف کی یہ بھی حدیث رسول ﷺ میں زیادتی ہے -

ہدایہ جلد ا باب الظہار مطبوعہ مجتبائی ص ۲۸ میں ہے :

لقوله عليه السلام للذى واقع فى ظهار قبل الكفار استغفر الله.

یعنی حضور علیہ السلام نے اس شخص کو جس نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تھا اور کفارہ ادا کرنے سے پہلے مجامعت کر بیٹھا تھا فرمایا - تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کر - یہ حدیث سنن وغیرہ میں مروی ہے لیکن کسی کتاب مین کسی حدیث میں حکم استغفار کا ذکر نہیں، خدا جانے مصنف صاحب نے کیوں اس جملہ کو حدیث رسول ﷺ میں بڑھادیا ؟

ہدایہ مجتبائی جلد ا کتاب الایمان ص ۴۴۸ میں مصنف ہدایہ نے ایک بہت بڑی دلیری کی ہے، اپنے مذہب کا یہ مسئلہ ثابت کرنے کے لئے کہ بغیر قصد کے بھی اگر کوئی شخص قسم کھائے تو قسم کا کفارہ دینا پڑے گا - حدیث رسول ﷺ میں لفظ قسم کی زیادتی کردی اور لکھ دیا :

لقوله عليه السلام ثلث جد من جد و هزلهن جدالنكاح و الطلاق و اليمين.

یعنی تین چیزوں میں قصد اور تمسخر یکساں حکم رکھتے ہیں نکاح طلاق اور قسم - حنفیو حدیث کی تمام کتابیں چھان مارو اگر کسی کتاب میں بھی قسم کا عربی لفظ یمین نکل آئے تو مجھے جھوٹا اور دشمن صاحب ہدایہ جان لو، ورنہ مصنف ہدایہ کی لاپرواہی کی تصدیق کرو - کسی حدیث میں یمین کا لفظ نہیں مگر اللہ بھلا کرے ہدایہ والے کا کہ ان کے طفیل حنفی مذہب کے اس مسئلہ کی مضبوطی ہوگئی اور برادران احناف کے لئے سہولت سی ہوگئی - ابو داؤد ترمذی ابن ماجہ میں یہ حدیث مروی ہے ان میں بجائے لفظ یمین کے لفظ رجعت ہے یعنی طلاق کے بعد خاوند کا اپنی عورت سے رجوع کرنا، علامہ ممدوح نے اللہ کے رسول ﷺ کے اس لفظ کو ہٹا کر اپنا لفظ رکھ دیا -

فنعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا -

اس سے بھی بڑھ کر ستم ظریفی دیکھئے - حنفی مذہب کا مسئلہ ہے کہ کتے کی خرید و فروخت جائز ہے، اس جواز کو ثابت کرنے کے لئے ٹھیکیدار مذہب حنفی مصنف ہدایہ بڑا زور لگاتے ہیں

اور ایک ضعیف حدیث وارد کرتے ہیں کہ وہ بھی باوجود ضعف کے مقید ہے اور حنفی مذہب جو کہ ہر کتے کی بیع کو جائز قرار دیتا ہے اس کی کافی دلیل نہیں بن سکتی، تاہم مصنف صاحب نے اس حدیث میں بھی اپنی طرف سے زیادتی کی ہے- ہدایہ فاروقی جلد ۲ کتاب البیوع مسائل منثورہ ص ۴۷ میں لکھتے ہیں :

انه عليه السلام نهى عن بيع الكلب الا كلب صيدا و ماشية

یعنی حضور علیہ السلام نے کتے کی خرید و فروخت سے منع کیا ہے مگر شکاری کتے کی اور جانوروں کی رکھوالی کرنے والے کتے کی- یہ روایت ترمذی وغیرہ میں موجود ہے گو وہ بھی سنداً ضعیف ہے مگر کسی روایت میں اوماشیتہ یعنی "ریوڑ کا کتا" یہ لفظ منقول نہیں- ان الفاظ سے زبان رسول ﷺ تو قطعاً معصوم ہے- ہاں صاحب ہدایہ اپنے الفاظ کو اپنے مذہب کی بیچ میں اللہ کے پیغمبر کی طرف منسوب کر رہے ہیں جسے گوبر اور ان احناف برداشت کر لیں لیکن محبان رسول ﷺ اس تہمت کو قطعاً برداشت نہیں کر سکتے-

ایک کرشمہ یہ بھی سنئے- ہدایہ فاروقی جلد ۲ ص ۱۱۹ کتاب آداب القاضی میں ایک حدیث بیان کرتے ہیں- لکھتے ہیں :

انما بنيت المساجد لذكر الله تعالى و الحكم.

یعنی نبی علیہ السلام کا فرمان ہے کہ "مسجدیں صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے اور فیصلہ کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں" اولاً تو ان الفاظ سے یہ حدیث کسی حدیث کی کتاب میں ہے ہی نہیں- صحیح مسلم وغیرہ میں حدیث تو ہے مگر الفاظ اس کے یہ نہیں اور اگر الفاظ سے قطع نظر کر لیا جائے تو بھی والحکم کا لفظ یا اس کا ہم معنی اور مترادف لفظ کوئی بھی اس حدیث میں وارد نہیں- دراصل یہاں صاحب ہدایہ کو دو کام کرنے تھے ایک تو شافعی مذہب کی تردید کہ مسجد میں فیصلہ کے لئے قاضی کو بیٹھنا مکروہ ہے- دوسرے اپنے مذہب کا ثبوت کہ قاضی فیصلوں کے لئے مسجد میں ظاہر کھلم کھلا بیٹھے- علامہ موصوف نے ایک حدیث میں ایک لفظ ایسا بڑھا دیا کہ دونوں مطلب نکل آئے- شافعی مذہب اڑ گیا حنفی مذہب جم گیا- اور فتح مندی کا سہرا سر پر بندھ گیا- گو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنا ہولناک جرم ہے لیکن مذہب کی پاسداری بھی عجیب چیز ہے جو انسان کے دل میں سوائے اس کی وقعت کے جس کا مذہب مانتا ہے کسی

اور کو باوقعت رہنے ہی نہیں دیتی-

مصنف ہدایہ کی تحقیق احادیث اس قدر کم ہے کہ وہ ہرگز اس میدان کے مرد کہلانے کا استحقاق نہیں رکھتے- وہ ایک ایک حدیث کے بیان کرنے میں نہ صرف یہی کہ غلطی سے نہ بچ سکتے ہوں بلکہ کمی زیادتی سے بھی محفوظ نہیں رہ سکتے بلکہ ایک ایک حدیث کے بیان کرنے میں وہ کئی کئی زیادتیاں کر دیتے ہیں- ملاحظہ ہو ہدایہ جلد ۲ کتاب الاکراہ مطبوعہ فاروقی ص ۲۲۲ میں لکھتے ہیں : سماه رسول الله عليه السلام سيد الشهداء و قال في مثله هو رفيقي في الجنة یعنی "حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا نام رسول اللہ علیہ السلام نے سید الشہداء رکھا اور فرمایا یہ میرا رفیق ہے جنت میں" حیرت ہے کہ صاحب ہدایہ کیوں نڈر ہو کر احادیث میں زیادتی کر لیا کرتے ہیں- صحیح بخاری شریف وغیرہ میں حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا واقعہ صحیح سند کے ساتھ مختلف مقامات پر مذکور ہے- آپ کو بنو لحیان اسیر کرتے ہیں اور مکہ میں لے جا کر بنو الحارث کے ہاتھ بیچ ڈالتے ہیں- وہ لوگ انہیں قید رکھتے ہیں اور سخت مصیبتیں ان پر توڑتے ہیں بالآخر حرم سے باہر لے جا کر قتل کر ڈالتے ہیں- کسی روایت میں یہ نہیں کہ حضور ﷺ نے ان کا نام سید الشہداء رکھا، نہ کسی حدیث میں یہ ہے کہ آپ نے انہیں اپنا رفیق جنت بتلایا مگر صاحب ہدایہ نے نہایت بے باکی سے لکھ دیا کہ انہیں حضور ﷺ نے دونوں لقب عطا فرمائے بلکہ اس کے برخلاف یہ ثابت اور مشہور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سید الشہداء فرمایا ہے- غرض ایک حدیث بیان کرنے میں ایک نہیں بلکہ دو بلکہ تین زیادتیاں کیں، تیسری زیادتی وہ ہے جو محشی نے اسی صفحہ کے حاشیہ میں لکھی ہے کہ مصنف نے لکھا ہے حضرت خبیب کو سولی دی گئی حالانکہ سولی نہیں دی گئی- پس بقول محشی یہ بھی زیادتی ہے- حنفی مذہب کا مسئلہ تو یہ ہے کہ مکہ شریف کے گھروں کو بیچنا جائز ہے اور امام ابو حنیفہ سے بھی یہ مروی ہے لیکن حنفیوں کی تقلید یہاں عجب روپ میں ہے کہ تینوں بزرگوں کا مذہب چھوڑ دیا گیا ہے- اب حنفی مذہب کو مدلل بنانے کے لئے علامہ مذکور نے اپنی معتبر تر تصنیف ہدایہ شریف کی جلد ۳ کتاب الکراہیہ مطبوعہ فاروقی ص ۴۲۶ میں ایک حدیث وارد کی ہے- الا ان مكة حرام لا تباع رباعها و لا تورث یعنی مکہ حرم ہے نہ اس کے گھر بیچے جائیں نہ ورثے میں دیئے جائیں" اولاً

تو یہ خیال فرمایئے کہ یہ حدیث حنفیوں کی موافقت کرتی ہے یا مخالفت ؟ کیونکہ حدیث میں رباع کا لفظ ہے اور رباع کہتے ہیں گھر کونہ کہ زمین کو-ملاحظہ ہو قاموس وغیرہ لغت کی کتابیں تو حدیث میں گھر کو بیچنا ممنوع ہے اور صاحب ہدایہ اسے غیر ممنوع فرما کر اس حدیث کو دلیل بناتے ہیں-جو یقیناً تعجب خیز امر ہے-دوسرے یہ حدیث جیسی کچھ سند کے اعتبار سے ہے وہ بھی ظاہر ہے، لیکن تاہم اس حدیث لا تورث کا لفظ مصنف صاحب کا خانہ ساز لفظ ہے-یہ لفظ حدیث میں نہیں-ایک ایک مقام پر اس قدر غفلت پر غفلت اور لاابالی پر لاابالی یقیناً ایسی چیز ہے کہ جس کا جس قدر ماتم کیا جائے کم ہے لیکن اللہ جانے وہ دل کیسے ہیں ؟ جواب تک ان کتابوں کی عظمت سے پر ہیں-

مصنف مرحوم کی ایک اور ایجاد اور ایزاد ملاحظہ فرمایئے- حنفی مذہب کے اس مسئلہ کے ثبوت میں کہ مکہ کے گھر کرایہ پر دینے مکروہ ہیں، ایک حدیث لائے ہیں-اجر ارض مكة فكانما اكل الربوا یعنی "جو شخص مکہ کی زمین کو کرایہ پر دے اس نے گویا سود کھایا-" مصنف صاحب نے یہ حدیث تو ساری کی ساری اپنے دل سے ہی جوڑلی ہے یوں کہیے کہ اپنے قول کو قول پیغمبر کہا ہے-ان لفظوں میں تو اس حدیث کا کہیں اتا پتا ہی نہیں، اب جو بعض روایتیں اس کے ہم معنی ہیں، ان میں بھی کسی میں فكانما اكل الربوا یعنی "گویا اس نے سود کھایا" نہیں یہ عبارت خاص جناب علامہ مصنف صاحب کی گھریلو عبارت ہے- فاللہ خیر حافظا-

ہدایہ فاروقی جلد ۳ کتاب الرہن ص میں ہے-لقوله عليه السلام لايغلق الرهن قالها ثلثا- یعنی "نبی علیہ السلام نے تین مرتبہ فرمایا" کہ رہن کی چیز نہ روکی جائے-یہ تین مرتبہ فرمایا کسی حدیث میں نہیں مصنف نے صرف اپنا مذاق پورا کرنے کے لئے یہ عبارت بڑھادی ہے، یہاں تک کہ جن حضرات نے ہدایہ کی حدیثوں پر جھنڈے گاڑنے کا تہیہ کیا ہے، انہوں نے بھی اس حدیث پر کوئی جھنڈا نہیں گاڑا بلکہ نصب الرایہ میں صاف لکھ دیا- لم اجده في شي من طرق الحديث یعنی اس زیادتی کو میں نے تو اس حدیث کے کسی طریق میں نے نہیں پایا-

ہدایہ جلد ۳ کتاب الوصایا فاروقی ص ۵۲۷ میں لکھتے ہیں :

ان الله تعالىٰ تصدق عليكم بثلث اموالكم في اخر اعمار كم زيادة لكم في اعمالكم تضعو نهاحيث شئتم اوقال حيث احببتم-

اس حدیث میں بھی جناب مصنف نے حیث شئتم سے آخر تک کی زیادتی اپنی طرف سے کی ہے حدیث میں نہیں-ایک نہیں دو جملے اور وہ بھی لفظ او کی تردید کے ساتھ اس طرح بڑھائے ہیں کہ کسی کو ان کی قبولیت میں تامل تک نہ ہو-لیکن بھلا سونے میں لوہا مل سکتا ہے ؟

۶۳۹ صفحہ پر ایک حدیث وارد کی ہے- الحيف في الوصية من اكبر الكبائر-اس حدیث کی زیادتی من اکبر الکبائر بھی مصنف مرحوم کی خوش مذاقی اور وسعت علم اور وقعت حدیث کی اعلیٰ دلیل ہے جس پر ناز کرنا احناف کو بالکل بجا ہے، دراصل سوائے ہدایہ شریف کے کسی اور حدیث کی کتاب میں تو یہ الفاظ نہیں ہیں، ہاں اگر مصنف ہدایہ ہی کو نبی مان لیا جائے پھر تو سارا ہدایہ ہی حدیث ہے-وصیت میں ظلم کرنا تو اکبر الکبائر ہونا ابھی آپ ثابت کر ہی رہے ہیں لیکن حدیث میں زیادتی کرنا تو ثابت شدہ اکبر الکبائر ہے-اللهم عفوا- ہدایہ مجتبائی جلد اول ص ۷۱ باب شروط الصلوٰۃ میں ہے واستحسنه النبي عليه السلام یعنی نبی علیہ السلام نے اسے اچھا جانا-یہ روایت بخاری مسلم وغیرہ میں موجود ہے کہ مسجد قباوالے شام کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے جو پہلا قبلہ تھا کہ ایک آنے والے نے ان سے کہا کہ حضور ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور قبلہ بدل دیا گیا، کعبہ قبلہ مقرر ہوا تو وہ لوگ نماز ہی میں گھوم گئے اور بقیہ نماز انہوں نے قبلہ کی طرف گزاری-لیکن کسی روایت میں یہ نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تحسین کی، یہ بھی مصنف علامہ کا اپنا فقرہ ہے-ایک خاص مطلب کو ذہن میں رکھ کر علامہ ممدوح نے اسی کتاب کی اسی جلد کے اس صفحہ سے چار صفحہ اور آگے بڑھ کر ص ۷۵ میں ایک خوفناک جرات کی ہے یعنی امام ابو یوسف کے مذہب کو جو امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد ہیں باطل کرنے کے لئے حدیث جملہ ولم يزد على هذا بڑھالیا-امام ابو یوسف کا مذہب یہ ہے کہ نمازی تکبیر اولیٰ کے بعد سبحانك اللهم پڑھ کر انی وجهت بھی پڑھ لے-مصنف کو چونکہ یہ مذہب پسند نہیں، اس لئے ایک حدیث بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں تکبیر اولیٰ کے بعد سبحانك اللهم پڑھتے تھے اور اس پر کچھ زیادتی نہیں کرتے تھے-حالانکہ دراصل حدیث میں یہ جملہ ولم يزد على هذا یعنی اس

www.deenekhalis.com

پر کچھ زیادتی نہیں کرتے تھے- نہیں ہے- یہ مصنف کی خود تصنیف ہے-ہدایہ مجتبائی جلد اول باب مایفسد الصلوٰۃ ص ۱۱۸ میں لکھتے ہیں :

لقوله عليه السلام اذا صلى احدكم فى الصحراء فليجعل بين يديه سترةً

عجب پر لطف لطیفہ ہے چونکہ مصنف صاحب کو اپنا یہ مذہب ثابت کرنا تھا کہ جب کوئی شخص جنگل میں نماز پڑھے تو وہ اپنے سامنے سترہ کھڑا کر لے-اور حدیث میں جنگل میں نماز پڑھنے کا ذکر تھا ہی نہیں تو اپنی طرف سے فی الصحراء کا لفظ بڑھا کر دلیل کو دعویٰ کے مطابق کر لیا- یہ ہے جوانمردی اور یہ ہے زور علم -اسی صفحہ میں اور آگے چل کر حنفی مذہب کے اس مسئلہ کی کہ "امام کا سترہ مقتدیوں کو کافی ہے، مقتدیوں کے آگے سترہ نہ ہونا چاہیے-" دلیل میں ایک حدیث وارد کی ہے جس میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بطحاء مکہ میں نماز پڑھی اور آپ کے سامنے ایک برچھے کا سترہ تھا-لیکن حدیث میں یہ مذکور نہیں کہ مقتدیوں کے سامنے بھی سترہ تھا یا نہیں، قابل مصنف نے یہ جملہ اپنی طرف سے حدیث میں بڑھا دیا کہ ولم یکن للقوم سترۃ یعنی مقتدیوں کے لے کوئی سترہ نہیں تھا لا الہ الا اللہ-

ہدایہ مجتبائی جلد اول باب ما یفسد الصلوٰۃ ص ۱۱۸ میں اپنے مذہب کے اس مسئلہ کو کہ نمازی گوشہ چشم سے اگر دائیں بائیں کی سیر کر تا جائے تو جائز ہے بادلیل کرنے کے لئے ایک حدیث میں بموق عینیه کے الفاظ بڑھا دے فالی اللہ المشتکی حدیث بیان کرنے میں یہ بے احتیاطیاں اللہ جانے ان بزرگوں سے کیوں ہوتی ہیں ص ۱۲۵ میں شافعی مذہب پر ایک نہایت ناکامیاب حملہ کیا ہے-ان کے مذہب میں ہے کہ صرف رمضان شریف کے نصف آخر میں وتر نماز میں قنوت پڑھ سکتا ہے- حنفی مذہب میں ہے کہ رمضان غیر رمضان سب میں پڑھ سکتا ہے تو ضرورت تھی کہ شافعی مذہب کی جڑیں کھودی جائیں، اس لئے ایک حدیث میں یہ جملہ بڑھا دیا کہ اجعل هذا فى وترك یعنی حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی علیہ السلام نے ایک دعا سکھائی اور فرمایا اسے وتر میں پڑھا کرو- چونکہ حضرت ﷺ نے کوئی تفصیل رمضان غیر رمضان کی نہیں کی اس لئے یہ حکم عام رہے گا- حالانکہ کسی حدیث میں یہ جملہ ہے ہی نہیں، عام خاص کی بحث تو بعد کی چیز ہے،وہاں تو حدیث میں یہ لفظ ہی نہیں پائے جاتے-لیکن حنفی خوش ہیں کہ شافعی کی تردید ہو گئی اور مصنف خوش ہیں کہ

میں نے دلیل بیان کر دی حالانکہ نہ دلیل نہ تردید- سنن میں یہ حدیث موجود ہے لیکن یہ الفاظ اس میں نہیں-

اسی طرح کا ایک سنسنی خیز قول مصنف مرحوم کا ص ۴ ۳ اباب قضاء الفوائت جلد اول ہدایہ مجتبائی میں ہے-وہاں نہایت جوانمردی سے اپنے مذہب کے اس مسئلہ کو ثابت کیا ہے کہ اگر کسی شخص کو کئی ایک نمازیں قضا کرنی ہوں تو ترتیب ضروری ہے،اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق میں چار فوت شدہ نمازیں بالترتیب پڑھیں ثم قال صلوا کما رایتمونی اصلی پھر فرمایا تم بھی اسی طرح نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے- حنفی بھائیو کیا کچھ جرأت تم بھی کر سکتے ہو دنیا کی کسی حدیث میں یہ جملہ اس واقعہ کے ساتھ دکھا سکتے ہو؟ کہ حضور ﷺ نے جنگ خندق کی فوت شدہ نمازوں کی قضا کا ذکر ہے،اس میں حضور ﷺ کا یہ فرمان کہیں نہیں-

مصنف صاحب کی ایک اور کرامت سنئے، حنفی مذہب کا مسئلہ ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ کی ممنوع ہے، اسے ثابت کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھ دیا چنانچہ جلد اول فصل فی الصلوٰۃ علی المیت میں لکھتے ہیں من صلی علی جنازۃ فی المسجد فلا اجرله ملاحظہ ہو ہدایہ مجتبائی جلد اول ص ۱۶۱ یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو "مسجد میں جنازے کی نماز پڑھے اس کے لئے کوئی اجر نہیں-" بنایہ والے نے مصنف کی اس غلط بیانی پر نوٹس لیا ہے،وہ لکھتے ہیں خطا فاحش مصنف نے یہاں فحش خطا کی ہے مگر مصنف صاحب جانتے ہیں کہ میری یہ کتاب مقلد پڑھیں گے جنہیں قرآن و حدیث ٹٹولنا کہاں نصیب ہو گا جو ہم کہیں گے وہ پتھر کی لکیر ہو گی،بس اس ہمت پر جو چاہتے ہیں لکھ دیتے ہیں اور جس کا چاہتے ہیں نام لے دیتے ہیں-

ان تمام باتوں سے بڑھ کر ایک اور بات ہے اور میں اسی پر اس باب کو ختم کرتا ہوں- یہاں تو مصنف نے وہ کمال کیا جس سے ایماندار کا کلیجہ چھلنی ہو جائے- حنفی مذہب میں ہے کہ جس عورت کو اس کا خاوند تین طلاقیں بائنہ دے دے تو تیسری طلاق کے بعد بھی عدت تک اس کا نان نفقہ اور رہنے کا مکان خاوند کے ذمہ ہے-شافعیہ کا مذہب اس کے بر خلاف ہے صاحب ہدایہ امام شافعیؒ کی دلیل کو بیان کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو

www.deenekhalis.com

www.deenekhalis.com

جب طلاق بائن دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو انہیں نان نفقہ دلوایا نہ مکان۔ پھر اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رد کر دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہم کتاب اللہ اور سنت رسول کو ایک عورت کے قول سے نہیں چھوڑ سکتے۔ نہیں معلوم وہ سچی ہے یا جھوٹی ؟ اور اسے یاد بھی ہے یا بھول گئی ؟

سمعت رسول الله عليه السلام يقول للمطلقة الثلث النفقة والسكنى مادامت في العدة

یعنی "میں کیسے مان لوں جبکہ میں نے حضور علیہ السلام سے سنا ہے کہ بائن طلاق والی کو بھی عدت کی مدت تک نفقہ اور سکنی ملے گا۔" حالانکہ دراصل اس روایت میں یہ حدیث سرے سے ہے ہی نہیں لیکن علامہ موصوف نے اپنا مذہب ثابت کرنے اور شافعی مذہب باطل کرنے کے لیے پوری لمبی حدیث کی حدیث گھڑ لی اور اگلے صحیح قصہ کے ساتھ اس بیچ ایجاد کئے ہوئے جملہ کو اس طرح ربط دیا کہ اچھے بھلے تنقیدی نظر ڈالنے والے کی آنکھ میں بھی خاک پڑ جائے۔ اس خوبصورتی سے حضرت کے صحیح قول کے ساتھ ہماری لکھی ہوئی عبارت کا اضافہ کر دیا کہ نظر پھسل جائے اور ہرگز اس راز کو نہ پا سکے۔ دراصل یہ ایک کھلی غلط بیانی ہے جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اولاً اور ثانیاً اس واسطہ سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کی گئی ہے۔ سمعت سے لے کر آخر تک اس حدیث میں حدیث کی کسی کتاب میں مروی نہیں۔ اگلے جملے تو خیر مگر یہ تو صریح تہمت ہے، جناب فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اگر قیامت والے دن گریبان میں ہاتھ ڈالا تو اللہ جانے کیا حشر ہو ؟ ہم تو دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ علامہ برہان الدین صاحب کے ان دلیرانہ حوصلوں کو معاف فرما دے لیکن اگر گرفت ہوئی تو سخت مشکل پڑے گی۔ سید المرسلین پر اس خوفناک پوشیدہ طور سے جھوٹ باندھ لینا کوئی ہلکا جرم نہیں۔ عینی جیسے علامہ کو بھی جو حنفی مذہب کے بڑے حامی ہیں اور ہدایہ کے شارح ہیں، اس جگہ ہتھیار ڈال دینے پڑے ہیں اور صاف لکھ دیا ہے **ليس فيه نقل عمر رضي الله عنه سمعت** الخ یعنی اس روایت میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول کہ میں نے رسول اللہ سے یوں یوں سنا منقول نہیں ہے، یہ ہے نمونہ صاحب ہدایہ کی حدیث دانی حدیثوں میں زیادتی اور مذہب کی پچ کا ہے۔ خواہ کیسا ہی گناہ کرنا پڑے لیکن

حقیقت کی لاج رہ جائے۔ میں نے نہایت دیانتداری سے اللہ کے رسول پر سے یہ کذب اٹھایا ہے۔ میری تمنا ہے کہ اللہ مجھے اس میں اجر دے۔ میں نے اپنے دل کو غیر اللہ کے خوف اور ناحق کی حمایت سے خالی کر کے محض خوشنودی اللہ اور ابتغاء مرضات اللہ کی خاطر اور اس لئے بھی کہ بندگان خدا حقیقت سے آگاہ ہو جائیں۔ ان تلخ نقشوں کو اپنی اس کتاب میں جگہ دی ہے۔ ممکن ہے کہ سو میں ننانوے آدمی مجھے برا کہیں، گالیاں دیں لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ سو میں ایک آدمی راہ راست پر آ جائے اور اس دلدل سے نکل کر قرآن و حدیث کا سچا متبع بن جائے اور دین کے اصل سرچشمہ کو یعنی قرآن و حدیث کو پہچان لے اور ان فقہا کے در کی دریوزہ گری بند کر کے حقیت، شافعیت وغیرہ کی قیود سے آزاد ہو کر سچا محمدی اور پکا مسلم بن جائے۔

مصنف ہدایہ نے گو اور بھی بہت سے مقامات پر احادیث نبوی میں اسی طرح زیادتی کی ہے لیکن میں اس باب کو سر دست یہیں تک ختم کرتا ہوں۔

مصنف ہدایہ کی احادیث میں کمی بلکہ بے خبری اور انکار

حنفی مذہب میں ہے کہ رات کے نوافل ایک سلام سے آٹھ رکعت تک پڑھ سکتا ہے اس سے زیادہ جائز نہیں۔ گو امام محمد اور ابو یوسف، امام صاحب کے اس مسئلہ کو بھی نہیں مانتے، وہ کہتے ہیں، رات کے وقت بھی دو سے زیادہ ایک سلام سے نہیں پڑھ سکتا۔ "مصنف ہدایہ جنہیں حنفی مذہب کے دلائل کا ٹھیکے دار کہنا کچھ بے جا نہ ہوگا، اس مسئلہ کے ثبوت میں اپنی معصوم اور مثل قرآن کتاب ہدایہ شریف کی جلد اول باب النوافل میں لکھتے ہیں و دلیل **الكراهته انه عليه السلام لم يزد على ذالك** (ملاحظہ ہو ص ۱۶) مجتبائی۔ یعنی مکروہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سلام سے آٹھ رکعت سے زیادہ کبھی نہیں پڑھیں۔ اے حنفی مذہب کے وہ عالمو جو حدیثیں پڑھتے پڑھاتے ہو اگرچہ دورہ کے طور پر ہی سہی۔ کیا تم ہدایہ کے مصنف کے اس قول کی سچائی پیش کر سکتے ہو ؟ میرا تو دعویٰ ہے کہ علامہ برہان الدین صاحب نے یہاں پر بڑی تنگ نظری سے کام لیا ہے اور اپنے مذہب کے اثبات کے لیے فرمان رسول کا اس عمدہ طور سے انکار کیا ہے کہ نہ تو ان پر کوئی حرف

آ ئے نہ انہیں کوئی بحث و مباحثہ کرنا پڑے بلکہ ان کا انکار ان کے مقلدین کے لیے بھی ثبوت بن جائے۔اگر علامہ موصوف وسعت نظر سے کام لیتے تو ایسا غلط دعویٰ کبھی نہ کرتے۔

صحیح مسلم شریف جلد اول مطبوعہ مجتبائی ص ۲۵۴ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔

يصلي تسع ركعات لا يجلس فيها الا في الثامنة فيذ كر الله ويحمده ويد عوه ثم ينهض ولا يسلم ثم يقوم فيصلي التاسعة ثم يقعد فيذ كر الله ويحمده ويدعوه ثم يسلم تسليما يسمعنا.

یعنی رسول اللہ ﷺ نو رکعتیں پڑھتے' آٹھ رکعت تک التحیات میں نہ بیٹھتے' آٹھویں میں صرف بیٹھتے اور ذکر اللہ حمد و دعا کر کے بغیر سلام پھیرے اٹھ کھڑے ہوتے اور نویں رکعت پوری کر کے پھر بیٹھتے اور ذکر اللہ حمد و دعا کر کے ایک سلام سے پڑھنا ثابت ہے مگر ہدایہ والے اپنا مذہب بنانے کے لیے نو کی آٹھ بنا کر حدیث میں کمی کرتے ہیں۔یا اپنی بے خبری کا ثبوت پیش کرتے ہیں اور صاف طور پر حدیث کا انکار کرتے ہیں۔صاحب نصب الرایہ نے بھی مصنف کی اس غفلت پر صاد کیا ہے اور لکھا ہے في صحيح مسلم خلافه . یعنی صحیح مسلم شریف میں اس کا خلاف موجود ہے یعنی آٹھ رکعت سے زیادہ ایک سلام سے پڑھنا ثابت ہے۔(ص ۲۵۴) ہدایہ مجتبائی جلد اول باب صلوٰۃ الکسوف میں لکھتے ہیں :

وليس في الكسوف خطبة.

یعنی سورج گہن چاند گہن کی نماز میں خطبہ نہ پڑھے۔ لانه لم ينقل اس لئے کہ آنحضرت سے منقول نہیں، یہاں بھی علامہ موصوف نے مغالطہ کھایا ہے، اپنے مذہب کو مزین اور مدلل کرنے کے لیے لکھ مارا کہ صلوٰۃ کسوف میں خطبہ پڑھنا مروی ہی نہیں حالانکہ حدیث کی قریب قریب سب کتابوں میں موجود ہے۔ صحیح بخاری صحیح مسلم میں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے :

فانصرف رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد تجلت الشمس فخطب رسول الله صلى الله عليه وسلم الناس.

یعنی رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وسلم نے صلوٰۃ کسوف سے فارغ ہو کر سورج کہ کھل

جانے کے بعد کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا۔ ملاحظہ صحیح مسلم شریف جلد اول مطبوعہ مجتبائی ص ۲۸۷ اسی طرح متفق علیہ حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور مسند احمد اور مستدرک حاکم میں سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن حبان میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے بھی اس نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ پڑھنا مروی ہے۔اور مسند سنن نسائی اور ابن حبان میں تو یہ تصریح موجود ہے انه صعد المنبر یعنی حضور نے منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا۔اس قدر مشہور معروف حدیث کا کتمان بلکہ انکار کرتے ہوئے بھی مصنف صاحب کو خیال نہ آیا اور ایسی مشہور حدیث کی کمی کرنے میں بھی انہیں کچھ تامل نہ ہوا۔ میرے خیال سے تو اس واقعہ نے مصنف کی احادیث سے بے خبری، کمی اور انکار پر مہر لگا دی۔

اسی صفحہ میں باب الاستقاء میں لکھتے ہیں ولم تر وعنه الصلوة یعنی پانی مانگنے کے لیے نماز پڑھنا آنحضرت سے روایت نہیں کیا گیا۔ہدایہ والے کی جرات کو دیکھ دیکھ کر ہمارا تو رواں رواں کھڑا ہو جاتا ہے۔خون اونٹنے لگتا ہے کہ خدایا کیسے دلیر لوگ ہیں نہ تو فرمان پیغمبر میں اپنا قول ملا کر اپنا مسئلہ ثابت کرنے میں شرم، نہ فرمان رسول کا قطعی انکار اور نفی کر کے اپنا مذہب بنانے میں عار۔خاص امام صاحب کا مذہب یہ ہے کہ استقاء کے لیے باجماعت نماز پڑھنا مسنون نہیں۔ہدایہ والے نے جھٹ سے ایک دلیل پیش کر دی کہ ہاں حضور سچ ہے، بجا ارشاد ہوا، آنحضرت سے بھی استقاء میں نماز پڑھنی مروی نہیں، صرف دعا استغفار ہونا چاہیے۔حالانکہ یہ حدیث بھی حدیث کی قریب چھوٹی بڑی تمام کتابوں میں بہ سند صحیح موجود ہے۔ صحیح مسلم شریف مجتبائی جلد اول ص ۲۸۱ میں حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔خرج النبي صلى الله عليه وسلم الى المصلى فاستسقي واستقبل القبلة وقلب روائه وصلى ركعتين۔یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم استقا کے لیے عید گاہ کی طرف گئے۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے چادر الٹی۔دعائیں کیں اور دو رکعت نماز ادا کی۔ صحیح بخاری شریف میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ عجب اندھیر ہے کہ حدیث میں جو نہ ہوا سے بڑھا دیا جائے جیسا کہ اس اگلے باب میں آپ پڑھ آئے ہیں اور جو حدیث میں ہو اور وہ بھی

www.deenekhalis.com

بخاری مسلم وغیرہ کی مشہور حدیث میں، اسے گھٹا دیا جائے بلکہ انکار کر دیا جائے جیسا کہ اس باب میں آپ پڑھ رہے ہیں- یہاں ایک لطیفہ میں اور بھی ناظرین کے گوش گذار کر دوں یہ تو آپ نے دیکھ ہی لیا کہ علامہ برہان الدین صاحب نے بڑے شدومد کے ساتھ امام ابو حنیفہؒ کا مذہب ثابت کرنے کے لیے صاف انکار کر دیا کہ کوئی حدیث صلوٰۃ استقاء کے بارے میں مروی ہی نہیں لیکن پھر اسی صفحہ میں بلکہ اس سطر کے بعد ہی آپ نے صاحبین کا یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد کا مذہب بیان کیا ہے کہ وہ امام صاحب کے اس مسئلہ کو نہیں مانتے وہ کہتے ہیں دو رکعت استقاء میں پڑھ لینی چاہئیں- صاحب ہدایہ ان کی بھی جانب داری کرتے ہیں اور فرماتے ہیں- صاحبین کا مذہب حدیث کے مطابق ہے- لکھتے ہیں :لماروی النبی صلی الله علیه وسلم صلی فیه رکعتین کصلوۃ العید- یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہے کہ آپ نے دو رکعتیں صلوٰۃ استقاء کی پڑھیں جیسے نماز عید کی- اللہ اکبر پہلی سطر میں انکار دوسری میں اقرار- انکار کر کے امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کا ثبوت- اقرار کر کے ان کے دو شاگردوں کے مذہب کا ثبوت- اب ہم اتنے بڑے علامہ کی شان میں کیا لب کشائی کریں- سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنے دین ایمان کی ثابت قدمی طلب کریں- ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذهدیتنا-

حنفی مذہب میں ہے کہ جانور کے ذبح کے وقت بسم اللہ واللہ اکبر پورا پڑھنا شرط نہیں چونکہ تمام مسلمان اس کو پڑھا کرتے ہیں تو علامہ مصنف ہدایہ نے اس کی وقعت گھٹانے کے لیے لکھ دیا کہ وما تدا ولته الا لسن عند الذبح وهو قوله بسم الله والله اکبر منقول عن ابن عباس رضی الله عنهما- ملاحظہ ہو ہدایہ جلد ۴ کتاب الذبائح مطبوعہ فاروقی ص ۴۲۱ یعنی یہ جو عوام الناس ذبح کے وقت بسم اللہ واللہ اکبر پڑھا کرتے ہیں یہ حضرت عبداللہ بن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے- مطلب مصنف مرحوم کا یہ ہے اس کا پڑھنا ضروری نہیں، نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ثبوت ہے- علامہ مرحوم کی یہ جرات تو یقیناً حنفیوں کے نزدیک قابل داد ہے گو محمدیوں کے نزدیک یہ غفلت قابل نفرت ہو- میں یہاں پر اپنی طرف سے تو کچھ نہیں کہتا البتہ نصب الرایہ کی عبارت نقل کر دیتا ہوں- یہاں وہ بھی کوئی پردہ پوشی نہیں کر سکے صاف لکھتے ہیں-

ولقد حجر المصنف علی نفسه ففیه حدیث مرفوع اخرجه الائمة الستة فی کتبهم فی الضحا یا عن قتادةؒ عن انس ان النبی صلی الله علیه وسلم- کان یضحی بکبشین املحین اقرنین یذبحهما بیده ویسمی ویکبر ویضع رجله علی صفا حهما-

یعنی مصنف نے یہاں بڑے خلل اور تنگدلی سے کام لیا ہے- ان کلمات کا کہنا تو مرفوع حدیث سے ثابت ہے- صحاح ستہ میں یہ مرفوع حدیث موجود ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بھیڑ ے ذبح کرتے وقت اللہ کا نام بھی لیا اور تکبیر بھی پڑھی- ناظرین اس حدیث میں تو صرف اللہ کا نام لینا اور تکبیر پڑھنا مروی ہے لیکن صحیح مسلم شریف جلد ا ص ۱۵۴ مجتبائی میں تو یہ لفظ ہیں یقول بسم الله والله اکبر- یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذبح کے وقت یقول بسم الله والله اکبر پڑھا کرتے- مصنف ہدایہ نے یہاں بھی حدیث میں خیانت کی بلکہ انکار کیا اور اپنی بے خبری کا کامل ثبوت دیا-

اب آگے چلئے علامہ کی لور دلیری اور جرات کا بے نظیر سین دیکھئے لیکن کلیجہ تھامے ہوئے- ہدایہ فاروقی جلد ۳ ص ۶۲۴ کتاب الدیات میں لکھتے ہیں-

ماروا ه الشافعی لم یعرف روایة ولم یذکر فی کتب الحدیث

یعنی امام شافعی نے جو روایت لی ہے نہ تو اس کے راوی پہچانے جاتے ہیں اور نہ حدیث کی کتابوں میں وہ مذکور ہے یعنی روایت بھی لاپتہ اور راوی بھی اس کے مجہول غیر معروف، العجب ثم العجب !! کیا حضرت سعید بن مسیبؒ تابعی نہیں پہچانے جاتے ؟ کیا حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ غیر معروف ہیں ؟ کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نعوذ باللہ مجہول ہیں ؟ کیا ذوالنورین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے مسلمان ناآشنا ہیں ؟ یہ سب بزرگ اس حدیث کے راوی ہیں اور ان سب بزرگوں سے مختلف کتابوں میں مختلف الفاظ کے ساتھ یہ روایت مروی ہے- کیا مصنف عبدالرزاق حدیث کی کتاب نہیں ؟ کیا مسند شافعی کو بھی حدیث کی کتاب نہیں مانتے ؟ کیا آپ نے ابی شیبہ کو بھی حدیث کی کتابوں سے خارج کر دیا ؟ یہ روایت ان سب کتابوں میں موجود ہے- پھر یہ تسامح کس قدر خوفناک ہے کہ ان جلیل القدر ہستیوں کو غیر معروف لکھ دیا- حدیث میں اپنی مہارت تامہ، وسعت

www.deenekhalis.com

نظر اور تبحر علمی کا ثبوت یہ کہہ کر دیا کہ حدیث کی کتابوں میں یہ روایت ہی نہیں- ملاحظہ فرمایئے

روی لشافعی وعبدالرزاق من روایة سعید ابن المسیب عن عمر انه القضی فی الیهودی و النصرانی اربعة آلاف وفی المجوسی ثمانی مائة

یعنی شافعی اور عبدالرزاق روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہود اور نصرانی کی دیت چار ہزار مقرر کی ہے- اور مجوسی کی دیت آٹھ آٹھ سو مقرر کی ہے- اس کے سعید بن مسیبؒ ہیں- مصنف عبدالرزاق میں یہ روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے بھی یعنی مرفوعاً بھی مروی ہے، اس میں مجوسی کا ذکر نہیں، اہل کتاب کا لفظ ہے- ناظرین آپ شاید اب تک اس خیال میں ہوں گے- کہ آخر مصنف صاحب نے اس خطرناک رویہ کو کیوں اختیار کیا؟ اور موجود کو معدوم اور معروف کو مجہول کیوں بنایا؟ سنئے جناب اس کی ٹھیکے داری کا فرض ہے- حنفی مذہب میں ہے کہ مسلمان اور ذمی کا فر اگر خطا سے قتل کیا جائے تو دونوں کی دیت یعنی جرمانہ برابر ہے اور شافعی مذہب اس کے برخلاف ہے، اس میں ہے کہ مسلمان کی دیت بارہ ہزار درہم ہے- اور یہود و نصرانی کی چار ہزار درہم اور مجوسی کی آٹھ درہم- امام شافعیؒ کے قول پر یہ حدیث دلیل تھی، یہ صاحب ہدایہ نے وارد کی اور پھر رد کی اور فرمادیا کہ نہ تو یہ کسی حدیث کی کتاب میں ہے نہ اس کا راوی معروف ہے- یہ دو باتیں کہہ کر اپنے مذہب کا بول بالا کیا اور شافعی مذہب کی تردید کی- اب دیکھیں کہ اس طرح کھلم کھلا حق کے واضح ہو جانے کے بعد موجودہ برادران احناف کیا کرتے ہیں؟ آیا اس پر بیچ کی کوئی قلعی پھیرتے ہیں- ملمع سازی کرتے ہیں یا حق کی طرف داری کر کے صاف کہہ دیتے ہیں کہ یہ واقعہ مصنف ممدوح کی احادیث سے بے خبری احادیث میں کمی اور احادیث سے انکار کا ایک بین ثبوت ہے- گو ابھی اس قسم کے اور مقامات بھی ہدایہ شریف میں بکثرت موجود ہیں- لیکن سر دست ہم انہیں چھوڑتے ہیں اور ناظرین کو صاحب ہدایہ کے اور یادگار روزگار کارناموں کی طرف متوجہ کرتے ہیں-

مصنف ہدایہ کی حدیث کی کتابوں سے بے خبری

ہدایہ مجتبائی جلد اول باب الماء ص ۱۸ میں لکھتے ہیں رماروا ه الشافعی ضعفه ابو داود یعنی شافعی نے وقلتین والی حدیث کی ہے اسے امام ابوداؤد نے ضعیف کہا ہے- مذہب کی پابندی اور صاحب مذہب کی محبت نے انہیں یہاں بھی امام شافعی کے مذہب کو باطل کرنے کے لیے باطل بات کہنے پر جری کر دیا- اس لیے کہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ مذہب یہ ہے کہ پانی جب دو قلے ہو تو نجاست کی وجہ سے (رنگ بو مزہ نہ بدلنے تک) وہ ناپاک نہیں ہوتا اور اس کی یہ حدیث دلیل تھی، اس لیے صاحب ہدایہ پر ضروری تھا کہ اس حدیث کو رد کریں- انہوں نے نہایت جرات سے امام ابوداؤدؒ کی طرف منسوب کر کے حدیث کو ضعیف بتلادیا حالانکہ امام ابوداؤدؒ نے اس حدیث کو اپنی سنن میں روایت کیا ہے اور ضعیف نہیں کہا اور کس طرح ضعیف کہتے، جتنے راوی اس حدیث کے ہیں، سب ثقہ ہیں- پھر امام صاحب اسے خواہ مخواہ ضعیف کیوں کہتے؟ اور ان کا تو چپ رہنا یعنی کسی حدیث پر کلام نہ کرنا بھی ان کے نزدیک اس حدیث کا صحیح ہونا ہے- اس حدیث کو کئی طریق سے ابوداؤد نے وارد کیا ہے اور کسی طریق کی بھی تضعیف نہیں کی لیکن مصنف ہدایہ نے نہ صرف یہی کہ اسے ضعیف کہا بلکہ امام ابوداؤد کا نام بھی لے دیا اور اس طرح دنیا کو یہ موقعہ دیا کہ وہ کہہ سکے کہ علامہ موصوف فی الحقیقت کتب حدیث سے بے خبر ہیں-

مصنف ہدایہ کی حساب دانی

ہدایہ مجتبائی جلد اول ص ۲۴۶ کتاب الحج فصل فی الصید میں لکھتے ہیں :

واستثنی رسول الله صلی الله علیه وسلم الخمس الفواسق وهی الکلب العقور والذئب والحداة والغراب والحیة والعقرب.

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ جانوروں کا استثنے فرمایا ہے کاٹ کھانے والا کتا- بھیڑیا- چیل- کوا- سانپ اور بچھو- مطلب یہ ہے کہ ان جانوروں کو احرام کی حالت میں محرم مار ڈال سکتا ہے، اس حساب فہمی کو ملاحظہ فرمایئے اور اس حساب دانی کی دل کھول کر داد دیجئے کہ پانچ کہتے ہیں اور چھ گنواتے ہیں- کتا ایک بھیڑیا دو- چیل تین- کوا چار- سانپ پانچ اور بچھو چھ- اللہ جانے کس منطق سے چھ کے پانچ ہو گئے یا واللہ علم حساب کی کس مد سے پانچ کے چھ ہو گئے-

مصنف صاحب کی پانچ چھ کی گنتی اور پانچ میں چھ کا ادغام اور چھ کا پانچ میں تداخل بھی ایک معمہ یا چیستان یا لطیفہ ہے ہم تو اسے نہیں سمجھ سکتے۔ ہماری سمجھ سے بالاتر مقام ہے، ہاں حنفیوں میں اگر کوئی مصنف صاحب جیسی حساب دانی اور علم و کمال کا مالک شخص ہو تو وہی اسے حل جان سکتا ہے۔

مصنف ہدایہ کی راویوں کے نام میں غلطی

ہدایہ مجتبائی جلد اول ص ۹۰ باب صفۃ الصلوٰۃ میں لکھتے ہیں۔ لان وائل بن حجر وصف الخ یعنی حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدے کی کیفیت بیان کی۔ مصنف سے یہاں بھی سہو ہو گیا ہے، یہ روایت دراصل حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے نہ کہ حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

ہدایہ مجتبائی جلد اول باب الاحرام ص ۶۱۶ میں لکھتے ہیں لما روی جابر الخ یعنی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں دو رکعت نماز ادا کی۔ یہ بھی صاحب ہدایہ کی غلطی ہے۔ خود حنفی مذہب کی کتاب بنایہ میں ہے۔ نسبته الی جابر لم تصح یعنی اس کی نسبت حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف صحیح نہیں۔ ہاں ابوداؤد میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

ہدایہ مجتبائی جلد اول ص ۱۱۷ باب الاحرام وارکان میں لکھتے ہیں ۔حتی روی فی حدیث ابن عباس رضی الله تعالی عنه یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں یہاں تک مروی ہے کہ مشعر الحرام میں آپ کی دعا مقبول ہوئی۔ یہ بھی علامہ کا وہم ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ مروی نہیں۔ بلکہ اس کے راوی کنانہ بن عباس مرداس تابعیؒ ہیں۔ کنانہ بن عباس تابعی ہیں اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں۔ یہ نہ کہا جائے کہ ابن عباس سے مراد کنانہ بن عباس ہیں نہ کہ عبداللہ بن عباس، اس لیے کہ یہ ظاہر بات ہے اور خود مصنف صاحب کا طرز اور ان کا تعامل بھی اس پر شاہد ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف کہا

جائے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی چچازاد بھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی مراد ہوتے ہیں۔ تو صاف کہنا پڑے گا کہ جناب مصنف کا وہم ہے۔ علامہ عینی نے بھی اس وہم کو محسوس کیا ہے اور کھلے لفظوں میں لکھا ہے : هذا وهم من المصنف۔ یعنی یہ مصنف کا وہم ہے فانه لیس حدیث ابن عباس الذی هو عبدالله۔ یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی نہیں۔

ہدایہ مجتبائی جلد اول باب الاحرام وارکان الحج ص ۲۳۱ میں لکھتے ہیں هکذا روی جابر الخ یعنی حضرت جابر کی مطول حدیث میں حضور کا تینوں جمروں پر کنکریاں مارنا۔ دوپر ٹھیرنا، تیسرے پر نہ ٹھیرنا وغیرہ مروی ہے حالانکہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں اس کا پتہ نشان نہیں۔ ہاں ابوداؤد وغیرہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے لیکن مصنف صاحب کی تحقیق کی کوئی مساعدت نہیں کر سکتا، یہاں تک کہ بنایہ والے بھی لکھ گئے الذی نسبه الیٰ جابر غریب یعنی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اس روایت کی نسبت غریب ہے۔ مصنف صاحب کی اس غربت کو اور حدیث کے راویوں کے ناموں کی اس غلطی بلکہ خلط ملط اور عدم احتیاط کو زیر نظر رکھ کر اور آگے ملاحظہ فرمایئے۔

ہدایہ مجتبائی جلد اول فصل فی ما یتعلق بالطواف ص ۲۴۵ میں لکھتے ہیں۔ حدیث ابن مسعود الخ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ امور حج میں تقدیم تاخیر کرنے سے قربانی دینی پڑے گی۔ حالانکہ یہ روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نہ کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ ملاحظہ ہو طحاوی اور مصنف ابن ابی شیبہ ہم تو مصنف صاحب کو داد دیتے ہیں کہ جو زبان پر چڑھ جاتا ہے بے تکان لکھ ڈالتے ہیں۔ گیا علمی دنیا میں کوئی بھی جناب پر گرفت کر ہی نہیں سکتا۔

ہدایہ جلد ۳ کتاب الکراہیہ ص ۴۲۵ مطبوعہ فاروقی میں لکھتے ہیں واتی ابوهریرہ الخ یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چاندی کے برتن میں پانی دیا گیا تو آپ نے پینے سے انکار کر دیا الخ یہ بھی مصنف صاحب کی غلطی ہے۔ ایک کا واقعہ دوسرے کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ کسی کتاب میں حضرت ابوہریرہ سے یہ واقعہ مروی نہیں۔ البتہ صحاح ستہ میں یہ روایت عبدالرحمٰن بن ابی لیلی حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہیں ایک

www.deenekhalis.com

مجوسی نے چاندی کے برتن میں پانی دیا تو (انہوں نے نہ پیا) اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی سے سنا ہے فرماتے تھے۔ "ریشم نہ پہنو اور چاندی۔ سونے کے برتن میں نہ کھاؤ پیو۔ یہ کافروں کے لیے دنیا میں ہیں اور ہمارے لیے آخرت میں" غرض حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف نسبت کرنا یہ صریح غلطی نہیں تو اور کیا ہے ؟ اور ساتھ ہی یہ بھی واضح رہے جو الفاظ مصنف مرحوم نے نقل کیے ہیں وہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت میں بھی مروی نہیں ہیں۔ وہ تو خاص مصنف صاحب کے گھریلو اور من گھڑت الفاظ ہیں۔ مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی بھی اس غلطی پر ریمارک کرتے ہیں اور حاشیہ میں لکھتے ہیں۔ قلت غریب عن ابی هریرہ۔ یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت کرنا غریب اور انجان ہے۔

ہدایہ مجتبائی جلد اول باب مایفسد الصلوۃ فصل ص ۱۲۰ میں لکھتے ہیں۔ لقول ابی ذر یعنی بہ سبب حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے کہ انہوں نے ایک مرفوع حدیث بیان کی ہے جس میں مرغ کی طرح ٹھونگیں یعنی جلدی جلدی سجدے کرنے وغیرہ امور سے ممانعت آئی ہے۔ یہ حدیث دراصل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ خدا جانے کس بات نے مصنف مرحوم کو اس جرأت پر آمادہ کیا کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام چھوڑ دیا۔ اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لے دیا۔ اللہ رحم کرے۔ ناظرین کیا آپ کو یہ گھناؤنی غلطیاں کچھ اچھی معلوم ہوتی ہیں ؟ کیا باوجود علم کے ایسا کرنا یہ کبیرہ گناہ نہیں ؟ نہ معلوم ہوتے پر ایسا کرنا کیا امتحان علمی میں ناکامیاب ہونا نہیں ؟ عمداً یہ سلوک کیا بربادی کا طریق نہیں ؟ بلا قصد یہ کارروائی مجرمانہ غفلت نہیں ؟ پھر باوجود ان سب شقوں کے خطرناک ہونے کے اب بھی ہم ہدایہ سے ایسے مرعوب ہوں جیسے ایک چڑیا شکرے سے ؟ اب بھی ہم صاحب ہدایہ کے خلاف زبان ہلانا ایسا جانیں جیسے کسی نبی کے خلاف ؟ تو کیا میں نہ کہہ دوں کہ ہم اپنے ضمیر کا گلا گھونٹتے ہیں، اپنی تحقیق کا خون کرتے ہیں، اپنی خداداد قابلیت کا نوحہ کرتے ہیں، اللہ کی نعمت کا کفران کرتے ہیں۔ دین حق کی بے قدری کرتے ہیں۔

ہدایہ مجتبائی ص ۱۵۵ جلد اول باب صلوٰۃ الکسوف میں لکھتے ہیں ولنا روایته ابن عمر یعنی نماز

مصنف ہدایہ کا مقتدر خلفا اور معزز صحابہ پر شرمناک بہتان

ہدایہ جلد ۴ فاروقی ص ۴۴۳ فصل فی الوطی میں اپنے مذہب کا یہ مسئلہ ثابت کرنے کے لئے لکھتے ہیں کہ پرانی عورتوں سے جو بڑھیا ہوں، مصافحہ کرنے میں کوئی حرج نہیں، نہ ان کے ہاتھ کو مس کرنے میں کوئی حرج ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق خلیفہ اول رضی اللہ عنہ پر ایک شرمناک بہتان باندھا ہے۔ لکھتے ہیں :

و قد روی ان ابابکر رضی الله عنه کان یصافح العجائز.

یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑھیا عورتوں سے مصافحہ کیا کرتے تھے۔ اللہ بھلا کرے مصنف صاحب کا۔ گو یہ روایت کسی کتاب میں بھی صحیح نہیں ہوئی لیکن علامہ موصوف نے تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ کو بھی اس الزام میں پھانس ہی لیا۔ آہ مذہب حنفیہ کی کس قدر وقعت مصنف مرحوم کے دل میں ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی کوہ وقار ہستی پر بھی بہتان باندھ کر اپنا مذہب بنانے سے نہ چوکے۔ حالانکہ کسی صحیح روایت میں افضل الامۃ ثانی اثنین۔ یار غار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ سے یہ مروی نہیں۔

حنفی مذہب کا مسئلہ ہے کہ مرد اپنی عورت کی شرمگاہ کو دیکھ سکتا ہے۔ اس مسئلہ کے کسوف کی ہر رکعت میں ایک رکوع کرنا جو ہمارا مذہب ہے اس کی دلیل حضرت ابن عمر کی روایت ہے۔ حنفی بھائیو جاؤ تو ذرا کتب حدیث کی سیر کرو۔ دیکھو تو کہیں بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت پاتے ہو ؟ یہ بھی مصنف ہدایہ کی غلطی ہے۔ دراصل یہ روایت ابوداؤد میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ سے مروی ہے نہ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ہیں اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ہیں۔ گو ہدایہ میں ایسے شریف مقامات اور مصنف صاحب کی ایسی بلند پروازیاں اور بھی ہیں لیکن میں سردست ان سے قطع نظر کرکے اب ایک اور طرف کی سیر آپ کو کراتا ہوں۔ جو اس سے بھی زیادہ دلچسپ ہو گی۔

www.deenekhalis.com

ثبوت میں حضرت خلیفہ ثانی ملہم صادق فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لڑکے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ ایک شرمناک بہتان تراشا- ہدایہ فاروقی جلد ۳ ص ۴۳۳ فصل فی الوطی میں لکھتے ہیں :

وکان ابن عمر رضی اللہ عنہما یقول الاولی ان ینظر لیکون ابلغ فی تحصیل معنی اللذة.

یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ بہتر یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کی شرم گاہ کو دیکھتا رہے تاکہ مجامعت میں خوب اچھی طرح لذت اور مزہ حاصل ہو-

اے حنفی بھائیو! تمہیں قسم ہے اللہ وحدہٗ لاشریک لہ کی خوب تحقیق کرو، آیا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت صحت کو پہنچتی ہے ؟اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ فی الواقع یہ ثابت ہے تو جو جرمانہ میرا کرو وہ مجھے منظور ہے ورنہ ان کتابوں کو چھوڑو، قرآن و حدیث کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو جو یقیناً اللہ سے ملنے کا واحد ذریعہ ہے- بھائیو مجھے تو واللہ العظیم سخت افسوس اور رنج ہوتا ہے کہ ایسے اکابر امت کے ذمہ ایسے شرمناک بہتان باندھنے سے بھی جو کتاب اور جو مصنف نہ چوکے، اس کتاب کو اسلامی احکام کی بہترین کتاب اور اس مصنف کو اسلامی خدمات کا بہترین خادم ماننا آپ کا دل کیسے قبول کر لیتا ہے ؟ میں آپ کو مکرر یقین دلاتا ہوں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات اس گندے الزام سے بری اور بالکل بری ہے، ہاں حنفی مذہب کی کتاب عنایہ میں البتہ حضرت امام ابو حنیفہؒ سے ایک روایت یوں مروی ہے :

روی عن ابی یوسف قال سالت ابا حنیفة عن الرجل یمس فرج امراته و تمس هی فرجه یستحرك علیها هل تری بذالك باسا قال لا و ار جوان یعظم الاجر.

ترجمہ : امام یوسف نے امام ابو حنیفہ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی شرمگاہ کو اور بیوی اپنے میاں کی شرم گاہ کو مساس کرے تاکہ آمادگی ہو- کیا اس میں کوئی حرج ہے ؟امام ابو حنیفہ نے جواب دیا- کوئی حرج نہیں- بلکہ مجھے امید ہے کہ ثواب اور اجر اور زیادہ ہو- یعنی اس فعل سے دونوں کو اجر عظیم ملے گا-

خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ اپنے مذہب کا یہ مسئلہ ثابت

کرنے کے لئے کہ لونڈی اپنا سر نہ چھپائے ایک حیاسوز بہتان باندھا ہے- ہدایہ مجتبائی جلد اول ص ۷ ۱ باب شروط الصلوۃ میں لکھتے ہیں- لقول عمر الق عنك الخمار یادفار- یعنی اے لونڈی اپنے سر سے دوپٹہ اتار ڈال- حالانکہ ان لفظوں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت ثابت ہی نہیں دل ہل جاتا ہے کہ الٰہی کس طرح تیرے دین میں بے باکی برتی جاتی ہے ؟

ہدایہ مجتبائی جلد اول ص ۱۲۸ فصل فی القراء میں لکھتے ہیں وهو الماثور عن عائشة یعنی حنفی مذہب کا یہ مسئلہ کہ چار رکعت والی نماز کی دو پچھلی رکعتوں میں نمازی کو اختیار ہے اگر چاہے کچھ نہ پڑھے اگر چاہے پڑھ لے- اگر چاہے صرف سبحان اللہ کہہ لے- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی مروی ہے- یہ بھی حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ بہتان ہے ہرگز آپ سے یہ مروی نہیں لیکن مصنف صاحب نے اپنے مذہب کی پختگی کے لئے ایک معزز نام لے دیا اور نمازیوں کے ساتھ خاصی رعائت کر دی کہ وہ صرف سبحان اللہ کہہ کر رکوع میں چلے جائیں اور اگر جی نہ چاہے تو اسے بھی نہ کہیں-

ہدایہ جلد اول مجتبائی ص ۱۹۴ کتاب الصوم میں حنفی مذہب کا یہ مسئلہ ثابت کرنے کو کہ جس دن رمضان کا چاند ہونے نہ ہونے میں شک ہو اس دن بھی روزہ رکھنا تطوع کے طور پر جائز ہے، ایک بہتان تو اللہ کے رسول پر باندھا ص ۱۹۳ پر ایک حدیث بیان کی جو دراصل حدیث کی کسی کتاب میں نہیں، پھر ص ۱۹۴ میں خلیفۃ الرسول شیر خدا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ ایک بہتان باندھا اور ساتھ ہی ساتھ زوجہ رسول ﷺ صدیقہ کبریٰ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی شامل کر لیا- لکھتے ہیں فانهما کانا یصومانه- یعنی یہ دونوں شک والے دن روزہ رکھا کرتے تھے- حالانکہ امام ابن جوزی نے ان دونوں بزرگوں سے اس کا خلاف نقل کیا ہے یعنی یہ دونوں اس دن کا روزہ ناجائز جانتے تھے اور کسی صحیح طریق سے ان دونوں حضرات سے اس دن کا روزہ رکھنا ثابت نہیں، یہاں تک کہ اسی کتاب کی شرح فتح القدیر میں لکھا ہے- ان مذهب علی خلاف ذالك- یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب اس کے خلاف ہے- وہ شک والے دن روزہ نہ رکھتے تھے کیونکہ اس دن روزہ رکھنا حدیث میں ممنوع ہے-

www.deenekhalis.com

ناظرین! گو آپ نے صاحب ہدایہ کے بڑے بڑے کمالات سن لئے لیکن میں کہتا ہوں کہ ابھی بہت سے کمالات مصنف صاحب کے آپ سے پوشیدہ ہیں گذشتہ کمالات سے بہت بڑھ چڑھ کر ایک اور کمال سنئے، یہاں ایک ہی جگہ علامہ موصوف نے اپنے مذہب کا بچاؤ اور بناؤ نہایت خوبصورتی سے خلیفہ اول و ثانی صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما پر ایک فقرہ کہہ کر کر لیا ہے- بات یہ ہے کہ حنفی مذہب میں بقرہ عید کی قربانی واجب ہے- لیکن مسافر پر واجب نہیں اب مسافر پر واجب نہیں اس کا ثبوت بیان کرنے کے لئے اس روایت کو نقل کیا جس میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ قربانی نہیں کرتے تھے- لیکن چونکہ یہ روایت مطلق ہے تو قربانی کا وجوب تو ٹوٹتا تھا اور اگر بیان نہ کی جاوے تو مسافر پر واجب نہیں یہ ثابت نہ ہو سکتا تھا تو مصنف مرحوم نے اس روایت میں لفظ "اذا کانا مسافرین" بڑھا دیا یعنی جب سفر میں ہوتے تو قربانی نہ کرتے- ملاحظہ ہو ہدایہ فاروقی جلد ۳ کتاب الاضحیہ ص ۳۱۸ یہاں ان دونوں بزرگوں پر ایک شرمناک بہتان باندھ کر اس ادنیٰ سے ایک کرشمہ سے دو کار برآمد کر لئے- قربانی کا وجوب بھی باقی رہا اور اصل مذہب کا بچاؤ ہو گیا- مسافر کا قربانی نہ کرنا بھی ثابت ہو گیا اور اپنے مذہب کا بناؤ بن گیا- حالانکہ کسی کتاب میں کسی صحیح روایت میں اس حدیث میں یہ الفاظ نہیں کہ "جب وہ دونوں مسافر ہوتے" مصنف ممدوح نے یہ حاشیہ چڑھا کر اپنے متن کو درست کر لیا- اسے کہتے ہیں ہمت! اور دلیری!! اور جرأت!!! اعاذنا اللہ-

ہدایہ جلد اول مجتبائی فصل فی نواقض الوضوء ص ۱۰ میں لکھتے ہیں- قول علی حین عدا الاحداث جملة او وسعة تملاالضم- یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں منہ بھر کر قے ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ بھی بہتان ہے اور اس سے بھی مقصد صرف اپنے مذہب کے اس مسئلہ کا اثبات ہے- کسی حدیث کی کتاب میں صحت کے ساتھ حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ جملہ ثابت نہیں بلکہ مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی بھی حاشیہ ہدایہ پر لکھتے ہیں و قول علی ھذا لم یعرف- یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول معروف نہیں-

ہدایہ مجتبائی جلد اول ص ۷۸ باب صفة الصلوۃ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے ذمہ ایک قول باندھ کر اپنے مذہب کا ایک مسئلہ ثابت کرنا چاہا ہے لکھتے ہیں- لقول ابن مسعود یعنی اعوذ وغیرہ کو امام کا آہستہ پڑھنا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حالانکہ کسی صحیح روایت میں مصنف کے نقل کردہ الفاظ مجھے ہی نہیں بلکہ کسی کو آج تک نہیں ملے، مولانا عبدالحی حنفی لکھنوی بھی حاشیہ میں لکھتے ہیں قلت غریب یعنی میں کہتا ہوں کہ یہ روایت نامعروف ہے-

ہدایہ مجتبائی جلد اول باب صفة الصلوۃ ص ۹۳ میں لکھتے ہیں:

كذا نقل عن ابن الزبير رضى الله تعالىٰ عنه.

یعنی ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رفع الیدین ابتداء اسلام میں تھا- یہ بھی رفع الیدین کی دشمنی میں حنفی مذہب کو ثابت کرنے کے لئے صحابی رسول ﷺ پر گھڑنت ہے کسی صحیح طریقہ سے یہ الفاظ منقول نہیں-

ہدایہ مجتبائی جلد اول باب سجدۃ التلاوت ص ۱۴۵ میں لکھتے ہیں- هو المروى عن ابن مسعود حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سجدہ تلاوت اسی طرح مروی ہے- اللہ جانے حضرت مصنف کو یہ روایت کہاں سے مل گئی حالانکہ یہ روایت ہے ہی نہیں، ہدایہ والے کو بھی نہیں ملی- ہدایہ مجتبائی جلد اول فصل فی الخیل ص ۱۷۱ میں لکھتے ہیں-

والتخيير بين الدنيار والتقويم ماثور عن عمر

یعنی فی گھوڑا ایک دینار زکوٰۃ دینا اور گھوڑوں کی قیمت لگا کر اس پر زکوٰۃ دینا اختیار کی بات ہے- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی روایت ہے- یہ بھی صرف مذہبی مسئلہ کو مضبوط بنانا ہے ورنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان الفاظ کا ماثور ہونا ثابت نہیں- حنفی مذہب کی کتاب بنایہ ملاحظہ ہو-

ہدایہ مجتبائی جلد اول باب فی من یمر الخ ص ۱۷۷ میں لکھتے ہیں: لقول عمر یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اگر حربی کافر تجارت کے لئے آئے اور یہ نہ معلوم ہو کہ وہ ہم سے کیا محصول لیتے ہیں تو ان سے دسواں حصہ لینا چاہیے- حنفی مذہب کا تو یہ مسئلہ بے شک ہے لیکن فاروقی فیصلہ یہ نہیں- عینی کو بھی یہی کہتے بن پڑی کہ غریب لم یدرك- یہ روایت نہیں پائی جاتی-

www.deenekhalis.com

ہدایہ مجتبائی جلد اول کتاب الحج ص ۲۱۴ میں لکھتے ہیں کذا قاله ابن مسعود یعنی میقات سے پہلے احرام باندھنا حج کو پورا کرنے میں داخل ہے، ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حالانکہ یہ ہدایہ والوں کا فرمان ہے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے بری ہیں۔

ہدایہ مجتبائی جلد اول باب الاحرام ص ۲۳۳ میں لکھتے ہیں وعمر کان یودب یعنی منیٰ میں رات نہ گزارنے والوں کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مارا کرتے تھے حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی نہیں، ہنایہ والے بھی مروی نہ ہونے کے قائل ہیں۔

ہدایہ مجتبائی جلد اول ص ۱۴۹ باب صلوٰۃ الجمعہ میں لکھتے ہیں :

عن عثمان اذ قال الحمد لله فارتج عليه فنزل وصلى۔

یعنی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کے خطبہ کے لئے منبر پر چڑھے اور صرف الحمدللہ ہی کہا تھا کہ اختلاط ہو گیا، آگے کچھ بول ہی نہ سکے تو منبر پر سے اتر آئے اور نماز پڑھ لی۔ یہاں پر مصنف نے ایک نہیں کئی ایک غلطیوں کا ارتکاب کیا اولاً تو یہ واقعہ کسی حدیث کی معتبر کتاب میں ہے ہی نہیں اور اسے خلیفہ ثالث حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے سر تھوپا۔ دوسرے یہ خیال کس قدر طفلانہ خیال ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ ہی نہ پڑھ سکے۔ یعنی عربی میں کلام کرنے پر آپ قادر ہی نہ تھے۔ پھر اس کے آخر میں حاشیہ پر لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو پہلے مسودہ گانٹھ لیا کرتے تھے، تمہیں کہہ سنانے والے اماموں سے زیادہ حاجت کر دکھانے والے اماموں کی ہے۔ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت ایسے ذلیل خیالات کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کرنا کیا کسی اہل سنت کا کام ہے ؟ پھر ان سب سے بڑھ کر غضب دیکھئے کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو قوال یعنی صرف زبانی باتیں بنانے والے یعنی کر کے نہ دکھانے والے کہا جاتا ہے۔ سنیو شرم شرم شرم! خلفاء رسول ﷺ افضل ترین امت کے ذمہ ایسی گندی باتوں کو نسبت کرنے سے بچو اور نسبت کرنے والوں سے بھی بچو۔ دراصل اتنا سارا تانابانا بنانے کی مصنف کو ضرورت یوں پڑی کہ حنفی مذہب کا مسئلہ ہے کہ اگر صرف اللہ کا ذکر ہی جمعہ کے خطبہ میں کر لے تو بھی کافی ہے۔ اس کی یہ دلیل بیان کر دی کہ حضرت عثمان رضی

www.deenekhalis.com

اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف الحمدللہ کہہ کر خطبہ ختم کر دیا۔ حالانکہ یہ سراسر بہتان ہے۔ لیکن فاضل مصنف نے حنفی مذہب کے ڈوبتے بیڑے کو سہارا لگا ہی دیا۔ اب کوئی ہے کہ مصنف کی علمی عزت کو سہارا لگا لے ؟

مصنف ہدایہ کا موقوف روایتوں کو مرفوع حدیثیں کہنا

یہ ظاہر ہے کہ کسی کے بیٹے کو دوسرے کا بیٹا کہنا بڑا پاپ ہے، اسی طرح ایک کی بات کو دوسرے کی طرف منسوب کرنا بھی ایک شرمناک علمی غلطی ہے۔ پھر غیر نبی کی باتوں کو نبی کی باتیں کہنا صریح ستم ظریفی نہیں تو اور کیا ہے ؟ ہم دیکھتے ہیں کہ کتاب ہدایہ اس غلطی سے بھی محفوظ نہیں۔

چنانچہ ہدایہ مجتبائی جلد اول ص ۱۱۱ باب الامامہ میں ہے

لقوله عليه السلام الجماعة من سنن الهديه

کیا کوئی حنفی عالم ایسا ہے کہ اس حدیث کو ان الفاظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کر دے کہ حضور ﷺ فرماتے ہوں جماعت ہدایت کے طریقوں میں سے ہے۔ حقیقت میں یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے اور وہ بھی دیگر الفاظ میں ہے لیکن علامہ مصنف نے بے کھٹکے موقوف روایت کو مرفوع حدیث کہہ دیا۔ ہدایہ کے کسی بڑے سے بڑے حامی کو بھی یہ حدیث ہاتھ نہیں آئی۔ نصب الرایہ میں ہے غریب بهذا اللفظ یعنی ان لفظوں سے یہ حدیث معلوم نہیں۔

اسی باب میں ص ۱۰۳ میں اخرو هن الخ کی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موقوف روایت کو مرفوع کہہ دیا ہے۔ کوئی ہے جو ان الفاظ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کر کے مصنف ہدایہ کی سچائی پر مہر لگا سکے ؟

اسی باب میں ص ۱۰۷ پر من ام قوما کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موقوف روایت کو مرفوع حدیث کہہ کر اپنی علمیت کی اعلیٰ ڈگری پیش کی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حنفی مذہب کا مسئلہ ہے کہ اگر امام نے نماز پڑھائی اور فارغ ہونے کے بعد اسے یاد آیا کہ وہ بے وضو تھا تو امام کو اور مقتدیوں کو نماز دوہرانی پڑے گی اور شافعی مذہب کا اس مسئلہ میں خلاف

www.deenekhalis.com

ہے۔ تو شافعی مذہب کی تردید اور اپنے مذہب کی تائید کے لئے لکھ دیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے من ام یعنی جو شخص لوگوں کی امامت کرے پھر معلوم ہو کہ وہ بے وضو تھا یا جنبی تھا تو وہ بھی نماز کا اعادہ کرے اور مقتدی بھی۔ حالانکہ دنیا کی کسی حدیث کی کتاب میں آنحضرت ﷺ سے یہ فرمان منقول نہیں۔

ایک اور مسئلہ میں مالکی مذہب کو باطل کرنے اور حنفی مذہب کو ثابت کرنے کے لئے ایسی ہی جسارت اور بھی کی ہے۔ ہدایہ فاروقی جلد ۳ ص ۲۵۷ کتاب الھبہ میں لکھتے ہیں ولنا قولہ علیہ السلام لایجوز الھبہ الا مقبوضۃ یعنی ہماری دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ ہبہ بجز قبضہ کے جائز نہیں۔ ہدایہ والے تو دنیا سے چل بسے لیکن ان کی اس تصنیف کو کلیجے سے لگانے اور آنکھوں پر بٹھانے اور مدار اسلام سمجھنے والی علیت کی دعویدار جماعت اب بھی موجود ہے، جن کا ایک مرکز دیوبند ہے اور دوسری منڈی بریلی ہے۔ کیا ان میں کوئی ہے جو مصنف ہدایہ کی عزت رکھ لی اور اس حدیث کو آنحضرت ﷺ کے الفاظ سے ثابت کر دے۔ برادران آخر یہ کیا اندھیر ا ہے؟ کہ انتیوں کے اقوال کو نبی کی حدیث کہہ کر اپنے مذہب کا ثبوت دینا۔ دراصل یہ ابراہیم نخعی کا قول ہے جو صحابی بھی نہیں، ان کے قول کو رسول اللہ ﷺ کا قول کہنا یا تو یہ معنی رکھتا ہے کہ ابراہیم نخعی بھی رسول اللہ تھے یا یہ کہ امام ابو حنیفہؒ کی رائے کے ثبوت کے لئے یہ جائز ہے کہ رسول اللہ کی نہ کہی ہوئی بات ہم رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں فرق اور تمیز کر سکیں یا یہ کہ طبیعت میں اتنی لاابالی اور بے پرواہی آگئی ہے کہ جو قلم چل پڑا وہی صحیح ہے یا یہ کہ یوں سمجھ لیا ہے کہ ہمارے مریدوں کے دلوں میں ہماری عظمت اتنی ہے کہ اگر ہم زمین کو آسمان اور آسمان کو زمین کہہ دیں جب بھی وہ ہاں حضور جی جناب کے سوا کچھ نہیں کہیں گے، اس لئے جو چاہو لکھ دو کون تحقیق کرتا ہے؟ یا یہ کہ سچ مچ یہ حضرات علم حدیث میں یتیم ہیں۔ انہیں حدیث میں نہ مزاولت ہے نہ مجاورت، نہ غور و خوض نہ تعمق۔

ہدایہ فاروقی جلد ۴ باب الاجار الفاسدہ میں ماراہ المسلمون حسنا کو مرفوع حدیث یعنی قول پیغمبر ﷺ کہتے ہیں حالانکہ وہ قول عبداللہ بن مسعود ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ لیکن مصنف کی اس ترقی پر ان کے عقیدت مند ناز کرتے ہیں۔

ایک اور واقعہ سنئے جس میں مصنف صاحب نے اپنی تاریخی ناواقفیت کا ثبوت اور حدیث سے ناواقفیت کی برہان پیش کی ہے۔ ہدایہ جلد اجتبائی باب الموادعہ ص ۳۳۴ میں لکھتے ہیں۔ وقد قال علیہ السلام فی العھود وفاء لا غدر

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد و میثاق کے بارے میں فرمایا ہے۔ "اسے پورا کرو اور بدعہدی اور بے وفائی نہ کرو۔" یہاں بھی مصنف صاحب نے اللہ ان پر رحم کرے بڑی ہی بے پرواہی سے کام لیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ رومیوں میں اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں صلح تھی۔ مدت صلح ختم ہونے کے قریب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا لشکر لے کر رومیوں کی بے خبری میں ان کی سرحد کی طرف بڑھے ارادہ تھا کہ مدت صلح ختم ہوتے ہی حملہ کر دیا جائے گا۔ ناگہاں ایک شخص گھوڑے پر سوار دوڑتا ہوا آیا اور پکار پکار کر کہہ رہا تھا اللہ اکبر اللہ اکبر وفاء لاغدر سب کی نظریں ان کی طرف اٹھ گئیں دیکھا تو وہ حضرت عمرو بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول اللہ ﷺ تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کیا بات ہے؟ فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ "مدت عہد کے درمیان کوئی بست و کشاد جائز نہیں یہاں تک کہ یا تو مدت گزر جائے یا برابری کے ساتھ انہیں اطلاع پہنچ جائے۔" مطلب یہ تھا کہ بلاخبر عہد کے ہوتے ہوئے مدت عہد کے درمیان لشکر لوٹا لاتے ہیں۔ غرض یہ قول حضرت عمرو بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں لیکن ہدایہ والے جو عام نگاہوں میں بڑے علامہ مشہور ہیں وہ اسے جناب پیغمبر ﷺ کا فرمان بتاتے ہیں۔ فالعجب کل العجب۔

حنفی مذہب کا مسئلہ ہے کہ اگر چور کسی کا اڑنے والا جانور چرا لے جائے تو اس پر چوری کی حد نہیں۔ اس مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے صاحب ہدایہ نے رسول اللہ ﷺ کا نام لے کر ہدایہ مجتبائی جلد ا کتاب السرقہ ص ۵۱۹ میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ لا قطع فی الطیر۔ یعنی پرندوں کے چرانے میں ہاتھ نہیں کٹتا۔ اے حنفی عالمو کیا آپ میں سے کوئی ہے؟ جو اس حدیث کو پیش کر سکے کہ کس کتاب میں ہے؟ دراصل یہاں بھی ایک موقوف روایت کو مرفوع حدیث کہہ کر اپنے مذہب کو پختہ ہونا ظاہر کر کے علامہ ممدوح مستحق ثناء

جمیل بنانا چاہتے ہیں۔

ایک اور لطیف سین دیکھئے، حنفی شافعی کا جھگڑا ہے شافعی تو کہتے ہیں کہ کفن چور کے ہاتھ کاٹے جائیں گے لیکن حنفی کفن چور کے ہاتھ کاٹنے کے قائل نہیں، انہیں اس کے ساتھ کمال ہمدردی ہے۔ تو شافعیوں کے دلائل کا بھر کس نکالنے، حنفیوں کے دلائل کو چرخ ہفتم پر پہنچانے اور کفن چور کو بچانے اور اس کی وکالت کرنے کے لئے صاحب ہدایہ اپنی اس کتاب کی جلد اول کے ص ۴۴۴ کتاب السرقہ مطبوعہ مجتبائی میں کسی کا قول آنحضرت ﷺ کے ذمہ تھوپتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا قطع علی المخففی یعنی کفن چور پر ہاتھ کاٹنے کی حد نہیں۔ کمال کر دکھایا۔ ہمیں تو یہ الفاظ موقوف روایت میں بھی نہیں ملتے لیکن مصنف صاحب نے حضرت ﷺ کا نام لے ہی دیا جو ہو سو ہو۔

ہدایہ مجتبائی جلد اول ص ۵۴۷ باب الغنائم میں لکھتے ہیں لانہ علیہ السلام نھی حالانکہ اس کا بھی مرفوع حدیث ہونا ثابت نہیں لیکن ہمارے علامہ جو حافظہ میں آجائے بے تکان لکھ دیتے ہیں۔

اپنے مذہب کا ایک مسئلہ ثابت کرنے کے لئے ہدایہ جلد اول باب فی سجدۃ التلاوہ ص ۱۴۳ مطبوعہ مجتبائی میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا السجدۃ علی من سمعھا و علی من تلاھا۔ یعنی قرآن کے پڑھنے اور سننے والے پر (سجدہ کی آیت پر) سجدہ ہے، اس سے آپ سجدہ تلاوت کا وجوب ثابت کرتے ہیں حالانکہ یہ حدیث ہے ہی نہیں، جب پایہ ہی نہیں تو دیواریں کیسے اٹھیں گی؟

مصنف ہدایہ کی ایک سنسنی خیز غفلت اور دل ہلا دینے والی جسارت ملاحظہ ہو۔ حنفی مذہب کے اس مسئلہ کو گاؤں میں جمعہ درست نہیں، ثابت کرنے کے لئے ایک وہ قول جو امتی سے بھی صحت سے ثابت نہیں، اسے فرمان رسول ﷺ کہہ کر اللہ کے ہزاروں بندوں کو اللہ کی اس زبردست نعمت سے محروم رکھنا چاہا جو نعمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے یعنی جمعہ صرف آپ ہی کو دیا گیا کسی اگلے نبی کو بھی یہ نعمت عظمیٰ عطا نہیں ہوئی لیکن نہایت بے قدری سے اسے ٹھکرانے اور لاکھوں بندگان اللہ کو اس خداوندی نعمت سے دور کرنے کی زبوں تر کوشش کرتے ہوئے مصنف صاحب ہدایہ جلد اول باب صلوٰۃ

الجمعہ ص ۱۴۸ مطبوعہ مجتبائی میں لکھتے ہیں :

لقوله عليه السلام لا جمعة الا في مصر جامع.

یعنی "جمعہ کی نماز سوائے بڑے شہر کی ہوتی ہی نہیں" اے دستار فضیلت سر پر باندھ کر بیٹھنے والو! اے صاحب ہدایہ کا نام فخر کے ساتھ جوم جھوم کر لینے والو! اے حنفی مذہب کو اسلام کا اور قرآن حدیث کا عطر کہنے والو! اے لوگوں کو حدیث و قرآن سے ہٹا کر فقہ کی ان کتابوں کی طرف جھکانے والو! اے اپنی لاکھوں کی گنتی پر ناز کرنے والو! اور اپنی علمیت کا گھمنڈ رکھنے والو! سچ بتاؤ کیا تم سب مل کر بھی ان الفاظ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کر سکتے ہو؟ اور اگر نہیں اور قطعاً نہیں تو آؤ اس جھمیلے میں سے نکلو اور قرآن وحدیث کے سنہرے احکام پر عمل کر کے اللہ اور رسول ﷺ کی ماتحتی کر کے جنت کے وارث بن جاؤ ہر گز ہر گز یہ حدیث اللہ کے رسول ﷺ کی نہیں، بلکہ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں اس بارے میں حضور ﷺ سے کوئی روایت ثابت نہیں۔

اہل حدیثو! کلیجہ تھام لو اے حدیث پر مر مٹنے والو! اپنا دل پکڑ لو دیکھو صاحب ہدایہ ایک اور کمال کرتے ہیں۔ ہدایہ جلد اول ص ۱۵۱ باب صلوٰۃ الجمعہ مطبوعہ مجتبائی میں حنفی مذہب کے اس مسئلہ کو ثابت کرنے کے لیے کہ جب امام جمعہ والے دن آجائے پھر نماز پڑھنا جائز نہیں۔ رسول معصومؐ کے ذمہ ایک بہتان باندھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا! اذا خرج الامام فلا صلوة ولا كلام یعنی جب امام آگیا پھر نہ نماز ہے نہ کلام۔ آہ! مصنف مرحوم! آپ سے تو کیا کہیں تلك امة قد خلت لیکن کہنا تو ان سے ہے جو اب زندہ ہیں اور آپ کی اس کتاب کو جو دراصل انسانی کمزوری کا نمونہ ہے مثل قرآن مانتے ہیں کہ آخر آپ نے اس میں کونسا وصف دیکھا ہم تو دیکھتے ہیں کہ فاش غلطیاں اور شرمناک افترا پردازیاں اور بے اصل فن ترانیاں اور بے جوڑ باتیں اس میں یکسر بھری پڑی ہیں۔ غضب اللہ کا رسول اللہ ﷺ کی قولی اور تقریری صحیح حدیث جس میں حکم ہے کہ جو شخص جمعہ والے دن خطبہ کی حالت میں آئے وہ بھی بغیر دو رکعت پڑھے نہ بیٹھے اس کو تو پیٹھ پیچھے ڈال دیا اور محض حنفی مذہب کی خاطر رسول اللہ ﷺ کے ذمہ ایک بہتان باندھ کر لوگوں کو حضور ﷺ کے صحیح فرمان پر عمل کرنے سے روک دیا اور انہیں مغالطہ دے کر امام ابو حنیفہؒ کی چوکھٹ پر اوندھا ڈال دیا۔ فالعیاذ باللہ ثم

www.deenekhalis.com

العیاذ. ہر گز ہر گز یہ حدیث رسول اللہ ﷺ نہیں۔

اسی جلد کے ص ۳۴۶ فصل فی اضافۃ الخ میں بھی من قلد بدنۃ الخ کو قول رسول کہہ کر دربار رسالت کا پکا تبلیغ لزوم کر لیا ہے۔

اسی جلد کے صفحہ ۳۴۹ باب طلاق السنہ میں بھی الطلاق بالرجال کو قول رسول کہہ کر دیانت داری کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔

اسی طرح کے اور بیسیوں مقامات ہدایہ شریف میں اور بھی ہیں لیکن ہم سر دست اس بحث کو یہیں تک ختم کرتے ہیں۔

مصنف ہدایہ کی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی شان میں گستاخی

علامہ برہان الدین صاحب مصنف ہدایہ نے جہاں صحابہ ﷺ کے نام لے کر ان کی نہ کہی ہوئی باتیں ان کی طرف سے سنائیں۔ جہاں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تابعینؒ کے اقوال کو اور وہ بھی گو در حقیقت ان کے بھی نہ ہوں رسول اللہ ﷺ کے ذمہ لگا کر اپنے مذہب کو مضبوط کیا وہاں ایک جلیل الشان بزرگ خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو انبیاء کے والد ماجد ہیں اور اول الموحدین ہیں، ان کا نام لے کر بھی اپنے مذہب کا کام چلانا چاہا۔ چنانچہ حنفی مذہب کے اس مسئلہ کو "عید میں تکبیر اس طرح پڑھے" ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ھو المأثور عن الخلیل صلوات اللہ علیہ۔

یعنی خلیل صلوات اللہ علیہ سے یہی تکبیر منقول ہے۔ ملاحظہ ہو جلد اول ص ۱۵۵ باب العیدین مطبوعہ مجتبائی۔ دراصل حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ ثابت نہیں یہاں تک کہ زیلعی کو بھی کہنا پڑا لم اجد ماثوراً عن الخلیل یعنی میں نے حضرت خلیل اللہ سے اس کا منقول ہونا نہیں پایا۔

اے حنفی بھائیو! کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی گستاخی خلیل اللہؑ کی جناب میں ہو سکتی تھی؟ کہ ان کے ذمہ کوئی وہ کہے جو ان کا کہا ہوا نہ ہو۔

مصنف ہدایہ کا لاپتہ حدیثوں کا وارد کرنا

مصنف ہدایہ نے جہاں اور علمی کمالات اور معجزات اجتہاد اور کرامات تقلید بہت کچھ بتائی ہیں' وہاں آپ اس امر سے بھی نہیں چوکے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے ذمہ وہ باتیں کہیں جو آپ نے نہیں کہیں۔ ہدایہ میں بلا مبالغہ سینکڑوں ایسی حدیثیں ہیں جو دراصل حدیث کی کسی کتاب میں نہیں۔ کہیں الفاظ حدیث بڑھا کر اپنا مطلب نکالا ہے، کہیں گھٹا کر اپنی بات بنائی ہے، کہیں الٹ پلٹ کر کے اپنا مقصد ثابت کیا ہے۔ غرض حدیث کے وارد کرنے میں بہت بڑی بے احتیاطی اور بے پرواہی سے کام لیا ہے۔ یہ بحث بہت بڑی ہے اگر وہ تمام حدیثیں نقل کی جائیں جو صاحب ہدایہ نے ہدایہ میں وارد کی ہیں اور وہ سب لاپتہ بے نشان ہیں' دراصل وہ حدیثیں ہیں ہی نہیں تو ایک ضخیم دفتر تیار ہو جائے اور پڑھنے والا بھی زچ ہو جائے۔ دنیا جانتی ہے کہ کسی کے ذمہ اس کی نہ کہی ہوئی بات کا چسپاں کرنا کس قدر برا ہے، پھر دنیا کے سب سے اعلیٰ فرد' تمام انسانوں سے بہتر انسان بلکہ تمام دنیا کے سردار' حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بات باندھ لینا کس قدر پرلے درجہ کا پاپ ہو گا؟ اور وہ بھی ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں' بس آنکھیں بند کر کے لکھ رہے ہیں اور حضور ﷺ کا نام لے دیتے ہیں۔ میں بطور نمونہ کے صرف نصف اول ہدایہ کی بعض ایسی لاپتہ حدیثیں جن کے الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں بلکہ مصنف صاحب کے ہیں' یہاں وارد کرتا ہوں۔ خیال سے سنئے اور پھر انصاف کیجئے کہ جن بزرگوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے ذمہ گھڑنت گھڑ لینے سے احتراز نہیں کیا وہ اماموں کے ذمہ اور دیگر بزرگان دین کے ذمہ کہاں تک احتیاط کریں گے؟ جسے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرنے میں آپؐ کے الفاظ پیش کرنے میں بھی احتیاط نہ ہو وہ کہاں تک اس قابل ہو سکتا ہے کہ اور لوگوں کی باتیں جو ہمیں وہ پہنچائے ہم اسے سچی جانیں؟ جو ائمہ کا مذہب وہ بیان کرے ہم اس پر اطمینان نہ کر لیں؟ اب میں ہدایہ کے نصف اول کی بقید صفحہ وہ بعض حدیثیں آپ کو دکھاتا ہوں جو مصنف کے نقل کو دہ الفاظ میں حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ملتیں۔ اس بحث میں سب صفحے مطبوعہ مجتبائی کے ہیں۔ میں صفحہ اور حدیث کا سرا نقل کر دیتا ہوں۔

ص ٦ — لانه علیه السلام فعل كذالك — یعنی جب حضور ﷺ مسواک نہ پاتے تو انگلی دانتوں پر پھیرتے — کسی حدیث کی کسی کتاب میں نہیں —

ص ٨ — ان الله تعالی یحب التیامن — یعنی داہنے ہاتھ کا شروع اللہ کو پسند ہے — یہ حدیث بھی ان الفاظ میں حدیث کی کسی کتاب میں نہیں —

ص ٨ — و قیل لرسول الله یعنی سوال کے جواب میں حضور ﷺ نے فرمایا پاخانہ پیشاب کے راستہ سے کچھ نکلنا وضو کو توڑتا ہے — یہ حدیث بھی مصنف کی وضع کردہ ہے —

ص ٨ — قاء فلم یتوضا — آپ نے قے کی اور وضو نہیں کیا اس حدیث کا کوئی نشان بھی حدیث کی کسی کتاب میں نہیں —

ص ٥٦ — لقوله علیه السلام لعائشة رضی الله تعالی عنها یعنی حضرت ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو منی کے بارے میں تر ہو تو دھونے اور خشک ہو تو کھرچنے کو فرمایا — ان لفظوں میں یہ حدیث بھی نہیں —

ص ٦٦ — لا یزال امتی مغرب کی جلدی اور عشاء کی تاخیر میں امت کی بھلائی ہے — یہ حدیث بھی ان لفظوں میں کوئی حنفی دنیا کی کسی حدیث کی کتاب میں نہیں بتا سکتا —

ص ٦٧ — ویروی مادون یعنی ناف کے نیچے سے گھٹنے کے نیچے تک ستر پوشی کرنی چاہیے — یہ بھی مصنف صاحب کے خانہ ساز الفاظ ہیں نہ کہ رسول اللہ ﷺ کے —

ص ٩٢ — اذا سجد المومن مومن کے سجدے کے وقت اس کے تمام اعضاء سجدہ کرتے ہیں — کوئی ایسا دلیر ہے؟ کہ ان الفاظ کو رسول اللہ کے الفاظ ثابت کر سکے؟

ص ٩٢ — كان یختم بالوتر — رکوع سجدے کی تسبیحیں آپ طاق پڑھا کرتے تھے — یہ بھی مصنف صاحب کی گھریلو روایت ہے — کسی حدیث میں یہ نہیں —

ص ٨١ لاترفع الایدیرفع الیدین صرف ان سات جگہوں میں کیا جائے — رفع الیدین کی دشمنی میں یہ حدیث گھڑلی ہے کسی حدیث کی کتاب میں حضور ﷺ کے یہ الفاظ نہیں —

ص ٩٦ — صلو النهار عجماء — دن کی نمازیں گونگی ہیں — یہ روایت بھی مصنف صاحب کی ایجاد ہے — حدیث کی کتابوں میں یہ لفظ حضور ﷺ کے نہیں ملتے —

ص ١٠١ — من صل الخ پرہیزگار عالم کے پیچھے نماز نبی کے پیچھے پڑھنے کے برابر ہے — یہ حدیث بھی بے نشان ہے — حدیث کی کسی کتاب میں یہ الفاظ نہیں —

ص ١٢٠ — مرة یا ابا ذر الخ اے ابوذر ایک مرتبہ کنکریوں کو ٹھیک کر لو یا نہ کرو — اللہ جانے مصنف اسے کہاں سے نقل کرتے ہیں؟

ص ١٣٠ — اذا شك یعنی شک والا نئے سرے سے نماز دوہرائے، یہ الفاظ بھی مصنف کے گھڑے ہوئے ہیں رسول اللہ ﷺ کے نہیں —

ص ١٣١ — یصلی المریض یعنی بیمار اس طرح نماز پڑھے — اللہ کے رسول ﷺ کی زبان ان الفاظ سے معصوم ہے — گو مصنف زبردستی انہیں حضور ﷺ کے الفاظ کہیں —

ص ١٤٧ — لانه الخ یعنی حضور ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر کرتے تھے اور وطن کی طرف لوٹتے تھے — مقیم ہو کر بغیر نئی نیت کے — آہ! مصنف صاحب اللہ جانے اتنے دلیر کیوں ہو گئے ہیں، حدیث کی کتابوں میں تو اس کا نام و نشان تک نہیں — عقل سلیم بھی اس روایت کے گھڑنت ہونے کا یقین کرتی ہے کیونکہ لکھتے ہیں ان کی نیت اقامت کی نہیں ہوتی تھی — نیت اور عزم کا تعلق دل سے ہے اور دل کا حال سوائے علیم بذات الصدور کے اور کسی کو معلوم ہو نہیں سکتا — یہاں صرف فاضل مصنف کی غرض اس روایت کو گھڑ لینے سے اپنے مذہب کا ثبوت ہے اللہ رحم کرے — ہدایہ والے جو اس کتاب کے شارح ہیں وہ بھی یہاں آکر حیرت میں پڑ گئے ہیں اور لکھتے ہیں لا ندری من این اخذہ المصنف ہم نہیں جان سکے کہ مصنف اسے کہاں سے گھسیٹ لائے؟

ص ١٥٣ — كان له جبة حضور ﷺ کا ایک جبہ صوف کا یا پوستین کا تھا جسے عیدین میں پہنتے تھے یہ روایت بھی کتب حدیث میں ان الفاظ میں نہیں —

ص ١٧٠ — حدیث علی یعنی حضرت علی سے مرفوع اور موقوف روایت ہے، یہاں ایک چھوڑ دو — دو غلطیاں مصنف صاحب نے بلا قصد یا اللہ جانے بالقصد کی ہیں — نہ تو یہ الفاظ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً مروی ہیں، نہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہیں مگر اللہ بھلا کرے مصنف صاحب کا،

انہوں نے توریت پر قلعہ کھڑا کر ہی لیا- حنفیو تمہیں اللہ کی قسم کیا تمہارا جی نہیں دکھتا" تمہیں غیرت نہیں آتی ؟ یہ کیا اندھیر ہے ؟ یہ کیا بہتان بازی ہے ؟ وھبا دھب اللہ کے رسول ﷺ پر کیوں افترپردازیاں ہو رہی ہیں ؟ کیوں تم ان جھوٹ سے بھری ہوئی کتابوں کو اللہ کے دین کی کتابیں کہتے ہو ؟ کیوں تم براہ راست رسول اللہ ﷺ کی صحیح اور پاکیزہ حدیثوں پر عمل کا وارومدار نہیں رکھتے جو بخاری مسلم جیسی صحیح کتابوں میں ہیں دعا کرو کہ اللہ ہمارے دلوں میں اماموں کی محبت سے بہت زیادہ محبت اپنے سچے رسول ﷺ کی رکھے-بدرالدین عینی جیسے عاشق حنفیت کو بھی یہ روایت نہیں ملی وہ لکھتے ہیں :هذا الحديث لم يرو عن علي لا مرفوعا ولا موقوفا- یعنی یہ حدیث نہ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے نہ موقوفاً یعنی نہ تو خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے نہ رسول کا فرمان ہے-

ص ۱۷۲ ليس في الحوامل یعنی بوجھ ڈھونے والے جانوروں میں زکوۃ نہیں- یہ حدیث بھی مصنف کو نظر آگئی مگر حقیقت میں غیر موجود ہے-

ص ۱۷۲ لا تاخذوا لوگوں کے عمدہ مال زکوۃ میں نہ لو- یہ حدیث بھی ان لفظوں میں حدیث کی کسی کتاب میں نہیں-

ص ۱۷۳ في خمس من الابل الخ پانچ اونٹوں میں ایک بکری- یہ الفاظ بھی مصنف کی آنکھوں کے نور کی زیادتی ہے حدیث میں نہیں-

ص ۱۷۵ يقومها- مال تجارت کی قیمت پر زکوۃ ہے- یہ مصنف صاحب نے جوڑی ہے حقیقتاً ان لفظوں میں یہ حدیث مروی نہیں-

ص ۱۸۱ ما اخرجت الارض زمین کی ہر پیداوار میں عشر ہے- یہ بھی کمال مصنف ہے دراصل الفاظ حدیث نہیں-

ص ۱۹۱ صاعنا الخ سب صاع سے چھوٹا صاع ہمارا ہے- حضور ﷺ کا یہ فرمان ہرگز نہیں، صاحب ہدایہ کی غلطی ہے-

ص ۱۹۳ لا يصام شک والے دن صرف تطوعاً روزہ رکھ سکتا ہے- حضرت ﷺ کا یہ بھی

فرمان نہیں مذہب کا ہناؤ ہے-

ص ۱۹۹ من افطر یعنی جو شخص رمضان میں افطار کر لے تو اس میں ظہار کرنے والے کا کفارہ دینا پڑے گا- یہ حدیث بھی ان لفظوں میں نہیں- مصنف صاحب نے اس لئے یہ الفاظ تراش لئے ہیں کہ حنفی مذہب کا یہ مسئلہ ثابت ہو جائے کہ رمضان کے دنوں میں روزے دار اگر اپنی بیوی سے ملے تو اس پر قضا و کفارہ ہے اور اس کی عورت پر بھی- امام شافعیؒ عورت پر کفارہ نہیں بتلاتے تو شافعی کو رد کرنے اور اپنے مذہب کو ثابت کرنے کے لئے ایک عمدہ سا جملہ بنا لیا اور جھٹ سے اسے حدیث کہہ کر لفظ من کی عمومیت بیان کر کے عورت پر بھی کفارہ ثابت کر دیا ہے حنفیت کا رنگ اور مقلدیت کا ظہور اور یہ مجتہدیت کی شان !!!

ص ۲۲۲ لو ليصل الطائف- طواف کرنے والا ہر طواف کے بعد دو رکعت نماز ادا کرے- مصنف نے حسب عادت یہاں بھی جودت طبع دکھائی ہے- درحقیقت یہ بھی حضور ﷺ کے الفاظ نہیں بے اصل حدیث وارد کی ہے-

ص ۲۲۲ من اتى' بیت اللہ میں آنے والا طواف تحیہ کر لے- یہ حدیث بھی مصنف کی ہے اللہ کے رسول کی نہیں-

ص ۲۲۶ خير المواقف الخ بہتر ٹھہرنے کی جگہ قبلہ کی طرف منہ کر کے ہے- یہ بھی مصنف صاحب کی خطا ہے کسی حدیث میں یہ لفظ نہیں-

ص ۲۳۰ ان اول الخ یعنی "حج کے ارکان کا آج پہلا رکن یہ ہے" یہ الفاظ بھی حدیث میں نہیں ہیں-

ص ۲۳۱ افضلها الخ یعنی "پہلے دن کی قربانی افضل ہے" یہ بھی حدیث ثابت نہیں، عینی لکھتے ہیں هذا لم يثبت- یہ غیر ثابت ہے-

ص ۲۳۷ القران الخ قران کی رخصت ہے اس حدیث کو بھی کوئی حدیث کی کسی کتاب میں نہیں نکال سکتا-

ص ۲۸۸ من كان ایماندار کو دو بہنوں کا نکاح میں جمع کرنا حرام ہے- مصنف نے یہ لفظ بنائے ہیں- حدیث میں یہ الفاظ نہیں-

www.deenekhalis.com

ص ۳۱۸ الامن الخ سود لینے والے کا عہد ٹوٹ جاتا ہے یہ حدیث بھی لاپتہ ہے۔

ص ۳۴۱ لعن الخ یہ حدیث بھی مصنف صاحب کی وضع کردہ ہے۔رسول اللہ کے الفاظ نہیں۔

ص ۳۶۹ من حلف الخ قسم کھا کر انشاء اللہ کہنے والے کی قسم نہیں ٹوٹتی یہ حدیث بھی ان الفاظ میں نہیں۔

ص ۴۵۵ لحدیث سعید بن المسیب الخ یہاں مصنف نے عادت کے خلاف راوی کا نام لے کر پھر بھی الفاظ غلط نقل کئے ہیں۔ان لفظوں میں یہ حدیث نہیں۔

ص ۵۴۴ نھی عن بیع الخ آپ نے حربی کفار سے ہتھیار بیچنا منع فرمایا۔ یہ لفظ بھی کسی حدیث میں نہیں ملتے۔

ص ۵۴۹ الغنیمۃ الخ "غنیمت کا مال صرف ان کے لئے ہے جو لڑائی میں آئے ہوں" اللہ کے رسول ﷺ کی زبان ان الفاظ سے معصوم ہے۔

ص ۷۰۵ فاوضو الخ یعنی شرکت میں برکت ہے۔ یہ حدیث بھی نبی اللہ ﷺ کی نہیں ہے، فتح القدیر والے لکھتے ہیں ھذا الحدیث لم یعرف فی کتب الحدیث اصلا. یعنی یہ حدیث حدیث کی کسی کتاب میں بھی نہیں پہچانی گئی۔

ص ۷۲۳ کان یاکل الخ یعنی حضور ﷺ اپنے صدقہ میں سے کھاتے تھے یہ بھی علامہ مصنف کی اللہ کے رسول ﷺ کے ذمہ تہمت ہے۔

ناظرین کرام! میں نے ہدایہ کے صرف نصف اول کی یہ چند حدیثیں نقل کی ہیں حالانکہ اسی حصہ میں اور بھی بہت سی ایسی روایتیں ہیں اور اس کے آخری حصہ میں بھی جواب تک بالکل اچھوتا ہے، اس قسم کی غلطیاں بہت سی ہیں گو ہمارے دوست حنفی مذہب کے گرویدہ ان غلطیوں کو کوئی اہمیت نہ دیں لیکن ایک عاشق رسول ﷺ کے نزدیک ان غلطیوں کی جو اہمیت ہے وہ ظاہر ہے۔ صرف یہ ایک حدیث آپ کو بتاوے گی کہ یہ معاملہ کس قدر اہم ہے۔ خود رسول ﷺ فرماتے ہیں من قال علی مالم اقل فلیتبوا مقعدہ من النار جو شخص مجھ پر وہ کہے جو میں نے نہ کہا وہ اپنا ٹھکانا جہنم ہے۔

ہدایہ اور فقہ کی دیگر کتابوں کی احادیث کا حال

میں نے اس مضمون پر قلم اٹھانے سے پہلے ہی سوچ لیا تھا کہ ہمارے دوست اسے دیکھ کر بہت سٹ پٹائیں گے۔طرح طرح کی باتیں بنائیں گے۔بزرگوں کا بے ادب بتائیں گے۔ اپنی شہرت کا خواہاں سمجھیں گے۔اماموں کا دشمن کہیں گے۔لیکن میں حیران ہوں کہ ایک شخص جو ایک حقیقت کو واضح کرے اس سے دشمنی کیوں کی جائے؟ آپ کیوں ایسی کتابوں کو دین کی کتابیں مانیں جنہیں نہ تو قول رسول ﷺ نقل کرنے میں احتیاط نہ آپ پر جھوٹ باندھنے میں باک، نہ قول اصحاب غلط نقل کرنے میں خطرہ، نہ واقعات کو الٹ پلٹ کر ڈالنے میں تامل، نہ اماموں کا صحیح مذہب نقل کرنے کی کوشش، نہ احادیث رسول ﷺ میں کمی بیشی کرنے سے حذر، نہ انکار حدیث کرنے میں کچھ ڈر، موقوف کو مرفوع کردیں، مرفوع کو موقوف بنادیں، کسی کے قول کو کسی کے ذمہ ڈالیں، اپنے مطلب کے ضعیف قول کو اچھالتے پھریں، اپنے مطلب کے خلاف قوی سے قوی دلیل کو بودی بنانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگائیں طریقہ نبویہ میں وہ وہ مسائل بیان کریں جن سے طبیعت، بھنائے، دل کراہت کرے، جو کتابیں تحقیق سے منزلوں دور ہوں، دلائل سے بالکل خالی ہوں، اللہ کے کلام کو رسول ﷺ کی حدیث کو لوگوں کے قیاس کے تابع کیا جائے۔

میرے مخاطب اگرچہ حقیقتاً وہ لوگ ہیں جو تقلید کے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں اور جائے قرآن و حدیث کے لوگوں کے اقوال اور ان کی رائے قیاس پر عمل کرنا اپنے ذمہ ضروری کر لیا ہے لیکن ضمناً ان لوگوں سے بھی خطاب ہے جو اہل حدیث ہیں۔ تقلید سے کوسوں دور ہیں، قرآن حدیث کا علم بھی ہے لیکن پھر بھی فتویٰ لکھتے وقت مسائل بتاتے وقت یہی ہدایہ شرح وقایہ کنز قدوری منیہ قنیہ ان کے سامنے رہتی ہیں، اس کی عبارت نقل کردی گویا دلیل دے دی۔ حالانکہ فقہ کی یہ کتابیں وہ نہیں کہ ان پر بے دلیل عمل کر لیا جائے۔ ان کتابوں میں جو حدیثیں ہیں وہ بھی پایہ اعتبار سے ساقط ہیں تاوقتیکہ حدیث کی کسی معتبر کتاب میں نہ مل جائیں اور ان کی صحت و ضعف کا حال معلوم نہ ہو جائے، انہیں نقل کرنا اور ان پر فتوے دینا جائز نہیں کیونکہ نہ ان لوگوں کو حدیث کی مہارت ہے، نہ پرکھ، نہ انہیں کھرے کی

www.deenekhalis.com

تمیز، نہ ضعیف کی پرواہ، نہ موقوف اور مرفوع میں انہیں احتیاط-

اب میں آپ کو اپنے اس قول پر متقدمین سے دلیل دوں تاکہ کم از کم آپ مجھے یہ تو نہ کہہ سکیں کہ تم نے یہ ایک نیا جھگڑا نکالا اور ہمارے مذہب کی مسلمہ کتابوں پر بے جا حملہ کیا-

شیخ عبدالحق حنفی دہلوی شرح سفر السعادت میں ہدایہ اور مصنف ہدایہ کی نسبت لکھتے ہیں-اگر حدیثے آوردہ نزد محدثین خالی از ضعفی نہ غالباً اشتغالِ وقت آں اوستاذ در علم حدیث کمتر بودہ-"یعنی مصنف ہدایہ اگر کوئی حدیث بھی ہدایہ میں لاتے ہیں تو وہ بھی محدثین کے نزدیک ضعف سے خالی نہیں ہوتی-غالباً مصنف ہدایہ کو علم حدیث کا بہت کم شغل تھا-"

ایک مصنف ہدایہ ہی نہیں بلکہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ تو فرماتے ہیں هؤُلاَءِ اَصْحَابُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ لَيْسَ لَهُمْ بَصَرٌ بِشَيٍ مِّنَ الْحَدِيْثِ مَاهُوَ اِلاَّ الْجرْاَةُ قِيَام اللیل، للمروزی" مطبوعہ رفاہ عام لاہور ص ۱۲۴ یعنی امام ابو حنیفہ کے مذہب والوں کو حدیث کی کچھ تمیز ہی نہیں وہ تو سراسر دھینگا مشتی کیا کرتے ہیں-

فقہ شریف کی کل کتابوں کا حال قریب قریب یہی ہے کہ ان کے مصنفین کو حدیث کی مطلقاً تمیز نہیں ہم اس کے لئے اک شاہد عدل انہی میں سے پیش کرتے ہیں- مقدمہ عمدة الرعایہ مطبوعہ یوسفی ص ۱۲ کی آخری سطر میں لکھتے ہیں-ان الكتب الفقيهية و ان كانت معتبر في انفسها بحسب المسائل الفرعية و كان مصنفوها ايضا من المعتبرين والفقها الكاملين لا يعتمد عل الاحاديث المنقوله فيها اعتمادا كليا و لا يحزم لو وردها و ثبوتها قطعا بمجرد وقوعها فيها فكم من احاديث ذكرت في الكتب المعتبر وهى موضوعة و مختلفة اور ص ۱۳ پر لکھتے ہیں-ومن الفقهاء من ليس لهم حظ الا ضبط المسائل الفقهية من دون المهارة في الروايات الحديثية- یعنی فقہ کی کتابیں اگرچہ فروعی مسائل میں معتبر ہوں اور ان کے تصنیف کرنے والے بھی اگرچہ کامل فقیہ اور معتبر لوگ ہوں، تاہم ان کی نقل کردہ حدیثوں پر پورا اعتماد نہ کرنا چاہیے بلکہ دراصل وہ حدیث ہے یہ بھی یقین نہیں کیا جاسکتا اور اس حدیث کے ثبوت کا بھی کامل علم محض ان فقہاء کے اپنی کتابوں میں وارد کرنے سے حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ ان حضرات نے تو معتبر تر کتابوں کو بھی بکثرت موضوعات اور مختلفات سے پر کر دیا ہے- یہ وہ فقہا ہیں جنہیں فقہی

مسائل کے ادھر ادھر سے جمع کر دینے کے سوا کچھ نہیں آتا-حدیث میں انہیں کوئی مہارت نہیں-

برادران! اس اتنی بڑی اور زبردست اور صحیح صریح گھر کی شہادت کے بعد اگرچہ کسی مزید شہادت کی ضرورت نہیں لیکن تاہم آپ کی تشفی کے لئے ایک اور شہادت اس سے بھی زیادہ معتبر اور موثق پیش کرتا ہوں- غور سے سنئے- ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ موضوعات کبیر مطبوعہ مجتبائی ص ۱۲۷ میں لکھتے ہیں-لا عبرة بنقل النهاية ولا بقية شراح الهداية فانهم ليسوا من المحدثين ولا اسند والاحاديث الى احد من المخرجين- یعنی نہایہ والے اور دیگر شارحین ہدایہ کسی حدیث کو اپنی کتاب میں وارد کریں تو وہ معتبر نہیں، اس لئے کہ وہ حدیث کے جاننے والے نہیں اور نہ کسی محدث کی حدیث کی کتاب کا حوالہ دیتے ہیں-

ان فقہاء کرام کی نسبت حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کی رائے بھی سن لیجئے، آپ اپنی کتاب الانصاف مطبوعہ شرکتہ مطبوعات مصر ص ۱۷ میں لکھتے ہیں-فان اكثرهم لايعرجون من الحديث الا على اقله ولا يكادون يميزون صحيحه سقيمه ولا يعرفون جيده من رويهه ولا يعيون بما ابلغهم منه ان يحتجوا به على خضو مهم اذا و افق مذاهبم التى ينتحلونها و وافق آراهم اللتى يعتقدونها- یعنی اکثر یہ فقہاء حدیث بہت ہی کم جانتے ہیں اور صحیح ضعیف کی پہچان انہیں خاک بھی نہیں ہوتی اور حدیث کی عمدگی غیر عمدگی سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا- کوئی بھی روایت ہو مطابق مطلب اور موافق مذہب ہونی چاہیے- فوراً وارد کر دیا کرتے ہیں چاہے کیسی ہی ہو-

عراقی حدیثیں

حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ تو جملہ اہل الرائے اور ان کے شہروں سے اس قدر بیزار اور بدظن ہیں کہ میزان شعرانی مطبوعہ مصر میں ہے کان يقول اياكم والاخذ بالحديث الذى اتاكم من بلاد اهل الراى الا بعد التفتيش- یعنی ان رائے قیاس کرنے والوں کی طرف سے جو حدیث پہنچے اسے بلا تفتیش و تلاش ہرگز ہرگز نہ لیا کرو- اصول

حدیث کی معتبر کتاب تدریب الراوی میں تو ان فقہاء کے استادوں کے استاد جو حنفی مذہب کے جان و جگر ہیں، ان سب کو حدیث کے بارے میں بالکل گرادیا ہے اور پوری جماعت کو غیر معتبر قرار دیا ہے- میرے پاس یہ کتاب قلمی ہے، اس کے ص ۵۳ میں حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کل حدیث جاء من العراق ولیس له اصل فی الحجاز فلا تقبله- یعنی عراق کی جانب سے جو حدیث آئے اور حجاز میں اس کی اصلیت نہ پائی جاتی ہو تو اسے قبول نہ کیا کرو- اسی کتاب کے اسی صفحہ میں امام زہری کا قول منقول ہے- اذا سمعت بالحدیث العراقی فار دوبه ثم اردو به- یعنی چونکہ عراقیوں کو حدیث سے مس نہیں ان کی بیان کردہ حدیث کو قبول نہ کر لیا کرو- حضرت امام طاؤس تو ان سے بھی بڑھ کر فرما گئے اور پہلے سے لوگوں کے کان کھول دیے- اس کتاب کے اسی صفحہ میں آپ کا فرمان منقول ہے- اذا حدثك العراقی مائة حدیث فاطرح تسعة و تسعین یعنی عراق والے اگر سو حدیثیں بیان کریں تو ان میں ننانوے غیر ثابت ہوں گی اور امام ہشام بن عروہ نے تو اس ڈھول کا پول کھول دیا اسی صفحہ میں ان کا قول یہ ہے- اذا حدثك العراقی بالف حدیث فالق تسع مائة و تسعین و کن من الباقی فی شك- یعنی اگر کوئی عراقی شخص تیرے سامنے ایک ہزار حدیثیں بیان کرے تو سمجھ لے کہ نو سو نوے تو اس میں سے اعتبار سے گری ہوئی ہوں گی- اور دس جو باقی رہ گئیں وہ بھی ابھی شک والی ہوں گی- بلکہ خود صاحب مذہب یعنی حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی نسبت سنئے قیام اللیل للمروزی مطبوعہ رفاہ عام لاہور ص ۱۲۳ کی آخری سطر میں ہے- قال ابن المبارك كان ابو حنیفة رحمته الله یتیما فی الحدیث- یعنی شیخ الاسلام حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ابو حنیفہؒ حدیث میں یتیم تھے- امام صاحبؒ کی حدیث کی کمی کا اعتراف صاحب عمدۃ الرعایہ شرح شرح وقایہؒ بھی ص ۱۴ مطبوعہ یوسفی میں ان الفاظ میں کرتے ہیں: و اما روایاته للاحادیث فهی و ان كانت قلیلة بالنسبة الی غیره من المحدثین الا ان قلتها لا تحط مرتبة یعنی امام صاحبؒ کی حدیث کی روایت اگرچہ بہ نسبت دوسرے محدثین کے کم ہے لیکن اس کمی سے ان کا درجہ کم نہیں ہو سکتا غرض صاحب عمدۃ الرعایہ کو اقرار ہے کہ امام صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے حدیثیں مروی ہیں بلکہ تاریخ خطیب بغدادی

میں حضرت امام صاحب کی نسبت منقول ہے کہ آپ نے علم حدیث سے اپنی بے رغبتی اور بے اعتنائی کھلے لفظوں میں ظاہر فرمائی- الفاظ ملاحظہ ہوں-

قلت فان سمعت الحدیث و كتبه حتی لم یكن فی الدنیا احفظ منی قالوا اذ كبرت و ضعفت حدثت واجتمع علیك الاحداث والصبیان ثم لاتامن ان تغلط فیرمون بالكذب فیصیر حالك فی عقبك فقلت لاحاجة لی فی هذا- یعنی امام صاحب فرماتے ہیں طالب علم کے شروع کرنے سے پہلے میں نے لوگوں سے دریافت کرنا شروع کیا کہ فلاں علم کے پڑھنے سے کیا فائدہ؟ اور فلاں علم سے کیا نتیجہ؟ اسی سلسلہ میں میں نے کہا اگر حدیث کا علم حاصل کروں اور اس میں اس مرتبہ تک پہنچ جاؤں کہ مجھ سے زیادہ حافظ حدیث کوئی نہ ہو تو کیا انجام ہو گا؟ انہوں نے کہا کہ جب آپ بڑی عمر کو پہنچ کر حدیثیں بیان کرنی شروع کریں گے اور نوجوان نو عمر لوگوں کا حلقہ آپ سنے گا تو لامحالہ کہیں نہ کہیں غلطی بھی ہو جائے گی پس آپ کو کذاب کا خطاب دے دیا جائے گا اور وہ آپ کے انتقال کے بعد بھی آپ کی سوانح میں رہ جائے گا تو میں نے کہا- مجھے اس علم حدیث کی کوئی ضرورت نہیں-

مصنف ہدایہ کی وارد کردہ احادیث کا حال

خیر میں اپنے موضوع سے دور نکل گیا! جانے دو یہ ایک مستقل بحث ہے ہمیں تو اس وقت یہ ثابت کرنا ہے کہ خود بڑے بڑے منصف مزاج حنفی مذہب کے علماء بھی اس قول میں ہمارے ساتھ ہیں کہ فقہ کی کتابوں والے حدیثیں وارد کرنے میں بہت بے پرواہی برتتے ہیں اور وہ فن حدیث سے اکثر بے خبر ہوتے ہیں اور باوجود لاعلمی کے حدیث بیان کرنے میں بڑی دلیری کر گذرتے ہیں، ہم نے چند شہادتیں نقل کر دیں، اب اور شہادتیں نقل کرتے ہیں جو خاص ہدایہ شریف کی نسبت ہیں-

علامہ اشرف بن طیب حنفی تنبیہ الوسنان میں فرماتے ہیں- ترجمہ زندیقوں اور بدعتیوں نے جو حدیثیں پیغمبر علیہ السلام کے اوپر گھڑ لی تھیں جن کی تعداد ایک لاکھ سے بڑھ گئی تھی تو کسی حنفی مذہب کی کتاب میں کسی حدیث کا صرف لکھا ہوا دیکھ لینا اس حدیث کے صحیح

ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتا۔اس لئے کہ ان کاوارد کرنا بیکار ہے۔یہ متاخرین فقہا چاہے علماء ماوراء النہر ہوں، خواہ علماء عراق ہوں، خواہ علماء خراسان ہوں، یہ لوگ اپنی ان فقہ حنفی کی کتابوں میں حدیثیں لے تو آتے ہیں مگر حدیث کی کسی معتبر کتاب کا حوالہ نہیں دیتے بلکہ نہیں دے سکتے حتیٰ کہ صاحب الهدايه اللتى عليه مدار رحى الحنفية یہاں تک کہ مصنف ہدایہ بھی جن پر حنفی مذہب کی چکی چل رہی ہے یہ بھی یونہی حدیث کہہ کر لکھ دیتے ہیں لیکن اکثر وہ الفاظ حدیث کہیں دستیاب نہیں ہو سکتے۔

اب ہم اس بحث کو حضرت مولانا مولوی عبدالحئی صاحب حنفی لکھنوی کے ایک دوٹوک فیصلہ پر ختم کرتے ہیں۔آپ اجوبہ فاضلہ میں لکھتے ہیں۔الاترى لى صاحب الهداية من اجلة الحنفية والرافعى شارح الوجيز من اجلة ا لشافعة مع كونهما ممن يشاء اليهما بالانامل ويعتمد عليه لا ماجد والا مائل قد ذكر افى تصانيفهما مالم يوجدله اثر عند خبير بالحديث۔ کیا حنفی مذہب کی ایک قابل قدر زبردست ہستی مصنف ہدایہ کو اور شافعی مذہب کے رکن رکین قابل فخر وجود شارح وجیز کو نہیں دیکھتے کہ باوجودیکہ وہ ممتاز ترہستیاں ہیں جن کی طرف لوگوں کی انگلیاں اٹھ رہی ہیں اور جنہیں ہر چھوٹا بڑا عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے، جن کی بزرگی دلوں میں کھبی چلی جارہی ہے۔ مگر آہ! حدیث دانی کے امتحان میں یہ بھی ناپاس ہو جاتے ہیں اور اس میدان کے مرد اور اس در کے پیراک یہ بھی ثابت نہیں ہوتے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ بھی باوجود اس فضل و شہرت کے اپنی تصانیف میں اکثر ایسی حدیثیں وارد کر دیا کرتے ہیں کہ جو ڈھونڈے نہ ملیں' جن کا اتا پتا نہ چلے، اور حدیث داں کے سامنے ان حدیثوں کو بیان کر کے ہمیں جھینپنا پڑتا ہے۔

ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ تذکرہ الموضوعات میں لکھتے ہیں۔ان نقل الاحاديث النبوية لايجوز الامن الكتب المتداوله لعدم الاعتماد على غيرها۔ یعنی آنحضرت ﷺ کی حدیثوں کو صرف حدیث کی معتبر اور مشہور کتابوں سے لینا چاہیے کیونکہ ان کے سوا اور کتابیں اعتماد اور بھروسے کے لائق نہیں۔

مقدمہ ہدایہ جلد اول ص ۳ مطبوعہ فاروقی میں ہے۔وبعض الشافعية طعنوا على صاحب الهداية بانه اورد فيها الاحاديث اللتى ليست تبلك۔ شافعیوں نے طعنہ دیا

ہے کہ مصنف ہدایہ نے اپنی کتاب میں ایسی حدیثیں وارد کی ہیں جو وارد کیے جانے کے قابل نہ تھیں۔

ہدایہ کی غلطیوں کا حنفی مذہب فقہا کو اعتراف

مجھے رہ رہ کر خیال گزرتا ہے کہ برادران احناف میری اس کتاب سے نصیحت پکڑنے عبرت حاصل کرنے کے بجائے کہیں ایسا نہ ہو کہ جوش تعصب میں اس کتاب کو برا بھلا کہنے لگیں اور مجھ سے بلاوجہ بگڑیں حالانکہ میرا ارادہ اپنی طاقت کے مطابق اصلاح کا ہے۔میری چاہت یہ ہے کہ ان دوستوں نے قرآن و حدیث کی جگہ جو ان فقہ کی کتابوں کو دے رکھی ہے یہ خالی کرالی جائے۔آج جو دلچسپی اور عزت ان کتابوں کی ان لوگوں کے دلوں میں رچ گئی ہے میرا ارادہ ہے کہ اس کے بدلے کلام اللہ اور کلام الرسول کی عزت اور دلچسپی کو دی جائے۔میں نے جو وہم اور غلطی صاحب ہدایہ کی بیان کی ہے اس کی وجہ سے اگر کوئی صاحب مجھ پر بگڑیں تو کم از کم انصاف اس کا مقتضی ہے کہ مجھ سے پہلے ان لوگوں پر بھی خفا ہوں جو انہی میں سے ہیں اور مصنف ہدایہ کی نسبت وہ بھی اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں۔میں آپ کو آپ کے مذہب کی معتبر کتاب معتبر حنفی کی لکھی ہوئی بتلاؤں۔الفوائد البهيه مطبوعہ یوسفی ص ۴۲ پر لکھا ہے۔في طبقات القارى قدوقع فى كتاب الهداية اوهام كثير قد نقلها العلامة الفهامة الشيخ عبدالقادر القرشى الحنفى فى كتابة المسمى بالعناية۔ یعنی ملا علی قاریؒ اپنی کتاب طبقات میں لکھتے ہیں۔ہدایہ میں بڑی بڑی غلطیاں اور بہت سے وہم ہیں جن کو علامہ شیخ عبدالقادر قریشی حنفی نے اپنی کتاب عنایہ میں ذکر کیا ہے۔بلکہ علامہ ممدوح نے اس مضمون پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس کا ذکر بھی اسی کتاب کے اسی صفحہ میں ان لفظوں کے ساتھ ہے۔ولہ کتاب اوہام الہدایۃ۔اس کتاب کا نام ہے "اوہام ہدایہ" افسوس یہ کتاب مجھے دستیاب نہیں ہوئی اور نہ عنایہ میری نگاہ سے گزری۔الغرض کتاب ہدایہ محفوظ و مامون نہیں اور جب حنفی مذہب کی فقہ کی اس اعلیٰ کتاب کا یہ حال ہے تو اس سے نیچے کے درجہ کی کتابوں کو خود آپ اسی پر قیاس کر لیجئے۔

www.deenekhalis.com

فقہ حنفی کی دوسری کتابوں پر علماء حنفیہ کا ریمارک

حنفی مذہب کی اعلیٰ کتاب ردالمختار کی پہلی جلد کے باونویں صفحہ کی اس عبارت کو سن لیجئے- لایجوز الافتاء من الکتب المختصر کاالنھر و شرح الکنز للعینی والدر المختار شرح تنویر الابصار ...... لشرح الکنز لملا مسکین و شرح النقایة للقھستانی ...... کاالقنیة للزاھدی ...... وینبغی الحاق الاشباہ والنظائربھا ...... لایعتمد علی ...... ابن نجیم ولا علی الفتاوی الطوری- (یہی عبارت عمدۃ الرعایہ میں بھی ہے) یعنی فقہ کی تمام مختصر کتابوں سے فتویٰ دینا جائز نہیں-فقہ کی کتاب نہر شرح کنز عینی کی-در مختار جو تنویر الابصار کی شرح ہے-شرح کنز ملا مسکین کی-شرح نقایۂ قہستانی-قنیہ زاہدی کی-اشباہ و نظائر وغیرہ اسی طرح فتاویٰ ابن نجیم فتاویٰ طوری بھی اعتماد کے لائق نہیں اور مقدمہ عمدۃ الرعایہ ص ۱۲ جلد اول مطبوعہ مجتبائی میں ہے-ومن الکتب الغیر المعتبر فتاوی ابراھیم شاھی ...... ومنھا تصانیف نجم الدین مختار بن محمود بن محمد الزاھدی المعتزلی الاعتقاد حنفی الفروع ...... کالقنیة والحادی والمجتبی شرح مختصر القدوری و زاد الائمة و غیر ذالك. الحادی للزاھدی ومنھا سراج الوھاج شرح المختصر القدوری ...... ومنھا مشتمل الاحکام لفخر الدین الرومی ...... ومنھا الفتاوی الصوفیة ...... ومنھا فتاوی ابن نجیم و فتاوی الطوری ...... ومنھا خلاصة الکیدانی- یعنی فتاویٰ ابراہیم شاہی اور نجم الدین کی کل لکھی ہوئی فقہ کی کتابیں جو کہ حنفی مذہب تو تھا لیکن اعتقاداس کے معتزلہ کے تھے-اور قنیہ اور حاوی اور مجتبیٰ شرح قدوری اور زادالائمہ اور سراج الوہاج شرح قدوری اور مشتمل الاحکام اور فتاویٰ صوفیہ اور فتاویٰ ابن نجیم اور فتاویٰ طوری اور خلاصہ کیدانی یہ سب فقہ کی کتابیں ہیں لیکن سب کی سب غیر معتبر ہیں-برادران جب ان سب کتابوں کو غیر معتبر کہنے والے آپ کے نزدیک برے نہیں تو ایک اور کتاب کو غیر معتبر کہنے والا بھی معذور سمجھا جائے-صرف میں ہی نہیں فقہ کی کتابوں کو غیر معتبر کہتا ہوں بلکہ میرے ساتھ وہ جماعت ہے جو آپ کے نزدیک واجب الاحترام اور قابل تعظیم وصد ادب سمجھی جاتی ہے-میں حیران ہوں کہ اس قدر

مسالہ جس کی نظر سے گزرے گا اس کا دل پھر بھی ہدایہ کو معتبر ماننا کیسے گوارا کرے گا؟ کوئی فن ایسا نہیں جس میں صاحب ہدایہ نے غلطی نہ کی ہو-ان کتب فقہ کی نسبت امام طحاوی کی رائے ملاحظہ ہو جو اپنی کتاب عقیدہ اہل حنیفہ میں لکھتے ہیں-ترجمہ جاننا چاہیے کہ "کتب فقہ صرف امام ابو حنیفہ ہی کے اقوال نہیں بلکہ معتزلہ قدریہ شیعہ روافض خوارج وغیرہ کے اقوال بھی ان میں ہیں-"

منہاج السنہ جلد ۴ ص ۶۶ میں ہے وکذالك الحنفی یخلطه بملذهب ابی حنیفة شیئا من اصول المعتزلة والکرامیة والکلابیة ویضیفه الی مذهبه- یعنی فقہاء احناف نے بھی اپنے حنفی مذہب کو معتزلہ کرامیہ کلابیہ وغیرہ باطل فرقوں کے اقوال ملا کر مخلوط کر دیا ہے پس جو کچھ ان فقہ کی کتابوں میں ہے اسے امام صاحب کا مذہب سمجھنا صریح غلطی ہے-

مولانا عبدالحی حنفی لکھنوی کی ایک عبارت بھی یہاں نقل کرنا موقع لحاظ سے نہایت مناسب ہوگا-جس سے یہ بات بھی ثابت ہو جائے گی کہ حنفی مذہب کی بڑی بڑی معتبر کتابوں میں امام صاحب ابو حنیفہؒ کا نام لے کر جن مسائل کو ان کی طرف منسوب کیا ہے دراصل وہ نسبت بھی صحیح نہیں اور اس اتنے بڑے اندھیرے کو دیکھنے کے بعد تو غالباً کوئی ذی فہم انسان ان فقہ کی کتابوں کو معتبر نہیں مان سکتا-آپ عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ میں لکھتے ہیں ولا شبیهة ان فی التسابه الی الامام افتراء والرفع الیه اجتراء یعنی زانیہ عورت کو زنا کاری کی خرچی حلال ہے اس قول کی نسبت امام صاحب کی طرف کرنا صریح بہتان اور کھلی تہمت ہے-معلوم ہوا کہ فقہ کی کتابوں میں امام صاحب پر بھی حضرات مصنفین نے افتراپردازیاں کی ہیں-برادران کیا اب بھی یہ کتابیں اعتبار کے قابل رہیں؟ ان فقہاء کرام کی زبانوں پر چڑھی ہوئی مشہور احادیث کی نسبت حجۃ الہند حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول فیصل سنئے آپ حجۃ اللہ ص ۷۰ا جلد اول مطبوعہ خیریہ مصر میں لکھتے ہیں-منھا ما اشتھر علی السنة الفقھاء والصوفیة والمورخین و نحوهم و لیس له اصل فی ھذه الطبقات الاربع- یعنی بعض حدیثیں جو فقہاء اور صوفیہ اور مورخین وغیرہ کی زبانوں پر مشہور ہیں اور حقیقت میں محض بے اصل ہیں-حدیث کے چاروں طبقوں کی کتابوں میں ان کی اصل نہیں-

اب شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ان فقہاء کرام کی نسبت ریمارک بھی ملاحظہ فرمایئے آپ اسی کتاب کے ص ۲۴ پر لکھتے ہیں :ومن العجب العجیب ان الفقهاء المقلدین یقف احدهم علی ضعف ماخذ امامه بحیث لایجد لضعفه مدفعا و مومع ذالك يقلده فيه و يترك من شهد الكتاب والسنة الاقيسة الصحيحة لمذهبهم جمود اعلى تقلدى امام هل يتحين ولليدفع ظاهر الكتاب والسنة ويتا ولهابا التاويلات البعيد الباطلة نضالا عن مقلده— یعنی افسوس اور تعجب تو ان فقہاء مقلدین کے حال پر یہ ہے کہ یہ لوگ باوجود اس علم کے کہ ان کے امام کی دلیل کسی مسئلہ میں ایسی بودی ہے کہ اس کا بودا پن کسی طرح نہیں ٹل سکتا اور اس کے بالمقابل قرآن کریم کی صریح آیت یا صحیح حدیث یا بہترین قیاس موجود ہے پھر بھی تقلیدی جال میں پھنس کر اپنے امام کے مسئلہ کو ثابت کرنے میں لگ جاتے ہیں اور ایسے مقامات پر بھی تقلید کو نہیں چھوڑتے بلکہ کتاب و سنت کو بہانے بنا بنا کر چھوڑ بیٹھتے ہیں۔

برادران! آپ نے یہ عبارت ملاحظہ فرمائی۔ اب کیا میں اس کہنے میں حق پر نہیں ہوں؟ کہ ان فقہاء کرام کی یہ کتابیں قابل اعتبار نہیں۔ یہ مجموعے اس قابل نہیں کہ ان پر دین کا مدار رکھا جاوے۔ اب تقلید شخصی کا دعویٰ کرنے والے اور فقہ کی ان کتابوں کے مسائل کو حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مسائل جاننے والے کو میں شاہ صاحب موصوف کی ایک اور عبارت بھی سنادوں جس سے فقہ کی کتابوں کی حقیقت معلوم کرنے میں انہیں بہت آسانی ہو جائے گی۔ اسی کتاب کے ص ۱۲۸ پر آپ لکھتے ہیں۔ انی وجدت بعضهم يزعم ان جميع مايوجد في هذه الشروح الطويلة و كتب الفتاوى الضخمة هو قول ابى حنيفة و صاحبيه وليس مذهبا في الحقيقة— یعنی لوگوں کا یہ خیال بھی ہے کہ فقہ کی ان ضخیم اور طویل کتابوں میں جتنے مسائل ہیں وہ سب امام صاحب اور ان کے دونوں شاگردوں کے ہیں حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے فی الحقیقہ یہ سب مسائل ان حضرات کے نہیں ہیں بلکہ شاہ صاحب موصوف اسی کتاب کے اسی صفحہ میں اصول فقہ کی کتابوں کے اصول کی نسبت بھی یہی ریمارک کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی سخت۔ چنانچہ لکھتے ہیں :

بعضهم يزعم ان بناء المذاهب على هذه المحاورات الجدلية المذكور في مبسوط السرخسى والهدايه والتبيين و نحو ذالك ولا يعلم ان اول من

اظهر ذالك فيهم المعتزلة.

یعنی بعض لوگ جانتے ہیں کہ کتب فقہ مثلاً مبسوط اور ہدایہ اور تبیین وغیرہ میں جو لمبی چوڑی بحثیں اور اصول ہیں وہ حنفی مذہب کی بنا ہیں حالانکہ یہ خیال لاعلمی پر مبنی ہے بلکہ اول اول ان باتوں کو معتزلہ نے ظاہر کیا ہے (جو حنفی مذہب میں داخل ہو گئی ہیں)۔

بحمد اللہ میں اپنا مقصد ایک حد تک صاف صاف ظاہر کر چکا کہ فقہ کی یہ موجودہ کتابیں ہرگز قابل اعتماد نہیں بلکہ یہ اس قابل ہی نہیں کہ یہ حنفی مذہب کی کتابیں کہی جائیں، اے جناب یا تو اس میں حدیثیں ہیں یا اقوال ائمہ ہیں یا اصول مذہب ہیں' حدیثیں ان کی وارد کی ہوئی ناقابل اعتماد۔ ائمہ کے اقوال کے وارد کرنے میں یہ بے احتیاط، اصول کے بیان کرنے میں یہ غیر معتبر، پھر اب باقی کیا رہ گیا۔ پس اے میرے دینی بھائیو! حضور رسول ﷺ کے اس نورانی فرمان کے مطابق اپنا عقیدہ آج ہی درست کر لو۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ تركت فيكم امرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما كتاب الله و سنة رسوله یعنی میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں جب تک ان پر مضبوط رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ایک قرآن کریم دوسرے حدیث شریف ایک اور حدیث میں ہے وما كان سوى ذالك فهو فضل— اس کے سوا سب فضول ہے۔

فقہ کی کتابوں کے سب مسائل امام صاحبؒ کے نہیں

چونکہ مندرجہ بالا عبارتوں میں شاہ صاحب نے تشریح کی ہے کہ کتب فقہ حنفیہ میں جو اقوال ہیں وہ صرف تینوں اماموں ہی کے نہیں بلکہ اور بزرگوں کے بھی ہیں، میں اسے کسی قدر تفصیل سے لکھتا ہوں۔ سنئے :

حنفیہ کے مسائل کی تین قسمیں۔ اول مسائل اصول جن سے مراد امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ ابو یوسف' محمد زفر' حسن بن زیادہ وغیرہ۔ وہ لوگ جو امام صاحب کے شاگرد تھے ان سب کے احکام۔ دوم مسائل نوادر یہ بھی مروی تو ان ہی حضرات سے ہوں گے، احکام انہی کے ہوں گے، رائے قیاس کرنے والے ان کے بھی یہی بزرگ ہیں لیکن ان کی روایات ایسی ظاہر اور ثابت اور صحیح نہیں جیسے کہ قسم اول کی تھیں، سوم واقعات یہ وہ مسائل ہیں جن کو ان

کے بعد والے مجتہدوں نے استنباط کیا، ان سے سوالات ہوئے اور کوئی روایت ان کے جواب میں امام صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے مروی نہ تھی تو اس جماعت نے قیاس اور استنباط کر کے اپنی رائے سے وہ مسائل بیان کئے، اس جماعت کا حلقہ بہت وسیع ہے اس گروہ میں امام صاحب کے شاگردوں کے شاگرد بھی داخل ہیں پھر ان کے شاگرد بھی داخل ہیں اور اسی طرح نیچے تک ان میں بعض کے اسمائے گرامی یہ ہیں- عصام بن یوسف، ابن رستم، محمد بن ساعہ، ابو سلیمان جرجانی، ابو حفص بخاری، محمد بن سلمہ، محمد مقاتل، نصیر بن یحییٰ، ابو نصر، قاسم بن سلام وغیرہ وغیرہ- میں نے جو کچھ لکھا ہے اس کے ثبوت میں سردست ایک نہایت معتبر حوالہ مع عبارت نقل کردوں پھر اس کی نسبت ایک خاص بات عرض کروں گا- حنفی مذہب کی معتبر تر کتاب شامی مطبوعہ دارالکتب مصر جلد اول ص ۵۱ میں ہیں اعلم ان مسائل اصحابنا الحنفية على ثلاث طبقات الاولى مسائل الاصول .... وهي مسائل مروية عن اصحاب المذهب وهم ابو حنيفه و ابو يوسف و محمد و يلحق بهم زفر والحسن بن زياد غير هما ممن اخذ عن الامام .... الثانيه مسائل النوادر وهي المروية عن اصحابنا المذكورين .... لم تروعن محمد بروايات ظاهر ثابة صحيحة- الثالثه الواقعات وهي مسائل استنبطها المجتهدون المتاخرون لما سئلوا عنها ولم يجدوا فيها روايته و هم اصحاب ابى يوسف و محمد و اصحاب اصحابهما وهم جرا وهم تكثيرون ومن بعد هم- اس کا ترجمہ قریب اوپر گذر چکا-

اب آپ خیال فرمایئے کہ قسم اول کے مسائل امام صاحب کے ہیں اور ان کے شاگردوں کے، جن کی تعداد خوش عقیدگی سے کبھی دس ہزار بتلائی جاتی ہے کبھی کم و بیش- حافظ ابوالمحاسن نے نو سو اٹھارہ شخص تو بقید نام و نسب شمار کر دیئے ہیں، پس کم سے کم ایک ہزار شخص تو یہ ہو گئے- قسم سوم میں چونکہ ان شاگردوں کے شاگردوں کے قیاسات اور اجتہاد و استنباط بھی حنفی مذہب میں داخل ہیں، اس لئے اگر فی شاگرد کم از کم دس شاگرد بھی رکھے جائیں تو ایک ہزار کے دس ہزار شاگرد ہوئے- دس ہزار قسم سوم کے اور ایک ہزار قسم اول کے- مل کر گیارہ ہزار اشخاص وہ ہوئے جو حنفی مذہب کے مملکت کے آزاد فرمانروا ہیں، اب پھر ان کے شاگرد لیجئے، ہر ایک کے دس دس بھی رکھے جائیں تو ایک ہزار کے ایک لاکھ

شاگرد ہو گئے تو صرف ان تین پیڑھیوں میں ایک لاکھ گیارہ ہزار بانیان مذہب حنفی کی تعداد صحیح ہو گئی- لیکن ابھی تک ختم نہیں ہوئی بلکہ پھر ان کے شاگرد پھر ان کے شاگرد، سلسلہ بہت دراز ہے- اس مسلسل سلسلہ کی صرف پہلی تین کڑیوں کی تعداد کم از کم ایک لاکھ گیارہ ہزار تک پہنچ گئی اور حالانکہ ابھی اس کی درجنوں کڑیاں اچھوتی ہیں- تقلید شخصی کا دعویٰ کرنے والو! للہ آنکھیں کھولو کیا یہ تقلید شخصی ہے یا تقلید لکھی بلکہ کروڑی؟ اور یہ بھی سمجھ لو کہ فقہ کی کتابوں میں صرف امام صاحب کے ہی اقوال نہیں بلکہ لاکھوں کروڑوں کے ہیں-

پھر ایک پر لطف بات سنئے، یہ ضروری نہیں کہ امام صاحب سے جو مسئلہ بیان کرنا چھوٹ جائے اسے ان کے شاگرد بیان کر دیں اور وہ مان لیا جائے- ان کے شاگردوں کی کمی کو ان کے شاگرد پوری کریں، اس کی کو پھر بعد والے ان کے پیچھے والے، نہیں نہیں بلکہ شاگردوں کو حق ہے کہ وہ امام صاحب کے خلاف کریں، پھر ان کے شاگردوں کو حق ہے کہ وہ اپنے استادوں کے خلاف کریں- اسی طرح ہر نیچے والا اوپر والے کی مخالفت کرنے میں آزاد اور خودسر ہے اور پھر لطف پر لطف یہ ہے کہ یہ بھی حنفی مذہب اور وہ بھی حنفی مذہب یہ بھی حق، وہ بھی حق- ایک کہتا ہے یہ حرام دوسرا کہتا ہے حلال، ایک کہتا ہے نکاح ہو گیا دوسرا کہتا ہے نہیں ہوا- ایک کہتا ہے طلاق پڑ گئی دوسرا کہتا ہے نہیں پڑی، تو یہ بھی حنفی مذہب وہ بھی حنفی مذہب، یہ بھی حق وہ بھی حق، حلال بھی ہمارا حرام بھی ہمارا- اگر میری یہ بات کڑوی لگتی ہے تو لیجئے اس کے منہ سے آپ کو سناؤں جو اس مذہب میں ایک نہایت ہی مقتدر اور ذیشان ہستی ہے- یعنی علامہ ابن عابدین صاحب شامی- چنانچہ اسی کتاب میں جس کا حوالہ اوپر گزرا بلکہ اس صفحہ میں اسی عبارت کے آگے وہ لکھتے ہیں وقد يتفق لهم ان يخالفوا اصحاب المذهب لدلائل و اسباب ظهرت لهم- یعنی یہ (تیسری قسم کے اور تیسرے درجہ کے) لوگ (جن کی باتیں حنفی مذہب میں اسی طرح داخل ہیں جس طرح امام صاحب کی) یہ امام صاحب کے خلاف بھی مسائل بیان کرتے ہیں، جب ان پر دلائل کھل جاتے ہیں اور اسباب معلوم ہو جاتے ہیں (تو یہ قسم اول و دوم کے خلاف مسائل بیان کیا کرتے ہیں- فتاویٰ دیتے ہیں اور وہ بھی حنفی مذہب میں قسم اول کی طرح داخل ہیں)

ناظرین نے معلوم کر لیا ہو گا کہ فی الواقع حنفی مذہب کے اماموں کی تعداد لاکھوں سے

گزر گئی، نہ صرف ایک حضرت امام ابو حنیفہؒ ہی کی تقلید ضروری رہی بلکہ ان کے ساتھ ان کے شاگردوں کی اور پھر ان کے شاگردوں کی- پھر ان کے شاگردوں کی اور اسی طرح مسلسل- لیکن آپ یہ خیال نہ فرمایئے کہ سوا اس سلسلہ کے اس حکومت کا حاکم کوئی اور نہیں، اس بادشاہت کے تخت پر سوا اس امتیاز کے کوئی اور نہیں بیٹھ سکتا، نہیں نہیں بلکہ اس حق کے حق دار اور بھی ہیں' یہاں تک کہ آج کل کے علمائے کرام بھی کبھی کبھی تخت نشین ہو جایا کرتے ہیں- اور جبراً انہیں بلکہ انہیں بھی حق دے رکھا ہے- چنانچہ اسی کتاب کے ص ۵۳ میں ہے- و ان لم یوجد منهم جواب التبة نصا ینظر المفتی فیها نظر تامل و تدبر و اجتهاد- یعنی اگر ان بزرگوں سے کسی مسئلہ کا جواب بالکل پایا ہی نہ جائے تو فتویٰ دینے والا خود اس میں غور و خوض اور اجتہاد کر لیا کرے- لیجئے جناب اب تو اس کی وسعت نے شاید کسی مولوی عالم کو نہ چھوڑا-

برادران! میں نہایت ادب سے عرض کروں گا کہ مندرجہ بالا تحریر پڑھنے کے بعد بھی جو تمام دنیا کے حنفیوں کے نزدیک مسلّم ہے اور کسی دو ایک مسئلہ میں نہیں بلکہ اصول کے اعتبار سے سارے حنفی مذہب کو شامل ہے کیا کوئی حنفی ایمانداری سے یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ میں تقلید شخصی کرتا ہوں؟ صرف امام ابو حنیفہ ہی کا مقلد ہوں؟ یا وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ کتب فقہ میں جو مسائل ہیں وہ سارے کے سارے صرف امام صاحب کے یا ان کے دونوں شاگردوں ہی کے ہیں؟ نہیں بلکہ وہ تو لاکھوں آدمیوں کی رائے قیاس کا مجموعہ ہے اور یہ ہی شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کا مقصود ہے کہ اللہ جانے کن کن کے رائے قیاس اور اقوال کے مجموعے کو امام صاحبؒ کے سر تھوپا جاتا ہے- اس سے ثابت ہوا کہ حنفی مذہب کی ان فقہ کی کتابوں میں صرف امام صاحبؒ ہی کے اقوال نہیں بلکہ کروڑوں لوگوں کے اقوال بے سند ہیں- اور پھر اس مجموعہ کا نام حنفی مذہب ہے- جو تقلید شخصی کے بھی منافی ہے اور ان کتابوں کے موضوع کے بھی خلاف ہے- آپ بھی انہیں دیکھ جایئے- کہیں علمائے بلخ کے فتاویٰ ہیں، کہیں علمائے سمرقند کے، کہیں علماء ماوراء النہر کے، کہیں علماء خراسان کے- پس شاہ صاحب کو اللہ جزائے خیر دے کہ انہوں نے اس کی تنبیہ کر دی کہ کہ ان فقہ کی کتابوں کو کوئی امام صاحب کے مذہب کی کتابیں ہی نہ جانے، ان کا تو صرف نام ہے اور نام سے کام ہے اور

لطف یہ ہے کہ اگر نام لیں تو بھی بہتان باندھ لینے کا خطرہ اور نہ لیں جب بھی جہالت کا خوف- لہذا کسی اعتبار سے یہ کتابیں معتبر نہیں- یہ کتابیں کیا ہیں دراصل لاکھوں بلکہ کروڑوں لوگوں کی رائے قیاس کا مجموعہ ہیں اور وہ بھی غیر معتبر- چونکہ حجائے خود یہ بھی ایک مستقل مضمون ہے، لہذا اسے یہیں پر ختم کر کے پھر اپنے اصلی موضوع پر آتا ہوں اور مسائل کی رو سے ہدایہ کا نمونہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں- ٹھنڈے دل سے سنئے!!

ہدایہ کے ایک سوچٹ پٹے مسائل

اس مفید بحث کے بعد میں چاہتا ہوں کہ نمونتاً آپ کو ہدایہ کے تھوڑے سے مسئلے وہ بھی سناؤں جن سے آپ کو اندازہ کرنے کا موقع مل جائے کہ آیا اہلحدیث اس عقیدے میں کہاں تک راہ راست پر ہیں کہ وہ فقیوں کے ان ہیر پھیر والے بے دلیل اقوال کو اور ایسے اقوال سے بھری ہوئی کتابوں کو گو اس میں بڑے بڑے بزرگوں کا نام ہو جوں کی توں تسلیم نہیں کرتے- میں اپنا مقصد ظاہر کرنے کے لئے پہلے بطور مقدمہ کے کچھ لکھتا ہوں- زاں بعد وہ مسائل جو گھناؤنے اور خلاف عقل و نقل ہیں، صرف اسی کتاب ہدایہ سے بقید صفحہ و باب بطور نمونہ صرف ایک سو نمبر وار بیان کروں گا- انشاء اللہ تعالیٰ-

مذہب اسلام جو دنیا بھر کی خوبیوں کا مجموعہ ہے جس نے اپنی اسی فطرتی اور قدرتی خوبیوں کے ذریعہ دنیا بھر کو بہت تھوڑی سی مدت میں اپنا حلقہ بگوش بنالیا، چار دانگ عالم میں اپنی ہر دلعزیزی اور حقانیت کا سکہ جمادیا، دنیا کے جملہ ادیان نے اس ایک دین پر دفعتاً دھاوا بول دیا لیکن اس کی صداقت کے طاقت افروز حسن خداداد نے سب حسینان جہاں کو نیچا دکھایا، جس کی ایک بار بھی بھولے سے ہی اس پر نظر پڑ گئی وہ عمر بھر اس کا کلمہ پڑھتا ہوا ہی نظر آیا- ایک زمانہ تھا جس وقت اس کے ماننے والوں کی نسبت مخالفین کا اتفاق تھا کہ غرھٗو لاء دینهم یعنی یہ لوگ تو اس دین کے متوالے بن گئے لیکن جوں جوں زمانہ گزرتا گیا، یہ صاف کپڑا میلا ہوتا گیا وہ پاک نشہ اترتا چلا گیا، گو آج بھی اسلام اپنی ان ہی خوبیوں کے ساتھ ہے لیکن ہم

www.deenekhalis.com

ہرگز یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ مسلمان بھی اسی پرانے روبہ پر ہیں بلکہ ہمیں اس حقیقت کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں کہ ع

ایں قدح بشکست وآں ساقی نماند

اسلام کی تعلیم تو یہ تھی کہ اللہ کی مانو، اس کے رسول ﷺ کی مانو لیکن ہم نے اس پر صبر نہ کیا- ایک تیسری چیز یعنی قیاس امام بھی نکال لی اور پھر اس پر اس سختی سے جم گئے کہ شدہ شدہ ہی اصل مانی جانے لگی اور اصل کو فرع کا بلکہ اس سے بھی نیچے کا درجہ دے دیا گیا- آج عام مسلمانوں کی یہ حالت نظر آتی ہے کہ اگر انہیں کسی مسئلہ کی ضرورت ہوئی وہ دریافت کرنے نکلے، کسی عالم نے بتلایا کہ اس کی نسبت قرآن و حدیث میں یہ حکم ہے تو ان کی تشفی نہیں ہوتی، وہ فوراً پلٹ کر کہتے ہیں کہ مولوی صاحب یہ بتلاؤ کہ حنفی مذہب میں اس کی بابت کیا فیصلہ ہے؟ آج خواص مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ جو لوگ مسند درس پر بیٹھے نظر آتے ہیں، مدرس مفتی اور عالم مشہور ہیں، مصنف اور مولوی ہیں، وہ اگر فتویٰ لکھیں گے تو تیرے میرے قول سے مسئلہ بتائیں گے تو زید بکر کا نام لے کر- تعلیم دیں گے تو ادھر ادھر کے قیاسات کی پیروی کریں گے تو اقتیوں کی- نام لیوا ہیں تو نیچے ہی نیچے کے- مجھے معاف رکھا جائے اگر میں کھلے الفاظ میں کہہ دوں کہ سچ تو یہ ہے کہ ہمارے اسلاف کا اسلام اور تھا اور ہمارا اور ہے، اگر وہ کامل مسلمان تھے تو ضرور ہمارے اسلام میں نقصان ہے اور بھائی اگر ہم باوجود ان ڈھنگوں کے کامل مسلمان ہیں تو وہ اس اسلام سے یقیناً بہت دور بلکہ محروم تھے-

جب تک ہمارے اچھے دن رہے، جب تک ہم اصل اسلام پر قائم رہے، جب تک ہمارے دلوں میں خوف اللہ اور محبت رسول ﷺ رہی، تب تک تو ہم اصولاً ان ہی چیزوں پر کاربند رہے جن پر صحابہ اور تابعین تھے یعنی قرآن و حدیث- جب ہماری اچھائی برائی سے، ہماری خوبی خرابی سے، ہماری نیکی بدی سے، بدل گئی- بجائے خوف اللہ کے ہر کہہ و مہ سے ہم ڈرنے لگ گئے، بجائے محبت رسول ﷺ کے جب اقتیوں کی محبت کے نشہ میں بدمست ہو گئے تو ہم ان دو چیزوں سے الگ ہوتے گئے یہاں تک کہ اب اس ہمارے زمانہ میں صرف قرآن و حدیث کا نام رہ گیا- عمل کے لئے اور چیز ہے اور تبرک کے لئے اور چیز- کھانے کے اور دکھانے کے اور- مسئلہ دیکھنا ہو تو ہدایہ شرح وقایہ کی ورق گردانی کی جائے، اگر تبرک

حاصل کرنا ہو تو بخاری مسلم کی زیارت کر لی جائے- فتویٰ لکھنا ہو تو کنز قدوری کی ضرورت پڑے ختم پڑھنا ہو تو خیر قرآن خوانی بھی ہو جائے- نبذوا کتاب الله وراء ظهورهم کے پورے مصداق ہم بن گئے- رسول اللہ ﷺ کی حدیث رد ہو جائے تو دل نہ دکھے لیکن فقہ کی کسی جزئی کو کوئی ٹال دے تو قیامت قائم ہو جائے- اگر اتباع سنت کو ترک کیا جائے تو کوئی ہرج نہیں لیکن ترک تقلید ترک اسلام سمجھا جائے- اگر رسول اللہ کی طرف سے نسبت ہٹ جائے تو پرواہ نہیں لیکن اماموں کی طرف سے نسبت ہٹانا کفر سمجھا جائے- محمدی نہ کہلواؤ لیکن اگر حنفی شافعی نہ کہلوائے تو یوں سمجھو کہ گویا کفر کی بھڑوں کے چھتے کو چھیڑ دیا- اسلام کا تقاضا تو یہ تھا کہ اللہ کی دی ہوئی دولت، ورثہ رسول ﷺ، فرمان پیغمبر ﷺ، حدیث نبوی ﷺ کو مضبوطی سے تھام لیا جائے لیکن ہم نے اپنے لئے جدا جدا مذاہب قائم کر لئے، حنفیت اور شافعیت وغیرہ کی شاخوں نے شاہراہ محمدی سے ہمیں دور دھکیل دیا- ہم نے سختی سے اماموں کی نہیں بلکہ ایک ہی امام کے اقوال کی تقلید شروع کر دی- اپنی نسبت بھی ان کی طرف کر لی- ان کے کل فرمان کو آنکھیں بند کر کے مان لینا اپنا وظیفہ کر لیا چنانچہ اصول فقہ حنفی کی معتبر کتاب توضیح معہ تلویح و دیگر حواشی مطبوعہ خیریہ مصر جلد اول ص ۱۳۶ میں لکھا ہے- فاما المقلد فالدليل عنده قول المجتهد فالمقلد يقول هذا الحكم واقع عندى لانه ادى اليه راى ابى حنيفه رحمه الله و كل ما ادى اليه رايه فهو واقع عندى- یعنی مقلد کی دلیل صرف اپنے امام کا قول ہے، مقلد کسی مسئلہ کو مانتا ہے تو محض اس لئے کہ اس کے امام کی یہی رائے ہے، اس کے امام کی ہر رائے کا ماننا اس پر ضروری ہے- اب آپ خیال فرمائیے کہ جس شخص کا یہ اسلام ہو اسے قرآن سے کیا مطلب؟ حدیث سے کیا واسطہ؟ اللہ سے کیا غرض؟ رسول ﷺ سے کیا رشتہ؟ یہ ہے اور اس کا امام، اس کا عمل ہے اور اس کے امام کا حکم، اس زہریلی ہوا نے کچھ اس بے طرح رگ و پے میں سرایت کی اور رونگٹے رونگٹے میں سمیت کا اثر پہنچایا کہ آج قرآن و حدیث پر عمل کرنے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا، بے دین اور لامذہب سمجھے جانے لگے- اتنے ہی پر بس نہ کیا بلکہ اس فرقہ کے ذمہ بہتان باندھے، جھوٹ بولے، تہمتیں رکھنے میں بھی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی- کہیں سے کوئی کتاب چھپتی ہے کہیں سے اشتہار شائع ہو رہے ہیں، کہیں اخبارات کے کالم سیاہ ہو رہے ہیں، کہ یہ

ایسے اور ایسے بھی تو نواب صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی کتابوں سے ہمیں الزام دیا جاتا ہے- کبھی مولانا اسمٰعیل شہید رحمتہ اللہ علیہ کی کتابوں سے- کبھی حضرت میاں صاحبؒ کی اور کبھی امام شوکانیؒ کی اور کبھی عبدالوہاب نجدیؒ کی- ساتھ ہی ساتھ ہمیں غیر مقلد بھی کہا جاتا ہے- ان عقل کے پتلوں کو کسی وقت شیطان اپنی گود سے دو گھڑی دور کرتا تو سوچنے کا موقع ملتا کہ ایک طرف تو ہم انہیں غیر مقلد کہتے ہیں- دوسری طرف ادھر کی ادھر کی کتابوں سے انہیں الزام دیتے ہیں تو دنیا کے شریف انسان ہمارے نام پر تھوکیں گے نہیں؟ یاد رکھو ہم اہلحدیث محمدیوں کا مذہب تو صرف قرآن و حدیث ہے جو الزام آیات قرآنی پر، جو الزام صحیح حدیث نبوی پر ہو، وہ الزام اس فرقہ پر ہے، جو الزام ان کے سوا کسی اور کے قول پر ہو، وہ الزام جماعت اہل حدیث پر نہیں اس لئے کہ اس گروہ کا امام سوائے محمد رسول ﷺ کے کوئی اور نہیں اور اسے ہمارے مخالف بھی مانتے ہیں مگر "خوئے بد را بہانہ بسیار" ان کا مطلب تو ہمیں کوسنا، ستانا، برا بھلا کہنا، ہوتا ہے- ہر بہانے اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑتے ہیں- چاہت ان کی یہ ہے کہ ہم فقہا کی کھچیوں میں تمام مسلمانوں کو پھانس لیں، کوئی بھی اس جال سے باہر نہ رہ جائے-

دوستو! بات یہ ہے کہ تم نے قرآن و حدیث کو چھوڑ کر امام صاحب کی بھی تقلید نہیں کی بلکہ تمہارا مذہب عجب ہیچ گپ ہے، نیا گورکھ دھندا ہے، بے طرح کی پنچایت ہے، تمہارے ہاں تو حنفی مذہب نام ہے ایک چوں چوں کے مربے کا، امام ابو حنیفہؒ فرمائیں وہ بھی حنفی مذہب، قاضی خاں کے فتوے بھی حنفی مذہب، منیہ اور قنیہ کے مسائل بھی حنفی مذہب- در مختار اور رد المختار کے مصنفین کے قیاسات بھی حنفی مذہب، عالمگیری اور کنز و قدوری کے اجتہادات بھی حنفی مذہب، علماء بلخ کا قول ہو تو حنفی مذہب، علماء بخارا کہیں وہ بھی حنفی مذہب- علمائے خراسان کو بھی یہی مرتبہ، غرض کہ ایک ربڑ کی آنت ہے کہ کھینچے چلے جاؤ اور بڑھتی چلی جائے- سنئے حنفی مذہب دو قسم کا ہے ایک تو وہ جسے خود صاحب مذہب امام ابو حنیفہؒ نے بالاجمال بیانؒ فرمایا- آپ فرماتے ہیں- اذا صح الحدیث فھو مذھبی- ملاحظہ ہو حنفی مذہب کی فقہ کی معتبر کتاب در المختار مصری جلد اول ص ۲۸۳ یعنی جو صحیح حدیث میں ہے وہی میرا مذہب ہے در مختار مصری جلد اول ص ۵۰ میں ہے- ان توجہ لکم دلیل فقولوا بہ

یعنی جو دلیل (قرآن و حدیث) تمہیں مل جائے اسی پر عمل کیا کرو- رد المختار کے اسی صفحہ میں ہے اذا صح الحدیث و کان علی خلاف المذھب عمل بالحدیث ویکون ذلک مذھبہ ولا یخرج مقلدہ عن کونہ حنفیا بالعمل بہ فقد صح عنہ انہ قال اذا صح الحدیث فھو مذھبی و قد حکی ذلک ابن عبدالبر عن ابی حنیفۃ- یعنی امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں جو صحیح حدیث سے ثابت ہو وہ میرا مذہب ہے- اس لئے جب مقلد کو صحیح حدیث رسول ﷺ پہنچے اور اس کے خلاف اسے امام کا مذہب پہنچے تو بحیثیت مقلد ہونے کے بھی اس کا فرض یہی ہے کہ قول امام کو چھوڑ دے اور حدیث رسول ﷺ پر عمل کرے- دوسری قسم وہ ہے جسے فقہاء حنفیہ نے نقل کیا ہے وہ عجب اندھیر نگری ہے وہاں حلال کو حرام کہہ دینا، حرام کو حلال کر دکھانا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے- وہاں برائی کو بھلائی بھلائی کو برائی- ہاں کو نہ اور نہ کو ہاں بتانا فقاہت ہے، وہاں حیلے حوالے عین دانشمندی اور اجتہاد ہے جو جی میں آیا کہہ دیا اور امام صاحب کا نام لے دیا- سچ تو یہ ہے کہ حنفی مذہب کا یہ فوٹو اگر کسی کے سامنے پیش کیا جائے تو نہ صرف اس مذہب سے بلکہ شاید صاحب مذہب سے بھی وہ بیزار ہو جائے-

مقلد دوستو! آپ میں سے کوئی اس امر واقعی کا انکار قطعاً نہیں کر سکتا، آج حنفی مذہب کی کتابیں وہی ہیں جو ان فقہاء کی تصنیف کردہ ہیں جن میں رطب و یابس سب کچھ جمع ہے اور وہ سارا کا سارا المغویہ حنفی مذہب کہلانے کا فخر رکھتا ہے-

میرا ارادہ ہے کہ میں آپ کو بطور نمونہ کے ان فقہ کی کتابوں میں سے صرف ایک کتاب کے چند مسائل سناؤں- آپ گو ان کتابوں کو آج تک اسلامی کتابیں جانتے ہوں- قرآن و حدیث کا عطر کہتے ہوں- حنفی مذہب کی جان سمجھتے ہوں لیکن میرا خیال یہ ہے کہ مضمون مندرجہ ذیل کو دیکھ کر آپ کی طبیعت میں نفرت' دل میں کدورت' چہرہ پر غصہ، آنکھوں میں سرخی' دماغ میں چکر آنے لگیں گے- آپ کو قطعاً یقین ہو جائے گا کہ اہلحدیث حق پر ہیں کہ انہوں نے سوائے قرآن و حدیث کے کسی اور کے اقوال کا ماننا اپنے ذمہ ضروری قرار نہیں دیا- وہ اچھے ہیں کہ اس دلدل سے بچے ہوئے ہیں، مجھے یہ بھی خیال ہے کہ ممکن ہے آپ کے دل میں سے آواز اٹھے کہ یہ حوالے غلط ہوں گے- اس کی نسبت مجھے صرف اتنا لکھنا کافی ہوگا کہ اگر ایک حوالہ بھی غلط ہو ایک مسئلہ بھی اگر اس کتاب میں نہ ہو تو ایک سو روپیہ انعام-

www.deenekhalis.com

ساتھ ہی یہ بھی گوش گزار کر دوں کہ اگر آپ سے کوئی یہ کہے کہ ہم حنفی ہیں لیکن ہم ان مسائل کو نہیں مانتے یہ غلط ہیں- امام صاحب کے ذمہ بہتان ہیں تو بھائی جان آپ اتنا بھی خیال کر لیجئے کہ جہاں اتنے بہتان باندھے گئے وہاں کیا عجب کہ آمین 'رفع الیدین' سورہ فاتحہ وغیرہ کے مسائل میں بھی بہتان باندھا گیا ہو؟ جو لوگ ان گندے مسائل کو امام صاحب کی طرف منسوب کر کے نقل کرنے والے ہیں وہی آمین رفع الیدین وغیرہ کے مسائل کے بھی ناقل ہیں- جب ان نقل کرنے والوں کا اعتبار نہ رہا اور یہ کتابیں پایہ اعتبار سے ساقط ہو گئیں تو پھر یہ تیر میر کیسی؟ آؤ سب مل کر قرآن کریم اور حدیث رسول رحیم پر عامل ہو جائیں-

حاصل کلام اس مضمون کا یہ ہے کہ آج جسے حنفی مذہب کہا جاتا ہے وہ دراصل اسلام کے سوا کچھ اور ہی چیز ہے اور ایسی چیز ہے کہ جسے ایک شریف انسان قبول نہیں کر سکتا-

اب ہدایہ شریف کے بعض انمول بے مثل مسائل سنئے- یہ وہ کتاب ہے جو درس تدریس میں داخل ہے جو حنفی مذہب کا بنیادی پتھر ہے جسکی بابت لکھتے ہیں- ان الهدايه كالقرآن الخ یعنی ہدایہ مثل قرآن کے ہے- ملاحظہ ہو (مقدمہ ہدایہ جلد ۳ مطبوعہ فاروقی ص ۳)

مسئلہ نمبر ۱:

القهقة فی صلوة ذات ركوع و سجود ...... لم يكن حدثا فی صلوة الجنازة و سجدة التلاوة (ہدایہ یوسفی جلد اول ص ۵ ۳ فصل فی نواقض الوضو) یعنی اگر رکوع و سجدہ والی نماز میں کھلکھلا کر ہنس پڑا تو وضو ٹوٹ جائے گا- جنازہ کی نماز میں یا سجدہ تلاوت میں کھلکھلا کر ہنسنے سے وضو نہیں جائے گا-

مسئلہ نمبر ۲:

بخلاف البهيمة وما دون الفرج- (ہدایہ یوسفی جلد اول ص ۷ ۲ فصل فی الغسل) یعنی چوپائے کے ساتھ بد فعلی کرنے اور شرمگاہ کے سوا اور جگہ کرنے سے جب تک انزال نہ ہو غسل واجب نہیں-

مسئلہ نمبر ۳:

كل اهاب دبغ فقد طهر .... الا جلد الخنزير ولاومی (ہدایہ یوسفی جلد اول ص

۴ ۴ باب الماء الذی یجوز ا) یعنی انسان اور خنزیر کے سوا جس جانور کے چمڑے کو دباغت دی جائے وہ پاک ہو جاتا ہے (یعنی کتے کی، بھیڑ یئے کی، گدھے کی اور تمام درندوں کی کھالیں بعد از دباغت پاک ہیں)

مسئلہ نمبر ۴:

جازت الصلوة فيه والوضو منه (ہدایہ یوسفی جلد اول ص ۴ ۴ باب الماء الذی یجوز) یعنی کتے بھیڑ یئے گدھے وغیرہ کی دباغت دی ہوئی کھال کو پہن کر نماز ہو جاتی ہے اور ان کھالوں کے ڈول بنا کر ان میں پانی بھر کر وضو کرنا بھی جائز ہے-

مسئلہ نمبر ۵:

ليس الكلب نجس العين (ہدایہ یوسفی جلد اول ص ۴ ۴ باب الماء الذی) یعنی کتا نجس العین نہیں-

مسئلہ نمبر ۶:

يطهر بالذكوة .... وكذلك يطهر ولحمه (ہدایہ یوسفی جلد اول ص ۵ ۴ باب الماء لذی یجوز الخ) یعنی ان جانوروں کتے بھیڑ یئے گدھے وغیرہ درندوں کی کھالیں بلکہ گوشت بھی ذبح کرنے سے پاک ہو جاتے ہیں-

مسئلہ نمبر ۷:

ان اشتدفعندابی حنيفة يجوزا التوضی به لانه يحل شربه غنده- (ہدایہ یوسفی جلد اول ص ۵۱ فصل فی الآسار) یعنی کھجور کی شراب سے وضو کرنا جائز ہے اور اس شراب کو پینا بھی حلال ہے- امام ابو حنیفہ کا فرمان یہی ہے-

مسئلہ نمبر ۸:

يجوز التيمم و عندابی حنيفة و محمد والحجر والجص والنور والكحل والزرنيخ (ہدایہ یوسفی جلد اول ص ۵۳ باب التیمم) یعنی پتھر سے اور گچ سے اور چونہ سے اور سرمہ سے اور ہڑتال سے بھی تیمم ہو سکتا ہے- امام ابو حنیفہ کا خیال یہی ہے اور امام محمد بھی ان کے ہم خیال ہیں-

مسئلہ نمبر ۹:

من حضرت العيد فخاف ان اشتغل بالطهار ان يفوته العيد تيمم- (ہدایہ یوسفی

www.deenekhalis.com

جلد اول ص ۵۶ باب التیمم) یعنی کوئی شخص عید گاہ پہنچا- نماز ہو رہی ہے، اسے خوف ہے کہ اگر میں وضو کروں گا تو نماز ختم ہو جائے گی تو تیمم کر کے شامل ہو جائے-

مسئلہ نمبر ۱۰:

قدر الدرهم و مادونه من النجس المغلظ كالدم والبول والخمر و الخرء الدجاج و بول الحمار جازت الصلوة معه- (ہدایہ یوسفی جلد اول ص ۷۱ باب الانجاس) یعنی غلیظ نجاست جیسے کہ ناپاک خون اور پیشاب اور شراب اور مرغ کی بیٹ اور گدھے کا پیشاب وغیرہ کپڑے پر یا جسم پر بقدر ایک درہم کے لگا ہوا ہو تو بھی نماز ہو جائے گی (بقدر درہم سے مراد ہتھیلی کی چوڑائی کے برابر ہے اور وزن میں ایک مثقال) (ہدایہ یوسفی ص ۷۲ ج اباب الانجاس)

مسئلہ نمبر ۱۱:

ان كانت مخففة جازت الصلوة معه حتى يبلغ ربع الثوب يروى، ذالك عن ابى حنيفة- (ہدایہ یوسفی جلد ول ص ۷۲ باب الانجاس) یعنی اگر نجاست خفیف ہو اور اس سے کپڑا نجس ہو گیا ہو- اگر چوتھے حصے سے کم ہو تو اسے پہن کر نماز پڑھنا جائز- امام ابو حنیفہؒ کا مسلک یہی ہے-

مسئلہ نمبر ۱۲:

ان اصابه خر مالا يوكل لحمه من الطيور اكثر من قدرالدرهم اجزاب الصلوة فيه عندابى حنيفة و ابى يوسف (ہدایہ یوسفی جلد اول ص ۷۳ باب انجاس) یعنی اگر حرام پرندوں کی بیٹ کپڑے پر ہتھیلی کی چوڑائی سے بھی زیادہ لگی ہوئی ہو پھر بھی نماز ہو جائے گی، امام ابو حنیفہؒ کی فقہ یہی ہے اور امام ابو یوسف بھی ان کے ساتھ متفق ہیں-

مسئلہ نمبر ۱۳:

فان افتتح الصلوة بالفارسية اوقرا فيها او ذبح و سمى بالفارسية و هو يحسن العربية اجزاء عندابى حنيفة- (ہدایہ یوسفی جلد اول ص ۹۵ باب صفتہ الصلوۃ) یعنی ایک شخص عربی میں اچھی طرح پڑھ سکتا ہے- باوجود اس کے فارسی میں قرآن کے معنی پڑھتا

ہے- قرآن نماز میں نہیں پڑھتا- اللہ اکبر کے بدلہ بھی اس کا ترجمہ فارسی میں پڑھا دیتا ہے تو اس کی نماز جائز ہے- امام ابو حنیفہ کا فتویٰ یہی ہے اور امام صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر بسم اللہ واللہ اکبر نہ کہے اور فارسی میں اللہ کا نام لے کر ذبح کر ڈالے تو بھی جائز ہے بلکہ اسی صفحہ میں آگے چل کر لکھتے ہیں کہ فارسی کی بھی کوئی قید نہیں بای لسان کان یعنی جس زبان میں چاہے ترجمہ ادا کر دے-

مسئلہ نمبر ۱۴:

ثم عن ابى حنيفة انه لاياتى بها فى اول كل ركعة- (ہدایہ یوسفی جلد اول ص ۹۷ باب صفتہ الصلوۃ) یعنی امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ ہر رکعت میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورہ فاتحہ سے پہلے نہ پڑھے- صرف پہلی رکعت میں پڑھے-

مسئلہ نمبر ۱۵:

لاياتى بهابين السور والفاتحة- (ہدایہ یوسفی جلد اول ص ۹۷ صفتہ الصلوۃ) یعنی سورہ فاتحہ پڑھ لی پھر دوسری سورت نماز میں پڑھے تو اس سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھے-

مسئلہ نمبر ۱۶:

اما الاستواء قائما فليس بفرض- (ہدایہ یوسفی جلد اول ص ۹۹ باب صفتہ الصلوۃ) یعنی رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا فرض نہیں-

مسئلہ نمبر ۱۷:

كذا الجلسة بين السجدتين- (ہدایہ یوسفی جلد اول ص ۹۹ باب صفتہ الصلوۃ) یعنی دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا فرض نہیں-

مسئلہ نمبر ۱۸:

والطمانية فى الركوع والسجود و هذا عندابى حنيفة و محمد- (ہدایہ یوسفی جلد اول ص ۹۹ باب صفتہ الصلوۃ) یعنی رکوع سجدہ بھی آرام سے کرنا فرض نہیں امام ابو حنیفہ کا اجتہاد یہی ہے (کہ نہ تو سیدھا کھڑا ہونا فرض، نہ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا فرض، نہ آرام سے رکوع کرنا فرض-)

www.deenekhalis.com

مسئلہ نمبر ۱۹ :

فان اقتصر علی احدھما جاز عندابی حنیفة- (ہدایہ یوسفی جلد اول ص ۱۰۰ باب صفة الصلوۃ) یعنی اگر سجدے میں صرف ناک زمین پر ٹکائی اور پیشانی نہ لگائی یا پیشانی ٹکادی اور ناک نہ لگائی تو بھی جائز ہے- امام ابو حنیفہ کی رائے یہی ہے-

مسئلہ نمبر ۲۰ :

یکرہ تقدیم .... والاعمی- (ہدایہ یوسفی جلد اول ص ۱۱۰ باب الامتہ) یعنی اندھے شخص کو امام بنانا مکروہ ہے-

مسئلہ نمبر ۲۱ :

ان تعمد الحدث فی ھذہ الحالة اوتکلم .... تمت صلوۃ- (ہدایہ یوسفی جلد اول ص ۱۱۶ باب الحدث) یعنی اگر جان بوجھ کر تشہد کے بعد گوز مار دے یا بات چیت کرے تو اس کی نماز پوری ہو جائے گی (گویا ہوا نکال دینا سلام کے قائم مقام ہے)

مسئلہ نمبر ۲۲ :

یکرہ ان یدفع الی و احد ماتی درھم فصاعدا- (ہدایہ یوسفی جلد اول ص ۱۸۹ و ۱۹۰ باب من یجوز دفع الصدقات) یعنی کسی غریب مسکین شخص کو زکوۃ کے مال میں سے دو سو درہم یعنی پچاس روپے یا اس سے زیادہ دینا مکروہ ہے-

مسئلہ نمبر ۲۳ :

کاالمستمنی بالکف علی ماقالوا- (ہدایہ یوسفی جلد اول ص ۱۹۹ باب مایوجب القضاء) یعنی مشت زنی کرنے والے کا روزہ نہیں ٹوٹتا- حنفی مذہب کے فقہاء نے یہی کہا ہے-

مسئلہ نمبر ۲۴ :

عن ابی حنیفة انه لایجب الکفار بالجماع فی موضع المکروہ- (ہدایہ یوسفی جلد اول ص ۲۰۱ باب مایوجب القضاء) یعنی پاخانے کی جگہ میں وطی کرنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا- امام ابو حنیفہ کا فتویٰ یہی ہے-

مسئلہ نمبر ۲۵ :

لو جامع میتة او بھیمة فلاکفار انزل اولم ینزل- (ہدایہ یوسفی جلد اول ص ۲۰۱ باب مایوجب القضاء) مردہ عورت سے یا چوپائے سے بدفعلی کرنے سے روزہ کا کفارہ نہیں آتا انزال نہ ہوا ہو تو بھی اور انزال ہو گیا ہو تب بھی-

مسئلہ نمبر ۲۶ :

من جامع فیما دون الفرج فانزل لاکفارہ علیه- (ہدایہ یوسفی جلد اول ص ۲۰۲ باب مایوجب القضاء) یعنی شرم گاہ کے سوا کسی اور جگہ جماع کیا اور انزال بھی ہوا- پھر بھی روزہ کا کفارہ لازم نہیں آئے گا-

مسئلہ نمبر ۲۷ :

لایشعر عندابی حنیفة و یکرہ ولابی حنیفة انه مثلة- (ہدایہ یوسفی جلد اول ص ۲۴۳ باب التمتع) یعنی قربانی کے جانور کی کوہان پر نشان کر دینا جو سنت ہے مکروہ ہے بلکہ یہ مثلہ کرنا ہے (یعنی اعضاء بدن کا کاٹ دینا) امام ابو حنیفہ کی رائے یہی ہے-

مسئلہ نمبر ۲۸ :

مسی امرا بشھوۃ و نظرہ انی فرجھاو نظرھا الی ذکرہ عن شھوۃ (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۲۸۹ فصل فی المحرمات) یعنی کسی مرد نے کسی غیر عورت کو شہوت کے ساتھ چھو لیا اس کی شرمگاہ کو دیکھ لیا یا اس عورت نے اس کی شرمگاہ کو شہوت کی نظر سے دیکھ لیا تو اس عورت کی ماں اور بیٹی اس مرد پر حرام ہو گئی-

مسئلہ نمبر ۲۹ :

ولو مس فانزل والصحیح انه لایوجبھا و علی ھذا اتیان المراۃ فی الدبر- (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۲۸۹ فصل فی بیان المحرمات) یعنی اگر چھونے سے انزال ہو جائے تو حرمت ثابت نہ ہو گی- اسی طرح اگر خلاف فطرت فعل کیا یعنی اس عورت سے پاخانہ کی جگہ وطی کی تو بھی حرمت ثابت نہ ہو گی- (یعنی صرف چھونے سے حرمت ثابت لیکن اگر اتنا مساس کیا کہ انزال ہو گیا تو حرمت زائل' صرف دیکھ لینے سے حرمت موجود لیکن شرمناک بدفعلی سے حرمت مفقود)

www.deenekhalis.com

مسئلہ نمبر ۳۰ :

اذا طلق امراته طلاقا بائنا او رجعیا لم یجزله ان یتزوج باختها حتی تنقضی عدتها- (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۲۸۹ فصل فی المحرمات) یعنی ایک شخص نے اپنی بیوی کو بائن طلاق دے دی یا رجعی-جب تک اس کی عدت نہ گزر جائے وہ مرد اس کی بہن سے نکاح نہیں کر سکتا (عورت کی عدت تو سنی تھی یہ مرد کی عدت بھی سن لیجئے-)

مسئلہ نمبر ۳۱ :

اذا رای امراة تزنی فتزوجها حل له ان یطاء ها قبل ان یستبراها عندهما- (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۲۹۲ فصل فی المحرمات) یعنی کسی عورت کو زنا کرتے ہوئے دیکھا اور اس سے نکاح کر لیا تو اس سے ہم بستر ہونا جائز ہے اور کچھ ضرورت نہیں کہ ایک حیض تک ٹھہرے-

مسئلہ نمبر ۳۲ :

من ادعت علیه امراة انه تزوجها و اقامت بینة فجعلها القاضی امراته ولم یکن تزوجها وسعها المقام معه و ان تدعه یجا معها و هذا عندابی حنیفة- (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۲۹۳ بیان المحرمات) یعنی ایک عورت نے ایک مرد پر جھوٹا دعویٰ کیا کہ اس سے اس نے نکاح کیا ہے اور جھوٹے گواہ گزار دیئے- قاضی نے اس پر فیصلہ کر دیا حالانکہ حقیقتاً نکاح نہیں ہوا تو اب ان دونوں کو یکجا رہنا سہنا اور مجامعت اور صحبت کرنا سب جائز ہے، امام ابو حنیفہ کا فتویٰ یہی ہے-

مسئلہ نمبر ۳۳ :

فان تزوج الذی ذمیة علی خمراوخنزیر ثم اسلما او اسلم احدهما فلها الخمر والخنزیر- (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۳۱۸ احکام النکاح فی الکفار) یعنی ذمی مرد نے ذمی عورت سے نکاح کیا اور مہر میں شراب یا سور مقرر کیا پھر دونوں میاں بیوی مسلمان ہو گئے تو بھی مہر میں شراب یا سور ادا کر دے اسی طرح اگر دونوں میں سے ایک مسلمان ہو گیا تو بھی یہی حکم ہے-

مسئلہ نمبر ۳۴ :

فان امتنع الشهود من الابتداء سقط الحد- (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۴۸۸ فصل کیفتہ

الحد) یعنی زانی کو سنگسار کرنے کے وقت پہلے گواہ سنگ باری شروع کریں اگر وہ نہ کریں تو حد ساقط ہو جائے گی- یعنی زانی کو پھر رجم ہی نہ کیا جائے گا-

مسئلہ نمبر ۳۵ :

جاریة ابیه و امه و زوجة (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۴۹۲ باب الوطی الذی یوجب) یعنی جو شخص اپنے باپ کی یا اپنی ماں کی یا اپنی بیوی کی لونڈی سے زنا کرے اور یہ کہہ دے کہ میں نے خیال کیا تھا کہ یہ مجھ پر حلال ہے تو اسے حد نہیں لگائی جائے گی-

مسئلہ نمبر ۳۶ :

والمطلقه ثلاثه وهی فی العدة و بائنا باالطلاق علی مال وهی فی العدة و ام ولد اعتقها مولاها وهی فی العدة- (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۴۹۲ باب الوطی الذی یوجب الخ) یعنی کسی شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اور پھر اس سے عدت کے اندر زنا کیا- یا طلاق بائن مال لے کر دے دی پھر عدت میں زنا کیا اور ام ولد لونڈی کو آزاد کر دیا اور عدت میں اس سے زنا کاری کی اور غلام نے اپنے آقا کی لونڈی سے زنا کیا- اگر یہ لوگ کہہ دیں کہ ہم نے اسے حلال جانا تھا تو ان میں سے کسی پر حد نہیں-

مسئلہ نمبر ۳۷ :

والجاریة المرهونة فی حق المرتهن- (ہدایہ یوسفی ص ۴۹۲ جلد ا باب الوطی) یعنی اگر کسی کے پاس دوسرے کی لونڈی گروی ہو اور وہ اس سے بدکاری کرے تو اس پر بھی کوئی حد نہیں (خواہ وہ کہے کہ میں اسے حلال خیال کرتا تھا خواہ کہے کہ میں اسے حرام جانتا تھا ملاحظہ ہو اس سے اگلہ صفحہ)

مسئلہ نمبر ۳۸ :

لاحد علی من وطی جاریة ولده و لد ولده و ان قال علمت انها علی حرام- (ہدایہ یوسفی جلد ا ص ۴۸۲ باب الوطی الذی یوجب) یعنی اگر کوئی شخص اپنی اولاد یا اولاد کی اولاد کی لونڈی سے بدکاری کرے اگرچہ وہ جانتا ہو کہ یہ اس پر حرام ہے تاہم اسے حد نہ ماری جائے-

مسئلہ نمبر ۳۹ :

من تزوج امراۃ لایحل لہ نکاحہا فوطیہا لایجب علیہ الحد عند ابی حنیفہ" (ہدایہ مطبوعہ یوسفی جلد ۲ ص ۴۹۴ باب الوطی) یعنی جو شخص ان عورتوں میں سے کسی سے نکاح کرے جن سے نکاح حرام ہے (جیسے ماں بہن بیٹی وغیرہ) اس پر حد واجب نہیں امام ابو حنیفہؒ کا فرمان یہی ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۰ :

من اتی امراۃ فی الموضع المکروہ او عمل عمل قوم لوط فلا حد علیہ عند ابی حنیفۃ (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۴۹۵ باب الوطی الذی یوجب الحد الخ) یعنی جو شخص کسی عورت کی یا مرد کی پاخانہ کی جگہ میں بدکاری کرے تو اس پر حد نہیں۔امام ابو حنیفہ کا فرمان یہی ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۱ :

من زنی فی دارالحرب اوفی دارالبغی ثم خرج الینا لایقام علیہ الحد (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۴۹۵ باب الوطی الذی یوجب الحد) یعنی جو شخص کفار کی حکومت میں یا باغیوں کی حکومت کے علاقہ میں زنا کرے پھر اسلامی حکومت میں آجائے تو اس پر زناکاری کی کوئی حد نہیں۔

مسئلہ نمبر ۴۲ :

من وطی بھیمۃ فلا حد علیہ (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۴۹۵ باب وطی الذی) یعنی جو شخص چوپائے سے بدفعلی کرے اس پر حد نہیں۔

مسئلہ نمبر ۴۳ :

اذ زنی الصبی اوالمجنون بامرا طاوعتہ فلا حد علیہ ولا علیہا۔ (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۴۹۷ باب الوطی الذی یوجب الحد) یعنی اگر کوئی عورت اپنی خوشی اور رضامندی سے کسی بے وقوف یا بچے کے ساتھ زنا کرائے تو اس عورت پر کوئی حد نہیں، نہ اس بیوقوف اور بچے پر کوئی حد ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۴ :

کل شی صنعہ الامام الذی لیس فوقہ امام فلا حد علیہ الا القصاص ۔ (ہدایہ

یوسفی جلد ۲ ص ۴۹۸ باب الوطی الذی یوجب الحد) یعنی خود مختار آزاد بادشاہ جو کچھ برا کام کرے (مثلاً چوری، زناکاری، شراب خوری وغیرہ) اس پر کوئی حد نہیں۔ہاں اگر کسی کو قتل کرڈالے تو قصاص ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۵ :

اذا شھد علیہ الشھود بسرقۃ او بشرب خمر او بزناء بعد حین لم یوخذ بہ۔ (ہدایہ جلد ۲ ص ۴۹۹ باب الشہاد علی الزنا) یعنی کسی چور کی چوری، شرابی کی شراب خوری، زانی کی زناکاری کی گواہوں نے وقوعہ کے کچھ دنوں بعد گواہی دی تو اس مجرم کو نہ پکڑا جائے نہ حد ماری جائے (کچھ دنوں بعد سے مراد ایک ماہ بعد ہے۔ملاحظہ ہو اس سے اگلا صفحہ)

مسئلہ نمبر ۴۶ :

ان شھدوا انہ زنی بامرا لایعرفونہا یحد (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۵۰۰ باب الشہادۃ علی الزنا) یعنی اگر گواہوں نے گواہی زنا کی دی لیکن اس عورت کو وہ پہچانتے نہ تھے تو اسے حد نہ لگائی جائے اگرچہ مرد کو پہچانتے بھی ہوں۔

مسئلہ نمبر ۴۷ :

ان شھدانا انہ زنی بفلانۃ فاستکر ھاو آخران انہا طاوعتہ دری الحد عنہما جمیعا عندابی حنیفۃ و ھو قول زفر۔ (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۵۰۰ باب الشہادۃ علی الزنا) یعنی ایک زانی کے زنا پر چار گواہ ہیں دو تو کہتے ہیں کہ وہ عورت راضی نہ تھی دو کہتے ہیں وہ بھی راضی تھی تو نہ عورت کو حد لگائی جائے گی نہ مرد کو۔امام ابو حنیفہؒ کا فتویٰ یہی ہے اور ان کے شاگرد امام زفر بھی ان کے ساتھ ہیں۔

مسئلہ نمبر ۴۸ :

ان اقترا بعد ذھاب رائحتہالم یحد عندابی حنیفۃ و ابی یوسف۔ (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۵۰۵ باب حد الشرب) یعنی ایک شرابی نے اپنے شراب پینے کا اقرار کیا لیکن اس وقت اس کے منہ کی شراب کی بدبو چلی گئی تو باوجود اس کے اقرار کے اسے حد نہیں لگے گی۔

مسئلہ نمبر ۴۹ :

کذالک اذا شھدوا علیہ بعد ماذھب ریحہا عندابی حنیفۃ و ابی یوسف۔ (ہدایہ

www.deenekhalis.com

یوسفی جلد ۲ ص ۵۰۵ باب حد الشرب) یعنی شرابی نے شراب پی جب اس کے منہ کی بدبو چلی گئی تو اگرچہ گواہ گواہی دیں۔ تاہم حد نہیں لگائی جائے گی۔

مسئلہ نمبر ۵۰ :

لا السکر من المباح لایوجب الحد کالبنج۔ (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۵۰۶ باب حد الشرب) یعنی جو نشہ لانے والی مباح چیزیں ہیں ان کے استعمال سے اگر نشہ آئے تو حد نہیں جیسے بھنگ کا پینا۔

مسئلہ نمبر ۵۱ :

لایقطع کا الخشب والحشیش والقصب والسمك والصید والزر نیخ والمغر والنور و یدخل فی الطیر الدجاج والبط والحمام۔ (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۵۱۷ باب مایقطع فیہ) یعنی خشک لکڑیاں اور گھانس اور بانس اور مچھلی اور پرند جیسے مرغ بطخ کبوتر وغیرہ اور ہڑ تال اور سرخ مٹی اور قلعی چونے کا جو چور ہو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔

مسئلہ نمبر ۵۲ :

لاقطع فیما یتسارع الیہ الفساد کاللبن واللحم والفواکہ الرطبۃ۔ (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۵۱۸ باب مایقطع فیہ) یعنی ان چیزوں کے چرانے میں بھی ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے جو جلد خراب ہو جاتی ہیں جیسے دودھ گوشت اور تر میوے۔

مسئلہ نمبر ۵۳ :

لایقطع فی الاشربہ المطربۃ۔ (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۵۱۸ باب مایقطع فیہ) یعنی نشہ والی پینے کی چیزوں کے چرانے سے بھی ہاتھ کاٹا نہیں جاتا۔

مسئلہ نمبر ۵۴ :

لا فی الطنبور لانہ من المعازف۔ (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۵۱۸ باب مایقطع فیہ) یعنی طنبورہ وغیرہ باجے گاجے چرانے سے بھی ہاتھ نہیں کٹ سکتا۔

مسئلہ نمبر ۵۵ :

لافی سرقۃ المصحف و ان کان علیہ حلیۃ۔ (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۵۱۸ باب مایقطع فیہ)

یعنی قرآن شریف کے چور کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے اگرچہ وہ سونے کے کام والا ہو۔

مسئلہ نمبر ۵۶ :

لایقطع فی ابواب المسجد الحرام۔ (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۵۱۸ باب مایقطع فیہ) یعنی خانہ کعبہ مسجد حرام کے دروازے اگر کوئی چور چرا لے جائے تو اس کے بھی ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔

مسئلہ نمبر ۵۷ :

لا الصلیب من الذھب ولا الشطرنج ولا النرد (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۵۱۹ باب مایقطع فیہ) یعنی سونے کی صلیب اور شطرنج اور پانسے چرانے والے کے ہاتھ نہ کاٹنے چاہیں۔

مسئلہ نمبر ۵۸ :

لاقطع علی سارق الصبی الحروان کان علیہ حلی۔ (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۵۱۹ باب مایقطع فیہ) یعنی اگر کوئی شخص چھوٹے بچے کو چرا لے جائے اگرچہ وہ زیور بھی پہنے ہوئے ہو تاہم اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔

مسئلہ نمبر ۵۹ :

لا قطع فی سرقۃ العبد الکبیر۔ (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۵۱۹ باب مایقطع فیہ) یعنی بڑی عمر کے غلام کو چرا لیا جائے تو بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

مسئلہ نمبر ۶۰ :

لافی سرقۃ کلب ولا فھد (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۵۱۹ باب مایقطع فیہ) یعنی کتے کے اور چیتے کے چور پر ہاتھ کٹتا نہیں۔

مسئلہ نمبر ۶۱ :

لا قطع فی دف ولا طبل ولا بربط۔ ولا مزمار۔ (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۵۱۹ باب مایقطع فیہ) یعنی ڈھول، طبلہ، بربط اور دوسری قسم کے باجوں کے چور کے ہاتھ نہیں کاٹے

جائیں گے۔

مسئلہ نمبر ۶۲ :

لاقطع علی النباش و ھذا عندابی حنیفۃ۔ (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۵۲۰ باب مایقطع فیہ) یعنی کفن چور کا ہاتھ بھی نہ کاٹنا چاہیے۔

مسئلہ نمبر ۶۳ :

من سرق عینا فقطع فیھا فردھا ثم عادفسرقھاوھی بحالھا لم یقطع۔ (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۵۲۲ باب مایقطع فیہ) یعنی ایک شخص نے ایک چیز چرائی اس کا ہاتھ کاٹا گیا اور وہ چیز مالک کے پاس پہنچ گئی اسی چور نے پھر دوبارہ اسی چیز کو چرا لیا تو اب اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔

مسئلہ نمبر ۶۴ :

من سرق من ابویہ او ولدہ او ذی رحم محرم منہ لم یقطع (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۵۲۲ فصل فی الحزر) یعنی جو شخص اپنے ماں باپ یا اولاد یا کسی اور ذی محرم رشتہ دار کی چوری کرے اس کا ہاتھ بھی نہ کاٹا جائے گا۔

مسئلہ نمبر ۶۵ :

لو سرق من بیت ذی رحم محرم متاع غیر ینبغی ان لایقطع (ہدایہ جلد ۲ ص ۵۲۲ فصل فی الحرز) یعنی اگر کسی غیر شخص کی چیز اپنے ذی محرم رشتہ دار کے گھر سے کوئی چرالے پھر بھی اس پر حد نہیں۔

مسئلہ نمبر ۶۶ :

لاقطع علی من سرق مالا من حمام او من بیت اذن للناس فی دخولہ فیہ۔ (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۵۲۳ فصل فی الحزر) یعنی حمام میں سے یا ایسے گھر میں سے جس میں اسے جانے کی اجازت ہو کوئی چیز چرا لائے تو اس پر بھی حد نہیں۔

مسئلہ نمبر ۶۷ :

لاقطع علی الضیف اذا سرق ممن اضافہ۔ (ہدایہ جلد ۲ ص ۵۲۳ فصل فی الحزر) یعنی

مہمان اپنے میزبان کے گھر سے چوری کرے تو اس پر بھی حد نہیں یعنی اس کا ہاتھ بھی نہ کاٹا جائے۔

مسئلہ نمبر ۶۸ :

اذا نقب اللص البیت فدخل و اخذ المال دناولہ آخر خارج البیت فلاقطع علیھما (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۵۲۴ فصل فی الحزر) یعنی چور نقب لگا کر کسی کے گھر میں گیا اور وہاں سے مال لے کر ایک دوسرے چور کو دے دیا جو گھر کے باہر کھڑا تھا تو نہ اس کے ہاتھ کاٹے جائیں نہ اس کے۔

مسئلہ نمبر ۶۹ :

کذالک ان حملہ علی حمار فساقہ و اخرجہ (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۵۲۴ فصل فی الحزر) یعنی اگر اسی طرح مال گدھے پر لاد لیا اور اسے ہنکا لیا تو بھی حد نہیں۔ ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

مسئلہ نمبر ۷۰ :

من نقب البیت و ادخلی یدہ فیہ و اخذ شیئا لم یقطع۔ (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۵۲۴ و ۵۲۵ فصل فی الحزر) یعنی چور نے اگر نقب لگا کر اور اس میں سے ہاتھ بڑھا کر چوری کی تو ہاتھ نہ کاٹنا چاہیے۔

مسئلہ نمبر ۷۱ :

اذا ادعی السارق ان العین المسروقۃ ملکہ سقط القطع عنہ و ان لم یکن بینۃ معناہ بعد ماشھدا الشاھدان بالسرقۃ۔ (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۵۲۹ فصل فی کیفیۃ القطع) یعنی ایک چور نے چوری کی۔ دو گواہوں نے گواہی دی لیکن بلا دلیل جھوٹ موٹ اس نے کہہ دیا کہ یہ میرا مال ہے تو بھی اس کا ہاتھ نہ کاٹنا چاہیے۔

مسئلہ نمبر ۷۲ :

من سرق سرقات فقطع فی احداھا فھو لجمیعا و لا یضمن شیئا عندابی حنیفۃ (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۵۳۱ فصل فی کیفیۃ القطع) یعنی ایک شخص نے کئی چوریاں کیں ایک

میں پکڑا گیا اور ہاتھ کاٹا گیا تو اب کل چوری کے مال کا وہ ضامن نہیں یعنی مال کا واپس کرنا اس کے ذمہ نہیں۔امام ابو حنیفہ کا قیاس یہی ہے اور نہ دوبارہ اس پر کوئی حد ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۳ :

ان سرق شاةً فذبحها ثم اخرجهالم يقطع۔ (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۵۳۲ باب مایحدث السارق) یعنی اگر کسی چور نے بکری چرائی۔لیکن وہیں اسے ذبح کر ڈالا پھر نکال لے گیا تو اس کا ہاتھ بھی نہ کاٹنا چاہیے۔

مسئلہ نمبر ۷۴ :

فان سرق ثوبا فصبغه احمر قطع ولم يوخذ منه لثوب ولم يضمن قيمة الثوب و هذا عندابی حنيفة و ابی يوسف۔ (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۵۳۳ باب مایحدث السارق) یعنی اگر چور نے کپڑا چرا لیا اور سرخ رنگ رنگ لیا تو ہاتھ تو کاٹا جائے گا لیکن کپڑا اسی کا ہو گیا نہ تو واپس لیا جائے نہ وہ اس کپڑے کی قیمت کا ضامن ہے امام ابو حنیفہ کی فقہ یہی ہے اور قاضی ابو یوسف کی قضا بھی یہی ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۵ :

من امتنع من الجزية اوقتل مسلمان او سب النبی عليه السلام او زنی بمسلمة لم ينقض عهده۔ (ہدایہ یوسفی جلد ۲ ص ۵۷۵ فصل فی ماینقض الذمی) یعنی اگر ذمی کافر جزیہ ادا کرنے سے انکار کر دے یا کسی مسلمان کو قتل کر ڈالے یا نبی علیہ السلام کو گالیاں دے یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے پھر بھی اس کا ذمہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ نمبر ۷۶ :

يجوز الانتقاع به للخرز۔ (ہدایہ فاروقی جلد ۳ ص ۳۹ باب البیع الفاسد) یعنی سور کے بالوں سے موزہ کا ٹھنا جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۷ :

لو وقع فی الماء القليل .... عند محمد لا يفسده .... لان اطلاق

الانتقاع به دليل طهارته۔ (ہدایہ فاروقی جلد ۳ ص ۳۹ باب البیع الفاسد) یعنی اگر سور کے بال تھوڑے سے پانی میں پڑ جائیں تو امام محمد کا فتویٰ ہے کہ وہ پانی ناپاک نہیں ہوتا۔اس لئے کہ جب ان بالوں سے فائدہ اٹھانا جائز ہے تو یہ جواز دلیل ہے اس کی پاکیزگی پر۔ (اور پاکیزہ پانی میں پڑتے سے پانی ناپاک کیوں ہونے لگا؟)

مسئلہ نمبر ۷۸ :

اذا امر المسلم نصرانيا بيع خمر اوبشرائها ففعل ذالك جاز عندابی حنيفة۔ (ہدایہ فاروقی جلد ۳ ص ۱۴ باب البیع الفاسد) یعنی مسلمان کسی نصرانی کو کہے کہ میری شراب بیچ دے یا مجھے شراب خرید دے تو امام صاحب کے نزدیک جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۹ :

لاربو بين المولی و عهده۔ (ہدایہ فاروقی جلد ۳ ص ۷۰ باب الربو) یعنی آقا اپنے غلام سے سود لے سکتا ہے) غلام اور آقا کے درمیان کوئی سود نہیں۔

مسئلہ نمبر ۸۰ :

لابين المسلم و الحربی فی دارالحرب (ہدایہ فاروقی جلد ۳ ص ۷۰ باب الربوا) یعنی مسلمان اور حربی کافر میں کفرستان میں کوئی سود نہیں (یعنی کفار کی حکومت میں مسلمان وہاں کے رہنے والے کافروں سے سود (بیاج) لے سکتا ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۱ :

لان مالهم مباح فی دارهم فبای طريق اخذ المسلم اخذ مالا مباحا۔ (ہدایہ فاروقی جلد ۳ ص ۷۰ باب الربوا) یعنی کفار کا مال کفار کی سلطنت میں مسلمانوں پر مباح ہے جس طرح چاہے لے لے وہ مال مباح اور جائز ہی رہے گا۔ (چاہے چوری کر کے، چاہے ڈاکہ ڈال کے، چاہے لوٹ مار کر کے، چاہے کسی اور طرح)۔

مسئلہ نمبر ۸۲ :

يجوز بيع الكلب والفهد والسباع المعلم وغيره المعلم فی ذالك سواء (ہدایہ

www.deenekhalis.com

فاروقی جلد ۳ ص ۸۵ مسائل منثورہ) یعنی کتے اور چیتے اور درندوں کی خرید و فروخت جائز ہے۔چاہے وہ سدھے ہوئے ہوں یعنی شکاری ہوں یا غیر شکاری۔

مسئلہ نمبر ۸۳ :

لاتقبل شهادة الاعمیٰ۔ (ہدایہ فاروقی جلد ۳ ص ۴۴ اباب من یقبل شہادتہ) یعنی نابینا آدمی کی گواہی مردود ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۴ :

لو عمی بعد الاداء يمتنع القضاء عندابی حنیفة و محمد۔ (ہدایہ فاروقی جلد ۳ ص ۴۵ اباب من یقبل شہادتہ) یعنی اگر کسی شخص نے گواہی دی اس کے بعد وہ نابینا ہو گیا تو اس کی گواہی پر فیصلہ کرنا منع ہے۔امام ابو حنیفہؒ اور محمد کا قیاس یہی ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۵ :

من کسر لمسلم بربطا اوطبلا اومز مارا او دفا اوراق له سكرا او منصفا فهو ضامن و هذا عندابی حنیفة۔(ہدایہ فاروقی جلد ۳ ص ۳۲۷ فصل فی غصب مالا یتقوم) یعنی جو شخص کسی مسلمان کے بربط کو یا طبلے کو یا باجے کو یا ڈھول کو توڑ ڈالے یا اس کی شراب بہا دے تو اسے قیمت ادا کرنی پڑے گی۔امام ابو حنیفہ کا قیاس یہی ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۶ :

بیع هذه الاشیاء جائز و هذا عند ابی حنیفة۔ (ہدایہ فاروقی جلد ۳ ص ۳۲۷ فصل فی غصب مالا یتقوم) یعنی مزامیر، طبلہ، دف، نشہ کی چیز کی خرید فروخت بھی جائز ہے، امام ابو حنیفہ کا مذہب یہی ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۷ :

من غصب لایضمن قیمة ام الولد عندابی حنیفة۔ (ہدایہ فاروقی جلد ۳ ص ۳۲۷ فصل فی غصب مالا) یعنی اگر کسی شخص نے دوسرے آدمی کی ایسی لونڈی کو غصب کر لیا جس سے اس کے ہاں اولاد ہوئی ہو تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک غصب کرنے والا قیمت کا ضامن نہ ہو گا۔

مسئلہ نمبر ۸۸ :

حيلة المصرى اذا اراد التعجيل ان يبعث بها الى خارج المصر فيضحى بها لما طلع الفجر۔ (ہدایہ فاروقی جلد ۴ ص ۴۴۰ کتاب الاضحیہ) یعنی شہر کے رہنے والے لوگ قربانی نماز عید سے پہلے نہیں کر سکتے لیکن اگر وہ کرنا چاہیں تو حنفی مذہب انہیں یہ حیلہ سکھاتا ہے کہ وہ قربانی کے جانور کو شہر سے باہر بھیج دیں اور وہاں فجر ہوتے ہی ذبح کر ڈالیں۔

مسئلہ نمبر ۸۹ :

من دعى الى وليمة اوطعام فوجد ثم لعبا اوغناء فلا باس بان يقعد و ياكل قال ابو حنيفة ابتليت بهذ مر فصبرت۔ (ہدایہ فاروقی جلد ۴ ص ۴۳۹ کتاب الکراہیہ) یعنی کوئی شخص ولیمہ وغیرہ کی دعوت میں گیا وہاں کھیل تماشے یا راگ راگنیاں ہو رہی ہیں تو وہاں بیٹھنے اور کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں، امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں میں بھی ایک مرتبہ ایسی مجلس میں صبر سے بیٹھا رہا۔

مسئلہ نمبر ۹۰ :

لاباس بتوسده والنوم عليه عندابی حنیفة۔ (ہدایہ فاروقی جلد ۴ ص ۴۴۰ فصل فی اللبس) یعنی ریشمی تکیوں پر سر رکھنا اور ریشمی بستروں پر سونا امام ابو حنیفہ کی رائے میں کوئی ڈر خوف کی بات نہیں۔

مسئلہ نمبر ۹۱ :

ينظر الرجل من ذوات محارمه الى الوجه والراس والصدر والساقيين والعضدين۔ (ہدایہ فاروقی جلد ۴ ص ۴۴۵ فصل فی الوطی والنظر) یعنی آدمی اپنی ذی محرم رشتہ دار عورت کے چہرے اور سر اور سینے اور رانوں اور بازوؤں کو دیکھ سکتا ہے۔

مسئلہ نمبر ۹۲ :

لاباس بان يمس ماجازان ينظر اليه۔ (ہدایہ فاروقی جلد ۴ ص ۴۴۶ فصل فی الوطی والنظر) یعنی ان عورتوں کے ان اعضاء کو جن کا ذکر او[illegible] چھو بھی سکتا ہے۔

www.deenekhalis.com

مسئلہ نمبر ۹۳ :

لاباس ببیع العصیر ممن تعلیم انہ یتخذہ خمرا – (ہدایہ فاروقی جلد ۴ ص ۴۵۶ فصل فی البیع) یعنی شیرہ انگور اس شخص کے ہاتھ بیچنا جو اس کی شراب بنائے گا جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۹۴ :

من اجر بیتا لتخذفیہ بیت نارا او کنیسۃ اوبیعۃ اویباع فیہ الخمر بالسواد فلا باس بہ و ھذا عندابی حنیفۃ – (ہدایہ فاروقی جلد ۴ ص ۴۵۶ فصل فی البیع) یعنی کرایہ پر مکان دینا اس واسطے کہ کرایہ دار اس میں آتش کدہ بنائے یا گرجا گھر بنائے یا اس میں شراب کا پیشہ کھولے تو کوئی حرج نہیں۔ امام ابو حنیفہ کا قیاس یہی ہے۔

مسئلہ نمبر ۹۵ :

یکرہ التعشیرہ والنقط – (ہدایہ فاروقی جلد ۴ ص ۴۵۷ مسائل متفرقہ) یعنی دس دس آیتوں پر نشان لگانا مکروہ ہے اور قرآن میں اعراب یعنی زیر زبر پیش لگانا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ نمبر ۹۶ :

مایتخذ من الحنطۃ والعشیر والعسل والذر حلال عندابی حنیفۃ و * یحد شاربہ عندہ و ان سکر منہ – (ہدایہ مطبوعہ فاروقی جلد ۴ ص ۴۸۰ کتاب الاشربہ) یعنی گیہوں کی، جو کی، شہد کی، جوار کی، شراب حلال ہے۔ اس کے پینے والے کو حد نہیں ماری جائے گی اگرچہ اس کے پینے سے اسے نشہ بھی چڑھا ہو، امام ابو حنیفہ کا یہی مذہب ہے۔

مسئلہ نمبر ۹۷ :

ونبیذ العسل والتین و نبیذ الحنطۃ والذر والتعیر حلال عندابی حنیفۃ – (ہدایہ فاروقی جلد ۴ ص ۴۸۱ کتاب الاشربہ) یعنی شہد کی، انجیر کی، گیہوں کی، جوار کی اور جو کی راب حلال ہے۔ امام ابو حنیفہ کا یہی مذہب ہے۔

مسئلہ نمبر ۹۸ :

لان المفسد ھوالقدح المسکروھو حرام عندنا – (ہدایہ فاروقی جلد ۴ ص ۴۸۱

کتاب الاشربہ) یعنی نشہ والی چیز کا وہ پیالہ جس سے نشہ آئے وہی حرام ہے۔ حنفی مذہب کا فیصلہ یہی ہے۔ (یعنی اگر دسویں جام پر نشہ چڑھتا ہو تو نو تک تو حلال طیب ہیں)

مسئلہ نمبر ۹۹ :

عصیر العنب اذا طبخ حتی ذھب ثلثاہ و بقی ثلثہ حلال و ان اشد و ھذا عندابی حنیفۃ و ابی یوسف ...... اذ قصد بہ التقوی – (ہدایہ فاروقی جلد ۴ ص ۴۸۱ کتاب الاشربہ) یعنی انگور کی شراب جس میں انگور کا شیرہ پکنے میں دو تہائی جل گیا ہو اور ایک تہائی رہ گیا ہو تو حلال ہے مگر قوت حاصل کرنے کے لئے استعمال کرے، امام ابو حنیفہ کا مذہب یہی ہے اور ابو یوسف کی بھی یہی رائے ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۰۰ :

اذا تخللت الخمر حلت ...... ولا یکرہ تخلیلھا – (ہدایہ فاروقی جلد ۴ ص ۴۸۳ کتاب الاشربہ) یعنی شراب کا سرکہ بنالینا حلال ہے مکروہ نہیں۔

ناظرین کرام! یہ ایک سو مسئلے ہدایہ شریف کے آپ نے سن لئے۔ اب آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ جس مذہب کی طرف آج اہلحدیث کو بلایا جاتا ہے اور جس مذہب کو آج اصل اسلام ہونے کا دعویٰ ہے اس کا کیا حال ہے؟ اس نے کس کس پردہ داری کے ساتھ بدکاری کو پھیلانے 'بے حیائی کو پیدا کرنے 'اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔ آج اگر دشمنان اسلام ان مسائل کو لے کر اسلام پر حملہ کریں تو آپ کو کس قدر نیچا دیکھنا پڑے گا؟ کیا سوا اس کے کہ آپ ان مسائل کو اسلامی مسائل نہ کہیں اور اس سے دست بردار کریں کوئی اور جواب آپ کے پاس ہے؟

اے حنفیو! کیا یہی وہ حنفی مذہب ہے جس پر فخر کرتے ہو؟ کیا یہی امام ابو حنیفہؒ کے اجتہادات ہیں جن کی بنا پر انہیں امام اعظم کہتے ہو؟ کیا سچ مچ امام صاحب ہی نے زانیوں پر یہ مہربانی فرمائی ہے کہ انہیں حد معاف کر دی؟ یہاں تک کہ ماں بہن بیٹی وغیرہ سے بھی منہ کالا کرنے والے کو چھٹی دے دی۔ اغلام کرنے والوں کو حد سے بچا لیا؟ کیا فی الحقیقت امام صاحب ہی نے شرابیوں پر یہ رحم کھایا کہ انہیں کوڑوں سے بچایا؟ کیا واقعی امام صاحب نے ہی سود کو اور شراب کو حلال بتایا، کیا امام صاحب کو واقعی چوروں سے ہمدردی تھی کہ ان کے ہاتھ کاٹنے کو ممنوع قرار دیا' امام صاحب کی سکھائی ہوئی نماز یہی ہے کہ کپڑے ناپاک ہوں، بدن

رکوع سجدہ ٹھیک ٹھکانے کا ہو نہ قومہ جلسہ ؟ نہ بسم اللہ پڑھنے کی ضرورت نہ قرآن پڑھنے کی- مخفی راستے سے ہوا نکال دو گویا سلام پھیر دیا- کیا امام صاحب نے سکھایا ہے کہ کتے کے چمڑے کا ڈول بنالو- اسی کی جائے نماز کر لو اور نماز پڑھ لو ؟ کیا حضرت امام صاحب نے ذمیوں کا اتنا مرتبہ بڑھایا کہ انہیں رسول اکرم فداہ ابی وامی ﷺ کو بھی گالیاں دینے میں خوف نہ رہا ؟ کیا امام صاحب نے ہی نکاح کی رسم کو اڑادیا اور صرف دو جھوٹے گواہوں پر حرام عورت حلال کر دی ؟ کیا امام صاحب نے حلال عورت کو محض اس سزا پر حرام کر دیا کہ اس کی عزیزہ کو چھو لیا اور اگر اس سے بد فعلی کی تو پھر حلال کر دیا ؟ کیا امام صاحب نے ہی مسلمانوں کی ترقی کا یہ نیا راستہ ڈھونڈا کہ وہ کتے اور سور اور درندے اور شراب اور طبلے اور باجے بیچیں ؟ کیا امام اعظم کی عظمت کا ظہور اس سے ہوا کہ انہوں نے روزے کے کفارے سے مقلدوں کو سبکدوش کیا ؟ کیا یہ سچ ہے کہ امام صاحب نے مردہ عورت اور چوپائے سے صحبت اور خلاف فطرت فعل لوطی کرنے والوں کو دلیر کر دیا اور ان سے کفارہ تک بھی ہٹادیا ؟ کیا امام صاحب کی شان اسی سے ظاہر ہوئی ہے کہ انہوں نے مشت زنی جلق جیسے حیاسوز فعل کو بھی عین روزے کی حالت میں کوئی اہمیت نہ دی ؟ کیا امام صاحب نے بھنگ جیسی خبیث چیز کو مباح قرار دے کر مسلمانوں پر احسان کیا ؟ کیا امام صاحب نے کنیسوں گرجوں آتش کدوں اور شراب خانوں کے کھلوانے کی اجازت دے دی ؟ کیا سور کو اور کتے کو امام صاحب نے فرمایا کہ یہ نجس نہیں ؟ حنفیو شرم کرو کہ ایک پاک نفس بزرگ زاہد و متقی کے ذمے ایسے گندے مسائل تھوپے میں تمہیں غیرت نہیں آتی- اب ایمان سے بتاؤ امام صاحب کے تم دوست ہو یا دشمن ؟ اور کیا اب بھی اور ان جیسی فقہ کی اور کتابوں کو معتبر ہی مانتے چلے جاؤ گے ؟ ہم محمدی تو ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں ان فقہ کی کتابوں کا کوئی اعتبار نہیں- ان رائے قیاس کے مجموعے کا نام اسلامی کتب رکھنا اسلام سے صریح دشمنی کرنا ہے ان کتابوں کو حنفی مذہب کی کتاب ماننا بھی امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ سے بیر باندھنا اور ان سے سخت تر قابل شرم مخفی عداوت رکھنا ہے یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللّٰہ ولا نشرك به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللّٰہ فان تولو فقولو اشھدوا بانا مسلمون— اے اہل کتاب آؤ اس بات کی طرف جو ہم تم میں متفق علیہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ

کریں نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں اور نہ آپس میں ایک دوسرے کو رب بنالیں کہ اس کے تمام احکام مان لیا کریں، اے اہل کتاب ! اگر تم اس صاف سچی اور سیدھی بات کو نہیں مانتے تو نہ مانو مگر گواہ رہو کہ ہم تو مانتے ہیں فقط واللہ الموفق-

نوٹ : ان سو مسائل میں ہدایہ جلد اول و دوم کے کل صفحات مطبوعہ یوسفی لکھنؤ کے ہیں اور جلد سوم چہارم کے کل صفحات مطبوعہ فاروقی دہلی کے ہیں- اگر کسی صاحب کے پاس اس مطبع کی کتابیں نہ ہوں تو ان کی سہولت کے لئے باب کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے جس سے با آسانی آپ ہر مسئلہ اصل کتاب میں نکال سکتے ہیں-

مذہبی دنگل

ہدایہ میں امام صاحب اور ان کے شاگردوں کا اختلاف

پورے ایک سو اختلافی مسائل

اس عنوان کو پڑھ کر آپ حیران ہوں گے کہ یہ کیا ؟ لیکن جب میں آپ کے سامنے واقعات کو رکھوں گا تو آپ کو حیرت ہو جائے گی- میرا مقصود اس عنوان سے یہ ہے کہ میں آپ کو دکھاؤں کہ حنفی مذہب میں بالخصوص اور کتاب ہدایہ میں بالعموم کس قدر اکھاڑہ بندی ہے اور کس قدر مزے مزے کے دنگل ہوتے ہیں- مندرجہ ذیل نقشہ ملاحظہ فرمایئے جس سے آپ کو معلوم ہو گا کہ ایک ہی مسئلہ ہے امام ابو حنیفہ کچھ کہتے ہیں ان کے ایک شاگرد امام محمد کچھ کہتے ہیں، انکے دوسرے شاگرد امام ابو یوسف کچھ کہتے ہیں، ان کے اور شاگرد امام زفر کچھ کہتے ہیں- اب اس وقت کہیں کسی کا قول معتبر مانا جاتا ہے کہیں دوسرے کسی کا- غرض اس لطف دہ دنگل کو ملاحظہ فرمایئے- مندرجہ ذیل کل صفحات جلد اول مطبوعہ مجتبائی کے ہیں- عربی نقل نہیں کی تاکہ تطویل نہ ہو-

www.deenekhalis.com

امام ابوحنیفہ	امام محمد	امام ابویوسف	امام زفر
۱-وضو میں کہنیوں اور ٹخنوں کا دھونا فرض ہے-ص ۳			فرض نہیں ہے- ص ۳
۲- ڈاڑھی کا خلال کرنا جائز ہے- ص ۶			سنت ہے- ص ۶
۳- تھوڑی سی قے کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا-ص ۸			ٹوٹ جاتا ہے-ص ۸
۴-جو خون نکل کر نہ بہے وہ وضو نہیں تورتا-ص ۸			توڑ دیتا ہے- ص ۸
۵-..........	اگر ایک ہی مجلس میں کئی بار قے کرے جس کا مجموعہ منہ بھر جانے کے برابر ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے-ص ۱۰	نہیں ٹوٹتا- ص ۱۰	
۶-........	اگر ایک ہی وجہ سے کئی بار قے کرے جسکا مجموعہ منہ بھر جانے کے برابر ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا ص ۱۰	ٹوٹا جاتا ہے- ص ۱۰	
۷- اگر بلغم کی قے کرے تو وضو نہیں ٹوٹتا-ص ۱۰		ٹوٹ جاتا ہے-ص ۱۰	
۸-اگر قے میں بہنے والا خون نکلا ہے گو تھوڑا ہو وضو توڑ دیتا ہے ص ۱۰	نہیں توڑتا - ص ۱۰		

امام ابوحنیفہ	امام محمد	امام ابویوسف	امام زفر
۲۴-گدھے اور خچر کا جھوٹا نجس ہے ص ۳۰	پاک ہے ص ۳۰		
۲۵-ایسے جھوٹے پانی کے سوا جب صاف پانی نہ ملے تو اس سے وضو کرے اور تیمم کر لے			پہلے وضو کرنا ضروری ہے
خواہ وضو کر کے تیمم کرے خواہ تیمم کر کے وضو کرے ص ۳۰			ص ۳۰
۲۶- کھجور کی نبیذ سے وضو جائز ہے ص ۳۰	وضو بھی کرے اور تیمم بھی ص ۳۲	جائز نہیں ص ۳۰	
۲۷- کھجور کی نبیذ جو پکی ہوئی جھاگ والی ہو اس سے بھی وضو جائز ہے ص ۳۲	جائز نہیں ص ۳۲		
۲۸- ایسی نبیذ کا پینا بھی حلال ہے ص ۳۲	حرام ہے ص ۳۲		
۲۹- جنبی شخص اگر اپنے شہر میں ہے اور نہانے کی وجہ سے اسے بسبب سردی کے مر جانے کا خوف ہے یا بیمار پڑ جانے کا تو اسے تیمم کر لینا جائز ہے ص ۳۲	جائز نہیں ص ۳۲	جائز نہیں ص ۳۲	
۳۰- کنکر پتھر ریت چونہ گچ سرمہ ہڑتال وغیرہ زمینات سے تیمم ہو سکتا ہے ص ۳۴		نہیں ہو سکتا سوائے مٹی اور ریت کے ص ۳۴	
۳۱- تیمم میں نیت فرض ہے ص ۳۴			فرض نہیں ص ۳۴

www.deenekhalis.com

امام ابو حنیفہ	امام محمد	امام ابو یوسف	ابو زفر
۹- پھوڑا پھنسی چھلنے سے اگر خون نکل کر نہ بہا تو وضو نہیں ٹوٹتا ص ۱۲			ٹوٹ جاتا ہے-ص ۱۲
۱۰-بوجہ شہوت منی نکل کر اپنی جگہ سے نہ بڑھے تو غسل فرض نہیں ص ۱۴		غسل فرض ہے-ص ۱۴	
۱۱- ایسا حوض جسکے ایک طرف نجاست پڑی ہو تو بھی اسکے دوسرے کنارے سے وضو کرنا جائز ہو وہ ہے کہ ایک طرف غسل کرنے سے دوسری طرف کا پانی حرکت نہ کرے ص ۲۰ یعنی اگرچہ ہاتھ سے ہلانے یا وضو کرنے سے حرکت کر جائے پھر بھی پاک ہے	نہیں بلکہ جس میں ایک طرف وضو کرنے سے دوسری طرف نہ ہلے ص ۲۰ یعنی اگر وضو کرنے سے ہل جائے تو ناپاک ہے لیکن ہاتھ کے ہلانے سے ہل جائے تو پاک ہے	نہیں بلکہ وہ کہ صرف ہاتھ کے ہلانے سے دوسری طرف نہ ہلے- ص ۲۰ یعنی اگر ہاتھ کے ہلانے سے ہل جائے تو ناپاک ہے-	
۱۲-ایسے حوض میں اگرچہ نجاست کا اثر دوسری طرف نہ پہنچا ہو تو بھی وہ حصہ ناپاک ہے-ص ۲۰		ناپاک نہیں ہے-ص ۲۰	
۱۳- وضو کا پانی ناپاکی کو دور نہیں کرتا-ص ۲۲			دور کر دیتا ہے-ص ۲۲
۱۴- وضو کیا ہوا پانی خود بھی نجس ہے-ص ۲۲	نجس نہیں ہے- ص ۲۲		
۱۵-اگر کوئی وضو کی نیت کے بغیر بھی کسی پانی سے وضو کرے تو وہ پانی بھی	ناپاک نہیں ہے- ص ۲۲		

امام ابو حنیفہ	امام محمد	امام ابو یوسف	امام زفر
۳۲- اگر کوئی نصرانی اسلام لانے کیلئے تیمم کرے تو اس تیمم سے نماز نہیں پڑھ سکتا- ص ۳۶		پڑھ سکتا ہے ص ۳۶	
۳۳-اگر کوئی مسلمان تیمم کرے پھر مرتد ہو جائے (نعوذباللہ) پھر اسلام لائے تو اسکا تیمم باقی رہتا ہے ص ۳۶			باقی نہیں رہتا ص ۳۶
۳۴-اگر امام یا مقتدی کا نماز عید میں وضو ٹوٹ جائے تو وہ تیمم کر لیں اور نماز پوری کر لیں ص ۳۸	تیمم نہ کرے ص ۳۸	تیمم نہ کرے ص ۳۸	
۳۵-اگر کسی شخص نے سفر میں اپنے پاس پانی نہ ہونے کے وقت اپنے رفیق سے مانگے بغیر تیمم کر لیا تو جائز ہے ص ۴۰	جائز نہیں ص ۴۰	جائز نہیں ص ۴۰	
۳۶-جراب اگر پیر کی تین انگلیوں کے ظاہر ہونے سے کم پھٹی ہوئی ہو تو اس پر مسح جائز ہے ص ۴۲			جائز نہیں ص ۴۲
۳۷- محض جرابوں پر مسح جائز نہیں اگرچہ وہ بہت موٹی ہوں ص ۴۴	جائز ہے ص ۴۴	جائز ہے ص ۴۴	
۳۸-کم سے کم مدت حیض کی تین دن تین راتیں کامل ہیں-ص ۴۶		دو دن کامل اور تیسرے دن کا اکثر حصہ ص ۴۶	
۳۹-گدلا رنگ بھی حیض ہے اگرچہ		حیض نہیں-	

امام ابو حنیفہ	امام محمد	امام ابو یوسف	امام زفر
ناپاک ہے- ص ۲۲			
۱۶- اگر جنبی کسی کنویں میں ڈول نکالنے کے لیے اترے تو اس پر سے غسل ساقط نہیں ہوتا- ص ۲۴	ساقط ہو جاتا ہے- ص ۲۲		
۱۷- اگر جنبی کسی کنویں میں ڈول نکالنے کے لیے اترے تو اس کنویں کا پانی ناپاک ہو جاتا ہے- ص ۲۴	پانی ناپاک نہیں ہوتا ص ۲۲	پانی ناپاک نہیں ہوتا- ص ۲۲	
۱۸- اگر کنویں میں بکری پیشاب کر دے تو اگرچہ غالب نہ آیا ہو تو بھی کنویں کا سارا پانی نکال دینا چاہیے ص ۲۶	اگر غالب نہ آیا ہو تو پانی نہ نکالے ص ۲۶		
۱۹- جن جانوروں کا گوشت حلال ہے ان کا پیشاب ناپاک ہے ص ۲۶	پاک ہے ص ۲۶		
۲۰- حلال جانوروں کا پیشاب بطور دوا کے پینا بھی حلال نہیں ص ۲۶	حلال ہے ص ۲۶	حلال ہے ص ۲۶	
۲۱- بطور دوا کے نہ ہو تو بھی پینا حلال نہیں ص ۲۶	حلال ہے ص ۲۶		
۲۲- بلی کا جھوٹا مکروہ ہے ص ۲۸		مکروہ نہیں ص ۲۸	
۲۳- شکاری پرندے کی چونچ اگرچہ صاف ہو پھر بھی اس کا جھوٹا مکروہ ہے ص ۳۰		مکروہ نہیں ص ۳۰	

www.deenekhalis.com

امام ابو حنیفہ	امام محمد	امام ابو یوسف	امام زفر
کپڑے میں نماز ہو جاتی ہے ص ۶۰			
۵۳- مچھلی کا خون اگرچہ کپڑے کے بہت زیادہ حصہ پر لگا ہو پھر بھی نماز ہو جاتی ہے ص ۶۰		نہیں ہوتی ص ۶۰	
۵۴- جب ہر چیز کا سایہ دگنا ہو جائے تب عصر کا وقت شروع ہوتا ہے ص ۶۴		غلط ہے بلکہ جب ایک گنا یعنی برابر سایہ ہو جائے ص ۶۴	غلط ہے جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہو گیا وقت شروع ہو گیا ص ۶۴
۵۵- جب تک سایہ ہر چیز کا دگنا نہ ہو جائے ظہر کا وقت ہے- ص ۶۴	ایک گنا ہونے پر وقت نکل گیا ص ۶۴	برابر ہونے پر وقت گزر گیا ص ۶۴	
۵۶- جب تک سرخی کے بعد کی سفیدی ہے مغرب کا وقت باقی ہے ص ۶۶	باقی نہیں بلکہ سرخی کے خاتمہ کے ساتھ ختم ہے ص ۶۶	باقی نہیں ہے بلکہ سرخی کے خاتمہ کے ساتھ ختم ہے ص ۶۶	
۵۷- جمعہ کے دن زوال کے وقت نوافل پڑھنا منع ہے ص ۵۸		منع نہیں جائز ہے ص ۶۸	
۵۸-	امیر کو بعد از اذان خبر اذان کرنا جائز نہیں ہے ص ۷۲	جائز ہے ص ۷۲	
۵۹- مؤذن کو اذان و اقامت کے درمیان بیٹھنا چاہیے' سوائے مغرب	نہیں بلکہ مغرب میں بھی بیٹھنا	مغرب کے وقت بھی بیٹھے	

امام ابو حنیفہ	امام محمد	امام ابو یوسف	امام زفر
اول دونوں میں ہو ص ۴۶		ص ۴۶	
۴۰-مستحاضہ عورت، سلسل البول والا ہمیشگی کی نکسیر پھوٹنے والا جسکے زخم سے ہر وقت خون بہتا ہو جب ایک وضو سے ایک وقت کی نماز پڑھ چکا تو وقت گزرنے کے بعد دوسری نماز کیلئے وضو کرے جب وقت دوسری نماز کا آئے پڑھ لے- یعنی وقت سے پہلے وضو کر سکتا ہے- ص ۵۲			وقت سے پہلے وضو نہیں کر سکتا- ص ۵۲
۴۱-اگر ایسے شخص نے سورج نکلنے کے وقت وضو کیا تو ظہر کی نماز اس سے پڑھ سکتا ہے- ص ۵۲		نہیں پڑھ سکتا- ص ۵۲	
۴۲-اگر کسی عورت کے ایک حمل میں دو بچے ہوں تو نفاس کی مدت اول بچے سے شروع ہو گی اگرچہ دوسرا بچہ چالیس دن کے بعد پیدا ہوا ہو ص ۵۴	غلط ہے بلکہ آخر کے بچے سے شروع ہو گی ص ۵۴		آخر کے بچہ سے شروع ہو گی ص ۵۴
۴۳-سرکہ گلاب کے پانی وغیرہ سے اگر نجاست دھوئی جائے تو پاک ہو جاتی ہے ص ۵۴	پاک نہیں ہوتی ص ۵۴		پاک نہیں ہوتی ص ۵۴
۴۴-بدن پر بھی اگر نجاست لگی ہو تو ان چیزوں سے بدن پاک ہو جاتا ہے ص ۵۶		پاک نہیں ہوتا ص ۵۶	
۴۵-جراب پر اگر پاخانہ، خون، منی وغیرہ نجاست لگ جائے تو سوکھنے کے بعد	پاک نہیں ہوتی ص ۵۷		

امام ابو حنیفہ	امام محمد	امام ابو یوسف	امام زفر
کی اذان و اقامت کہے ص ۴۷	چاہیے ص ۴۷	ص ۴۷	
۶۰-اگر کئی ایک نمازوں کی قضا کرنی ہے تو پہلی نماز کے بعد دوسری کیلئے اذان کہنے نہ کہنے کا اختیار ہے ص ۴۷	اذان نہ کہے ص ۴۷		
۶۱-صبح کی نماز کے وقت سے پہلے اذان جائز نہیں ص ۴۷		جائز ہے ص ۴۷	
۶۲-عورت کی نماز میں اگر پاؤں پنڈلی سے کم کھلی ہوئی ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر پاؤں کھلی ہوئی ہے تو نماز دوہرانی پڑے گی ص ۷۶		پاؤں بلکہ اس سے زیادہ کھلی ہوئی ہو تو بھی کوئی حرج نہیں نماز نہیں دوہرانی پڑے گی ص ۷۶	
۶۳-بالوں کا پیٹ کا اور ران کا بھی یہی حکم ہے ص ۷۸		بالوں کے پیٹ کے اور رانکے حکم میں بھی یہی اختلاف ہے ص ۷۸	
۶۴-عورت کی شرمگاہ بھی نماز کی حالت میں اگر چوتھائی سے کم کھلی ہوئی ہو تو نماز ہو جائے گی چاہے قبل ہو چاہے دبر ہاں اگر پاؤں سے زیادہ ہے تو نماز لوٹانی پڑے گی ص ۷۸		پاؤں سے زیادہ بھی اگر کھلی ہوئی ہو تو بھی نماز ہو جائے گی ص ۷۸	
۶۵-مرد کے خصیے اور ذکر بھی اگر پاؤ سے کم ننگا ہے تو شوق سے نماز پڑھ		پاؤں سے زیادہ بھی اگر کھلا ہوا ہو تو بھی	

www.deenekhalis.com

امام ابو حنیفہ	امام محمد	امام ابو یوسف	امام زفر
زمین پر رگڑنے سے پاک ہوجاتی ہے ص ۵۶			
۴۶-اگر نجاست تر ہو تو زمین پر ملنے سے پاک نہیں ہوتی ص ۵۶		اگر نشان باقی نہ رہے تو پاک ہو جاتی ہے ص ۵۶	
۴۷-زمین پر الگ نجاست ہو اور وہ دھوپ سے سوکھ جائے اثر جاتا رہے تو زمین پاک ہو جاتی ہے-ص ۵۸			پاک نہیں ہوتی ص ۵۸
۴۸-ہتھیلی کی چوڑائی کے برابر پاخانہ پیشاب وغیرہ جیسی غلیظ نجاست اگرچہ لگی ہو پھر بھی نماز ہوجائے گی ص ۵۸			نہیں ہو گی ص ۵۸
۴۹-کپڑے کا پاؤ سے کچھ کم حصہ اگر نجاست خفیہ میں لتھڑ گیا ہو جیسے لوٹ کا پیشاب وغیرہ تو نماز جائز ہے ص ۵۸		اگر ایک بالشت چوڑا ایک بالشت لمبا دھبہ ہو تو جائز نہیں ص ۵۸	
۵۰-اگر کپڑے کو گائے وغیرہ کا گوبر وغیرہ ہتھیلی کی چوڑائی سے زیادہ لگ گیا ہو تو نماز جائز نہیں ص ۵۸	جائز ہے ص ۵۸	جائز ہے ص ۵۸	جائز ہے ص ۶۰
۵۱-گھوڑے کا پیشاب اگر کپڑے پر بہت زیادہ نہ لگا ہو تو حرج نہیں ص ۶۰	بہت زیادہ لگ جائے تو بھی حرج نہیں ص ۶۰		
۵۲-اگر حرام پرندوں کی بیٹ ہتھیلی کی چوڑائی سے زیادہ لگ جائے تو بھی اس	نہیں ہوتی ص ۶۰		

امام ابو حنیفہ	امام محمد	امام ابو یوسف	امام زفر
۷۸-سب سے زیادہ امامت کے قابل وہ ہے جو سب سے زیادہ سنت کو جانتا ہو-ص ۱۰۱		نہیں بلکہ وہ جو سب سے زیادہ قرآن پڑھنا جانتا ہو ص ۱۰۱	
۷۹-امام کے ساتھ اگر ایک ہی مقتدی ہو تو امام کے برابر کھڑا ہو ص ۱۰۳	اتنا پیچھے کھڑا رہے کہ امام کی ایڑی کے پاس اسکی انگلیوں کا سرا ہو ص ۱۰۳		
۸۰-اگر ایک امام دو مقتدی ہوں تو امام آگے بڑھ کر کھڑا رہے ص ۱۰۳		امام بھی انکے ساتھ انکے بیچ میں کھڑا رہے ص ۱۰۳	
۸۱-بڑھیا عورتیں فجر مغرب عشا میں مسجد آسکتی ہیں ص ۱۰۵	ظہر عصر میں بھی آ سکتی ہیں ص ۱۰۵		
۸۲-تیمم والے کے پیچھے وضو والا نماز نہیں پڑھ سکتا ص ۱۰۵	پڑھ سکتا ہے ص ۱۰۵		
۸۳-جو امام بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو اسکی اقتدا میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والا پڑھ سکتا ہے ص ۱۰۷	نہیں پڑھ سکتا ص ۱۰۷		
۸۴-رکوع سجدہ کرنے والا اشارے سے پڑھنے والے کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا ص ۱۰۷			پڑھ سکتا ہے ص ۱۰۷
۸۵-امی شخص نماز پڑھاتا ہو اور اسکے	امام کی اور بے		

امام ابو حنیفہ	امام محمد	امام ابو یوسف	امام زفر
سمع اللہ الخ کے بعد سیدھا کھڑا ہونا رکوع اور سجدے میں اطمینان کرنا فرض نہیں ص ۸۹		ص ۸۹	
۷۲-سجدے میں صرف ناک ٹکانی یا صرف پیشانی ٹکانی بھی جائز ہے دونوں کا ٹکانا ضروری نہیں ص ۹۰	صرف ناک کا ٹکانا جائز نہیں ص ۹۰	صرف ناک کا ٹکانا جائز نہیں ص ۹۰	
۷۳-اگر امام مقتدی کے سامنے ہو تو دونوں طرف سلام پھیرنے میں اس کی نیت رکھے ص ۹۴		صرف اول سلام میں نیت رکھے ص ۹۴	
۷۴-اگر عشا کی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھی اور دوسری سورت نہیں ملائی تو دو آخر کی رکعتوں میں سورۃ بھی ملا لے اور بلند آواز سے قرأت پڑھے ص ۹۶		پچھلی دو رکعتوں میں بھی سورت نہ پڑھے ص ۹۶	
۷۵-کم سے کم صرف ایک آیت کا پڑھ لینا کافی ہے ص ۹۸	تین چھوٹی آیتیں اور بڑی لمبی ہو تو ایک ص ۹۸	تین چھوٹی آیتیں اور بہت بڑی ہو تو ایک ص ۹۸	
۷۶-ظہر کی دو رکعتوں کو برابر کی پڑھے ص ۱۰۰	پہلی رکعت دوسری کی نسبت لمبی پڑھے ص ۱۰۰		
۷۷-مقتدی امام کے پیچھے نہ پڑھے ص ۱۰۰	احتیاط کے طور پڑھ لینا اچھا ہے ص ۱۰۱		

www.deenekhalis.com

امام ابو حنیفہ	امام محمد	امام ابو یوسف	امام زفر
۹۳-اسی طرح اگر اشارے سے پڑھتے ہوئے اب رکوع و سجود پر قادر نہ ہوا تو بھی نماز باطل ہو جائے گی اگرچہ آخر تشہد میں ہو ص ۱۱۰	نہیں باطل ص ۱۱۰	نہیں باطل ص ۱۱۰	
۹۴-یا کوئی پہلے کی فوت شدہ نماز یاد آ گئی تو بھی باطل ہے ص ۱۱۰	نہیں باطل ص ۱۱۰	نہیں باطل ص ۱۱۰	
۹۵-قاری امام نے بے وضو ہو کر امی امام کو آگے بڑھا دیا تو بھی باطل ہے ص ۱۱۰	نہیں باطل ص ۱۱۰	نہیں باطل ص ۱۱۰	
۹۶-جمعہ پڑھتے ہوئے عصر کا وقت آ گیا تو بھی باطل ہے ص ۱۱۰	نہیں باطل ص ۱۱۰	نہیں باطل ص ۱۱۰	
۹۷-پٹیوں پر مسح کیا تھا اب زخم اچھا ہو گیا پٹی چھٹ گئی اور یہ آخری التحیات میں بقدر تشہد کے بیٹھ بھی چکا ہے تو بھی نماز باطل ہو جائے گی ص ۱۱۰	باطل نہیں ہو گی ص ۱۱۰	باطل نہیں ہو گی ص ۱۱۰	
۹۸-عذر والے کا عذر ایسی حالت میں جاتا رہا مثلاً استحاضہ وغیرہ تو بھی باطل ہے ص ۱۱۰	نہیں باطل ص ۱۱۰	نہیں باطل ص ۱۱۰	
۹۹-امام اگر قرآن دیکھ کر نماز میں قرأت پڑھے تو اسکی نماز فاسد ہو جائے گی ص ۱۱۶	فاسد نہیں ہو گی ص ۱۱۶	فاسد نہیں ہو گی ص ۱۱۶	
۱۰۰-نماز میں آیتوں کا اور تسبیحوں کا اور سورتوں کا ہاتھ پر گننا مکروہ ہے ص ۱۲۲	مکروہ نہیں- ص ۱۲۲	مکروہ نہیں- ص ۱۲۲	

www.deenekhalis.com

یہ ایک سو مسائل ہو گئے میں چاہتا ہوں کہ اب اس بحث کو بھی ختم کروں ورنہ اگر صرف ان شاگردوں- استادوں کا خلاف جو صرف اسی کتاب ہدایہ میں ہے پورا نقل کیا جائے تو سینکڑوں صفحہ کی ایک مستقل کتاب تیار ہو جائے-ایک ہی مذہب کے یہ چاروں پیشوا ہیں- ایک فرض بتائے دوسرا مکروہ کہے-ایک حلال بتائے دوسرا حرام کہے ایک پاک بتائے دوسرا ناپاک کہے-ایک جائز کہے دوسرا ناجائز کہے- غرض ایک اکھاڑہ ہے جہاں عجب عجب داؤں پیچ اور دلچسپ لڑنت ہو رہی ہے برادران ایک گاڑی میں دو گھوڑے ہوں ایک مشرق کی جانب گھسیٹے دوسرا مغرب کی طرف، تو کیا گاڑی چل سکے گی؟ ہرگز نہیں بلکہ اس کے پرزے الگ ہو جائیں گے،اسی طرح ایک اقلیم کے کئی ایک خود سر بادشاہ جو ایک کے حکم کو دوسرا اور دوسرے کی خواہش کو تیسرا اور تیسرے کے فرمان کو چوتھا ٹالتا چلا جائے-ایک کے خلاف ایک ہو جائے تو کیا یہ سلطنت برقرار رہ سکتی ہے؟ برادران کیا آپ کو یہ منظر مکروہ نہیں معلوم ہوتا؟ کیا یہ سین آپ کی نگاہوں کو بدزیب نہیں دکھائی دیتا؟ کیا یہ اختلاف تضاد اور تخالف آپ کو بھلا لگتا ہے؟ کیا تقلید شخصی اسی کو کہتے ہیں؟ کیا امام صاحب کے خلاف ان کے شاگرد کریں تو وہ مقلد رہیں گے؟ پھر ان کے بعد والے امام صاحب کا قول چھوڑ کر ان کے شاگردوں کا قول لے کر مقلد رہ سکتے ہیں؟ کیا امام صاحب کے شاگردوں کو بحیثیت مقلد ہونے کے امام صاحب کے خلاف کرنے کا حق حاصل تھا؟ اور اگر ناحق وہ ایک عہدہ پر بیٹھ گئے تو بعد والوں کو اپنے امام کے خلاف ان کے احکام ماننے کا یا، ان میں ترجیح قائم کرنے کا یا دلائل ٹٹولنے کا، یا فیصلے کرنے کا، باوجود تقلید شخصی امام معین کے دعویدار ہونے کے کوئی حق حاصل تھا؟ چونکہ تردید تقلید اس وقت میرا موضوع نہیں، اس لئے میں اس مضمون پر مزید روشنی ڈالے بغیر اپنے اصلی موضوع پر آتا ہوں- ایمان کی بات تو یہ ہے کہ اختلاف و تضاد و تخالف کی جیتی جاگتی تصویر، مذہبی دنگل کا عجیب و غریب نظارہ علمی اکھاڑے کے شہ زور پہلوان، فقہیت کی اعلی بانکی ہوٹ اگر دیکھنی ہو تو کتاب ہدایہ کی سیر کرنی چاہیے- میں نے صرف ایک سو) کے قریب صفحات میں سے ایک سو اختلافات تو نقل کر دیے، بہت

سے چھوڑ بھی دیے ہیں- بہت سے صفحے اصل کتاب کے حواشی سے پر ہیں- اگر کل کتاب پر اس حیثیت سے نظر ڈالی جائے اور پھر اس کا مرقع قائم کیا جائے، تصویر کھینچی جائے، فوٹو اتارا جائے، تو سچ مچ کی جماعت میں صف ماتم بچھ جائے گی- بین دبکا کی صدائیں اٹھنے لگیں گی، وہ افسوسناک منظر ہوگا کہ کوئی دیکھ بھی نہ سکے- ایک سو صفحات کا یہ حال ہے تو کل کتاب کے جو تیرہ سو صفحے کی ہے سب اختلافات نقل کیے جائیں تو عجب تماشے کی چیز بن جائے- اب میں اس بحث کو ختم کر کے ناظرین کو یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ کتاب ہدایہ میں خود امام ابو حنیفہؒ کے اقوال بھی ایک کے خلاف ایک بہت سی جگہ منقول ہیں-

ہدایہ میں امام ابو حنیفہؒ کے اقوال میں اختلاف

ہمارے بعض بھولے بھائیوں کو حدیث سے الگ کرنے کے لیے اکثر اوقات یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حدیث پر تم عمل نہیں کر سکتے کیونکہ حدیثیں ایک ہی مسئلہ میں کئی طرح کی ہوتی ہیں- کسی میں کچھ ہوتا ہے کسی میں کچھ ہوتا ہے، اس لئے ضرورت ہے کہ مجتہد کی تقلید کی جائے تاکہ وہ ان اختلاف والی حدیثوں میں سے نتھار کر، نچوڑ کر، عطر نکال کر، پھوک اور کھلی پھینک کر ہمیں دے دے لیکن افسوس کہ فقہا کے اقوال بھی ایک مسئلہ میں کئی کئی نظر آتے ہیں یہ تو ہے ہی کہ یہ مذہبی کتابیں اختلاف سے پر ہیں لیکن ایک کا قول دوسرے کے خلاف ہونا الگ چیز ہے اور ایک ہی شخص سے کئی ایک اقوال کا ہونا اور ان میں بھی ایک کا ایک سے خلاف ہونا یہ تو کھلی دلیل ان تمام اقوال کے باطل ہونے کی ہے- حدیث میں تو یہ بات نہیں- دو صحیح حدیثیں دنیا کے پردے پر ایسی نہیں جن میں نہ رفع ہونے والا تضاد ہو لیکن باوجود اس کے لوگوں کی نظروں میں اختلاف بتا کر انھیں اتباع حدیث نبوی سے روکا جاتا ہے- لیکن اب میں آپ کو صرف ہدایہ کے بعض وہ موقع بتلاتا ہوں جنہیں دیکھ کر آپ بے ساختہ پکار اٹھیں گے کہ فرمان الٰہی سچ اور بالکل سچ ہے کہ لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا- یعنی یقیناً ایسا کھلا اختلاف دلیل ہے ان دلائل کے اللہ کی طرف سے نہ

ہونے کی- میں بطور مثال کے صرف چند مواقع ناظرین کے سامنے رکھتا ہوں-

ہدایہ مجتبائی جلد اول ص ۲۲ باب الماء الخ میں لکھتے ہیں عن ابی حنیفه ه طاهر یعنی امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں وضو وغیرہ میں استعمال کیا ہوا پانی پاک ہے- اسی صفحہ میں لکھتے ہیں وقال ابو حنیفة ...... هو نجس یعنی امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں وضو وغیرہ میں استعمال کیا ہوا پانی ناپاک نجس ہے (یعنی پاک بھی ہے اور ناپاک بھی ہے)

ہدایہ مجتبائی جلد اول ص ۲۲ باب الماء الخ میں لکھتے ہیں عن ابی حنیفة نجاسة غلیظة یعنی امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں اس پانی کی ناپاکی بھی غلیظ ہے یعنی پیشاب پاخانہ کی طرح بالکل نجس ہے- اسی صفحہ میں لکھتے ہیں و قوله نجاسة خفیفة ...... یعنی امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں اس کی نجاست غلیظ نہیں ہے یعنی پیشاب پاخانہ جیسی نجاست نہیں بلکہ اس سے بہت کم درجہ کی ہے (یعنی غلیظ نجاست ہے بھی اور غلیظ نجاست نہیں بھی ہے)

ہدایہ مجتبائی جلد اول ص ۲۴ باب الماء الخ میں لکھتے ہیں عند ابی حنیفه کلا هما نجسان یعنی اگر جنبی کنویں میں اترا تو اس کا غسل نہیں اترتا- امام ابو حنیفہ کا فرمان یہی ہے- اسی صفحہ میں لکھتے ہیں ان لرجل طاهر یعنی جنبی پاک ہو جاتا ہے- جنبی کا غسل اتر جاتا ہے امام ابو حنیفہ کا فرمان یہی ہے (یعنی غسل نہیں بھی اترا اور اتر بھی گیا)

ہدایہ جلد اول مجتبائی ص ۲۴ باب المسح الخ میں لکھتے ہیں لایجوز المسح علی الجوربین عند ابی حنیفة یعنی جراب پر مسح جائز نہیں، امام ابو حنیفہ کا یہی فرمان ہے- اسی صفحہ میں لکھتے ہیں وعنه انه رجع الی قولهما یعنی جورب پر مسح جائز ہے امام ابو حنیفہ کا فرمان یہی ہے (یہی مسح جائز نہیں بھی اور جائز ہے بھی)

ہدایہ جلد اول مجتبائی ص ۵٦ باب الانجاس الخ میں لکھتے ہیں فاذا جف علی الثوب اجزا فیه الفرك یعنی جب منی کپڑے پر سوکھ جائے تو کھرچنے سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے (امام ابو حنیفہ کا فرمان یہی ہے) اسی صفحہ میں لکھتے ہیں وعن ابی حنیفه انه لا یطهر - یعنی جب منی کپڑے پر سوکھ جائے تو کھرچنے سے پاک نہ ہو گا امام ابو حنیفہ کا فرمان یہی ہے (یعنی

کھرچنے سے کپڑا پاک بھی ہو گیا اور پاک نہیں بھی ہوا)

ہدایہ جلد اول مجتبائی ص ۵۳ باب المواقیت میں لکھتے ہیں وآخر وقتها عند ابی حنیفة اذا صار الظل کل شیء مثلیه یعنی ظہر کا وقت ہر چیز کا سایہ دوگنا ہو جانے تک ہے (امام ابو حنیفہ کا فرمان یہی ہے-اسی صفحہ میں لکھتے ہیں :اذا صار انظل مثله وهو روایته عن ابی حنیفه یعنی ظہر کا وقت ہر چیز کا ایک گنا سایہ ہو جانے تک ہے-امام ابو حنیفہ کا فرمان یہی ہے (یعنی ایک گنا سایہ ہونے پر وقت نکل گیا اور نہیں بھی نکلا)

ہدایہ جلد اول مجتبائی ص ۵۳ باب المواقیت میں لکھتے ہیں" واول وقت العصر "الخ یعنی دوگنا سایہ جب ہو جائے تب عصر کا وقت شروع ہوتا ہے-امام ابو حنیفہ کا فرمان یہی ہے-اسی صفحہ میں لکھتے ہیں واول وقت العصر الخ یعنی ایک گنا سایہ جب ہو جائے تب عصر کا وقت شروع ہوتا ہے امام ابو حنیفہ کا فرمان یہی ہے (یعنی ایک گنا سایہ ہونے پر عصر کا وقت ہو گیا اور نہیں بھی ہوا)

ہدایہ جلد اول مجتبائی ص ۵۵ باب المواقیت میں لکھتے ہیں-ثم الشفق هو البیاض الذی فیك الافق بعد الحمر عند ابی حنیفة یعنی جب تک شفق غائب نہ ہو مغرب کی نماز کا وقت ہے اور شفق کہتے ہیں اس سفیدی کو جو آسمان کے کناروں پر سرخی کے بعد ظاہر ہوتی ہے-یعنی سرخی کے چلے جانے کے بعد بھی مغرب کی نماز کا وقت ہے-امام ابو حنیفہ یہی فرماتے ہیں-اسی صفحہ میں لکھتے ہیں-هو الحمر وهو روایة عن ابی حنیفة یعنی شفق کہتے ہیں سرخی ہی کو- تو سرخی کے چلے جانے کے بعد مغرب کا وقت نہیں رہتا، امام ابو حنیفہ کا فرمان یہی ہے (یعنی سرخی کے چلے جانے کے بعد مغرب کا وقت ہے بھی اور نہیں بھی ہے)

ہدایہ جلد اول مجتبائی ص ۶۳ باب الاذان میں لکھتے ہیں یکره ان یقیم علی غیر وضوء بے وضو اقامت کہنا مکروہ ہے (امام ابو حنیفہ کا فرمان یہی ہے-اسی صفحہ میں لکھتے ہیں ویروی انه لامکره الاقامة ایضاً یعنی بے وضو اقامت کہنا مکروہ نہیں (امام ابو حنیفہ کا فرمان یہی ہے (یعنی مکروہ ہے بھی اور نہیں بھی ہے)

www.deenekhalis.com

ہدایہ جلد اول مجتبائی ص ۸ باب صفۃ الصلوۃ میں لکھتے ہیں-فان اقتصر علی احد ھما جاز عند ابی حنیفۃ یعنی اگر سجدے میں صرف ناک زمین پر لگائے پیشانی نہ لگائے تو بھی جائز ہے-امام ابو حنیفہ کا فرمان یہی ہے-اسی صفحہ میں لکھتے ہیں لایجوز یعنی اگر سجدے میں صرف ناک زمین پر لگائے پیشانی نہ لگائے تو جائز نہیں-امام ابو حنیفہ کا فرمان یہی ہے (یعنی جائز بھی ہے اور ناجائز بھی ہے)

مجھے نمونتاناظرین کو بطور تنبیہ کے یہ چند مسائل سنانے تھے،اس لئے میں اس تھوڑے سے نمونہ پر اس بحث کو ختم کرتا ہوں-ذرا انصاف سے اس عنوان کے مسائل پر ایک مرتبہ اور نظر ڈال جایئے، کیا کیا گلکاریاں ہو رہی ہیں،ایک ہی پانی کو پاک کہا جاتا ہے اور اسی کو ناپاک کہا جاتا ہے،ایک جگہ اس کی ناپاکی خفیف بتلائی جاتی ہے،ایک جگہ غلیظ کہی جاتی ہے اور سب کے قائل امام ابو حنیفہ-ایک شخص کو نہانے کی حاجت سے فارغ ہو گیا ہوا کہا جاتا ہے اور اسی کو غیر فارغ بھی سمجھا جاتا ہے-جورب پر مسح جائز بھی ہے اور جائز نہیں بھی ہے-سوکھی منی کھر چنے سے پاک ہو جاتی ہے اور پاک نہیں بھی ہوتی-اور سب کے قائل ابو حنیفہ-کیا لطف کی بات ہے کہ ڈیڑھ گنا سایہ ہونے پر ایک شخص کے ظہر کا وقت ہے وہ بھی سچا جو کہے نہیں ہے وہ بھی سچا-عصر کا وقت ایک گنے سایہ پر ہو گیا یہ بھی امام کا فرمان اور نہیں ہوا یہ بھی امام صاحب کا فرمان-سرخی کے جاتے ہی وقت مغرب گیا، یہ بھی امام صاحب کا قول وقت نہیں گیا یہ بھی امام صاحب کا قول-بے وضو اقامت کہنی مکروہ بھی امام صاحب کہتے ہیں مکروہ نہیں بھی-امام صاحب کے نزدیک اور ناجائز بھی امام صاحب کے نزدیک-خفیو اللہ کا واسطہ ذرا تو غور کرو-آخر ایک روز احکم الحاکمین سے واسطہ پڑتا ہے-اللہ سے معاملہ ہونا ہے 'اپنے حساب کتاب کا خیال کرو اور ایک اس شخص کے اقوال کو جو غیر معصوم ہے جو ٹھیک بھی کہتا ہے اور غلط بھی کہتا ہے،اپنے ذمہ ذاجب التعمیل نہ سمجھو-ان کتابوں کو جو اعتیوں کے رائے قیاس کا مجموعہ ہے جس میں ایک ہی کام کو جائز بھی لکھا ہے اور ناجائز بھی، شریعت کی کتابیں نہ جانو-میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ اگر صرف اسی ایک کتاب سے امام صاحب کے اقوال کا اختلاف

پوری طرح نقل کیا جائے تو ایک عجیب چیز بن جائے-میں نے ان نوے صفحات میں سے بھی بہت سے مختلف اقوال بیان کرنے چھوڑ دیے ہیں-ایک ایک مسئلے میں امام صاحب سے چار چار قول منقول ہیں جو ایک دوسرے کے خلاف ہیں بھلا یہ کوئی شریعت ہوئی، خوب غور کرلو آخر اللہ سے کام پڑتا ہے-رسول ﷺ کی شفاعت کا آسرا ہے-حوض کوثر کی امید ہے-

خاتمہ

میرا ارادہ اس کتاب کو اس قدر طول دینے کا نہ تھا لیکن اللہ کی مرضی یونہی تھی اور یہ مضمون طول پکڑتا گیا-میں مکرر اپنی پوزیشن کو صاف کر دوں کہ میرا ارادہ نہ تو کسی پر طعن تشنیع کا ہے نہ اپنی علمیت کے اظہار کا، نہ ان اسلاف کی آبروریزی کا، نہ انہیں برا بھلا کہنے کا-لیکن اسلام نے ایک محکمہ تحقیق و تنقید کا بھی قائم کیا ہے، سچ تو یہ ہے کہ اگر یہ محکمہ نہ ہوتا یا اس محکمہ کے کارندے دنیا کے لوگوں سے خوفزدہ ہو کر یا بڑوں کی بڑائی سے مرعوب ہو کر تنقید و تحقیق کے کام میں سستی و مداہنت کرتے تو جس طرح آج دوسرے ادیان باطل کے ساتھ مخلوط ہوتے ہوتے بالکل مسخ ہو گئے یہی حالت (خاکم بدہن) اسلام کی بھی ہو جاتی، اس لیے فرمان خداوندالٰہی فتبینوا کے ماتحت نقاد کی ایک جماعت برابر ہمیشہ ہر زمانہ میں رہی اور بلاخوف لومۃ لائم وہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں ہمہ تن مصروف رہے-راویان حدیث پر ان کی جرحیں ہوئیں 'ائمہ کرام پر اور محدثین عظام پر ان کی حق گوئی نے ریمارک کیے-بڑے بڑوں کی اغلاط پر ان کی صاف گوئی نے تنبیہ کی' یہاں تک کہ جرح اور تعدیل کا ایک مکمل باقاعدہ فن بن گیا اور اس وجہ سے قرآن اپنی اصلی صورت میں، حدیث اپنے اصلی رنگ میں، اقوال سلف اپنی جگہ میں-احکام شرع اپنے مقام پر، جوں کے توں کمی زیادتی سے مبرا اور کذب و دروغ سے منزہ باقی رہ سکے اور دیگر ادیان کی طرح یہ خدائی دین باطل میں خلط ملط ہو کر چھپ نہ سکا-

ہمارے اس زمانے میں جبکہ علم کا چرچا کم ہو گیا، فنون دین پس پشت ڈال دیے گئے،

ہمتیں پس ہو گئیں، ارادے ضعیف ہو گئے، کوشش کم ہو گئیں، تو ہم منجملہ اور فنون دین کی خصوصیت کے ساتھ اس تنقیدی محکمہ سے بالکل غافل ہو گئے- نتیجہ یہ ہوا کہ آج اگر کوئی شخص اس نفیس فن کو چھیڑے بھی تو اسے بغض و عداوت، سب و شتم، توہین و حقارت پر محمول کیا جانے لگا- خود مجھے بھی اس کا احساس ہے کہ لوگ میری نسبت بھی ممکن ہے ایسے ہی خیالات کریں لیکن ان کے یہ خیالات مجھے کچھ بھی ضرر نہ پہنچا سکیں گے انشاء اللہ تعالیٰ- مجھے اپنے اللہ عزوجل سے کامل امید ہے کہ وہ میری نیت کے مطابق مجھے میری اس محنت کا پورا صلہ دے گا- میرا ارادہ صرف یہی تھا اور یہی ہے کہ جو لوگ ان فقہ کی کتابوں کو مدار دین بنائے بیٹھے ہیں انہیں جتادوں کہ ان میں کیا کیا نقص ہیں- میں چاہتا ہوں کہ قرآن و حدیث کی جگہ جو امتیوں کی رائے قیاس کے مجموعے بنے لے رکھی ہے یہ خالی کرالی جائے- مجھے یہ مسلم ہے کہ ہدایہ والے مجھ سے اچھے ہیں، بہت اچھے، مجھ سے زیادہ عالم اور بہت زیادہ عالم لیکن ساتھ ہی میرا ایمان ہے کہ وہ غلطی سے معصوم نہیں، خطا سے پاک نہیں، بھول چوک سے محفوظ نہیں- ان کی کتاب اللہ کی کتاب کا مرتبہ نہیں پاسکتی، ان کی باتیں حدیث رسول اللہ ﷺ کا درجہ نہیں پاسکتیں، ان کی باریک بینیاں، نکتہ رسیاں، دور نظریاں، غوامض فقہیہ، مضامین علیہ، وحی الٰہی کا ہم پلہ نہیں ہو سکتے- بحیثیت انسان ہونے کے بحیثیت امتی ہونے اور نبی نہ ہونے کے ان سے لغزشیں ہوئیں، غلطیاں ہوئیں، بھول چوک ہوئی- الٹ پلٹ ہوا- میں نے صرف ان اغلاط کو زائرین کے سامنے اپنی مہینوں کی محنت اور کاوش اور عرق ریزی کے بعد جمع کر کے رکھ دیا ہے تاکہ وہ جو یک طرفہ فیصلہ اپنے دماغوں میں کتاب ہدایہ کی نسبت اور دوسری فقہ حنفیہ کی کتابوں کی نسبت کر کے بآرام فارغ ہو کر تکیہ لگا کر بیٹھ گئے ہیں- اس پر دوبارہ غور کریں- میں یہ بھی مانتا ہوں کہ ممکن ہے-

میری تنقید بھی تنقیدی نگاہ کی محتاج ہو وما ابری نفسی- وما اوتیتم من العلم الا قلیلا- وفوق کل ذی علم علیم- میں نے حسب استطاعت بہت غور و خوض پوری تحقیق اور نہایت تدبر کے بعد ہر مضمون کو سپرد قلم کیا ہے اور بطور نمونہ ہر عنوان کے چند اختصارات درج کئے ہیں

حالانکہ اسی طرز کے اور اس کے سوا اور بھی بہت سے عنوان ابھی قائم ہو سکتے ہیں- بلکہ صرف ان مندرجہ بالا عنوانوں کو بھی کامل کیا جائے تو اس دس گنا بلکہ پچاس گنی بڑی کتاب بن سکتی ہے- اب آخری التماس یہ ہے کہ میرے مسلمان بھائی ان کتابوں پر آنکھیں بند کر کے عمل کرنا چھوڑ دیں اور صرف قرآن پاک اور حدیث رسول صلعم کو قابل عمل جانیں-

دُعا

آخر میں دعا کرتا ہوں کہ باری تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمیں نیک سمجھ عطا فرمائے اور اپنے نبی کی عزت و محبت ہمارے دلوں میں دنیا کے کل لوگوں کی عزت و محبت سے زیادہ بٹھا دے- ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے ہر چھوٹے بڑے، چھپے کھلے، کام میں ارشاد خداوندی اور فرمان پیغمبری ٹٹولیں پھر اس پر بلا قید بے عامل بن جائیں- دین کے ٹکڑے ٹکڑے یا صرف چار ٹکڑے کرنے سے ہم بچیں ہر کلام خداوندی کو ہر سنت نبوی کو مضبوطی کے ساتھ تھام لیں اور اللہ کے پورے دین کے عامل بن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام سنتوں کے عاشق بن کر دنیا کی چند روزہ زندگی کو گذاریں اور سرخروئی سے آخرت کی بے انتہا نعمتوں کو حاصل کرنے، اس ابدی زندگی کو خوشی خرمی اور رضائے رب اور خوشنودی اللہ کے ماتحت جنت الفردوس میں امن و چین سے، راحت و آرام سے حاصل کرنے کے بفضل خداوند قدوس حقدار بن جائیں-

الٰہی! میری اس محنت کو ٹھکانے لگا، میری اس عبادت کو قبول فرما، مجھے دنیا اور آخرت کی بھلائیاں عطا فرما، اور دنیا کے تمام مسلمانوں کو سچے مسلمان بنا، ہم سب کو صراط مستقیم پر چلا، ہم پر مہر و کرم کی نظر رکھ، آفات و بلیات سے بچا، ہمارا انجام اچھا کر، ہم سے تو خوش ہو جا، اور قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کا پڑوس ہمیں عطا فرما، اے پروردگار تو اپنے تمام مقرب بندوں اور ہمارے بزرگ سلف صالحین، محدثین، مجتہدین، اماماں دین اور اپنے تمام نبیوں پر رحمتیں اور سلامتیاں نازل فرما، بالخصوص تو اپنا خاص درود

سلام اپنے خاص الخاص رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ واہل بیتہ وسلم پر نازل فرما، ہمیں آپ کے سچے امتیوں میں گن اور آپ کے جھنڈے تلے ہمیں جمع کر! آمین یاالٰہ الحق آمین!

وآخر دعوانا ان الحمدُللّٰہِ ربِّ العالمین

الراقم: عاجز محمد بن ابراہیم (میمن)

متوطن شہر جوناگڑھ — ملک کاٹھیاواڑ

www.deenekhalis.com